

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد
 أَقِمُوا هَذِينَ الْعُمُودِينَ وَأَوْقِدُوا هَذِينَ الْمَصْبَاحِينَ
 [نہج البلاغہ ص ۲۶۸ تحت ومن کلامہ لعلیہ السلام قبل موتہ]

یعنی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے (قبل الوفا بطور وصیت) فرمایا کہ کتابِ سنت کے
 ان دو ستونوں کو قائم رکھنا اور ان دو چراغوں کو روشن رکھنا؛

ثَقَاتِ لَیْسَ

[مع جدید اضافہ جات و اصلاح و ترمیم]

کتاب اللہ کے ساتھ امامت کی جدِ سنت نبوی (علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) کے محبتِ شرعی ہونے کا مدلل ثبوت
 حدیثِ ثقلین کی بنیاد پر پانچ ائمہ کے خلافتِ بلا فصل اور ”وجوبِ امامت کو ٹھوس دلائل کے ساتھ پل ٹھہرایا گیا ہے“

تالیف

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ العالی
 محمدی شریف ○ صنع جھنگ

مکرم بکسٹری

۵۔ بخشی سٹریٹ بیرون موری گیٹ سرکلر روڈ، لاہور

Www.Ahlehaq.Com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد

أَقْبِلُوا هَذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ وَأَوْقِدُوا هَذَيْنِ الْمَصْبُوحَيْنِ
کتاب و سنت کے ان دو ستونوں کو قائم رکھنا اور ان دو چراغوں کو روشن کئے رکھنا

حَدِيثِ طَلَبِ

الرَّحْمَانِ

جامع کمالات علمیہ و عملیہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب
مدرس جامعہ محمدی شریف - منسلح جھنگ

النشر

مکہ مکرمہ - ۵، نجشہ سٹریٹ - بیرون موری گیٹ، لاہور

www.jmmpak.tk

جلہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

(طبع ثانی)

نام کتاب _____ حدیث ثقیلین
نام مصنف _____ مولانا محمد نافع صاحب
ناشر _____ مکہ مکس - ۵ بجٹی سٹریٹ
بیرون موری گیٹ برک روڈ - لاہور

مبلغ _____
مقام اشاعت _____ مکہ مکس - لاہور

تعداد _____ ۱۱۰۰
تاریخ اشاعت (طبع ثانی) _____ جنوری ۱۹۸۴ء

قیمت جملہ _____ ۳۹ روپے

قیمت عام _____ ۲۷ روپے



مجلہ حقوق بنی مصنف محفوظ

ترتیب مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷	حصہ اول	۱۱	تقدیمہ
۴۰	۱۸ - دس ضروری تہذبات	۱۱	۱- دین اور شریعت کی اصطلاحات
۴۵	۱۹ - روایت صحیفہ امام علی رضا	۱۲	۲- اسلام کی اصولی ہدایت
۴۸	۲۰ - روایت طبقات ابن سعد	۱۳	۳- مسٹر پرویز کا مرکز ملت
۴۹	۲۱ - عطیہ عوفی سنی کتب جہاں میں	۱۳	۴- مسٹر پرویز کے ہاں حدیث کا مقام
۵۶	۲۲ - عطیہ شیعہ کتب جہاں میں	۱۳	۵- مرکز ملت کی بجائے مرکز امامت
۵۲	۲۳ - روایت مصنف ابن ابی شیبہ	۱۵	فقہ انکار حج بیت رسول
۵۴	۲۴ - شریک بن عبداللہ پر کلام	۱۵	۶- حجیت پیغمبر کا قرآنی نظریہ
۵۴	۲۵ - روایت مسند ابنی بن راہویہ	۱۶	۷- مرتبہ امامت مرتبہ نبوت کی نظیر
۵۶	۲۶ - مسند احمد کی آٹھ روایات	۱۸	۸- اقرار امامت ختم نبوت کے منافی
۶۱	۲۷ - روایت مسند عبد بن حمید	۲۰	۹- قطعی حقائق کیلئے قطعی دلائل کی ضرورت
۶۲	۲۸ - بیحی بن عبد الحمید راوی	۲۲	۱۰- قرآن میں بارہ اماموں کی تصریحیں
۶۳	۲۹ - روایت سنن دارمی	۲۴	۱۱- روایت مکت کنت مکتہ
۶۴	۳۰ - نوادر الاصول حکیم ترمذی کی روایت	۲۵	۱۲- امامی حضرات کی حدیث ثقلین
۶۵	۳۱ - زید بن جن انطالی	۲۷	۱۳- اہلسنت کے ہاں اہلبیت کا مقام
۶۷	۳۲ - معروف بن خربوذ کی	۳۰	۱۴- حضرت علامہ افغانی کی رائے گرامی
۶۸	۳۳ - نوادر الاصول کی بحث کا ضمیمہ	۳۲	۱۵- تقریظ از حضرت آقا شاہ صاحب
۶۹	۳۴ - مسلم کی روایت میں حقوق بنی مصنف کا حکم	۳۳	۱۶- مولف کی ایک ضروری گزارش
		۳۵	۱۷- تمہید کلام

مذہب	مضمون	صفحہ	مذہب	مضمون	صفحہ
۳۵	روایت شلم کے متعلق ضروری امور ۴	۵۶	۵۶	اسانید طبری ۶ عدد صغیر - اوسط - کبیر	
۳۶	ثقل ثانی اہلبیت ڈھنسنے کے قرائن ۷	۵۷	۵۷	عباد بن یعقوب امامی	۱۲۰
۳۷	ترمذی شریف کی روایات ۸۰	۵۸	۵۸	کثیر بن اسماعیل التوار	۱۲۱
۳۸	علی بن المنذر اشعری	۸۲	۵۹	یونس بن ارقم	۱۲۳
۳۹	محمد بن فضیل اشعری	۸۳	۶۰	ہارون بن سعد	۱۲۴
۴۰	مسند بزار کی روایات ۸۵	۶۱	۶۱	روایات مستدرک حاکم ۴ عدد	۱۳۳
۴۱	المحارث الاور	۸۸	۶۲	ابوبکر محمد بن الحسین مجہول الحال	۱۳۳
۴۲	اسانید امام نسائی	۹۰	۶۳	جریر بن عبد الحمید البستی	۱۳۳
۴۲	ابو معاویہ غالی شیخ	۹۴	۶۴	عبد الملک الرقاشی	۱۳۶
۴۳	مولیٰ کے معنی اور حدیث لایت کی بحث ۹۵	۶۵	۶۵	خلف بن سالم حمزی	۱۳۶
۴۴	روایت مسند ابی یعلیٰ	۹۸	۶۶	اسناد از مفتر ثعلبی	۱۴۳
۴۵	اسناد طبری بولہ کنز العمال	۹۹	۶۷	بحث مستدرک کا تتمہ	
۴۶	کثیر بن زید	۱۰۰	۶۸	احمد بن الاحجم کذاب	۱۴۳
۴۷	روایت مسند ابی حوانہ بوالہ طہیات	۱۰۱	۶۹	اسناد از حلیۃ الاولیاء لابن نعیم	۱۴۴
۴۸	روایت امام غزالی	۱۰۳	۷۰	اسناد از تاریخ بغداد	۱۴۵
۴۹	اسناد ابی القاسم بغوی بولہ طہیات	۱۰۵	۷۱	اسناد ابی بکر البیہقی	۱۴۷
۵۰	ابن عقدہ شیعہ کے اسانید شیعہ کا نمونہ	۱۰۷	۷۲	تذکرہ اخطب خوارزم	۱۴۹
۵۱	ابن عقدہ کا ذکر خیر قابل دید	۱۱۱	۷۳	ابو جعفر محمد بن علی مجہول	
۵۲	روایت و علی بن احمد سجری	۱۱۶	۸۰	ابن المغازی کے اسانید ۵ عدد	
۵۳	محمد بن سلمہ بن کثیر		۸۱	روایت حمیدی	
۵۴	روایت ابن جبابی	۱۱۷	۸۲	روایت ابو المظفر استعمانی	
۵۵	روایت ابی بکر القطعی	۱۱۸	۸۳	روایت کتاب الفردوس للذہبی	۱۶۱

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۰۶	تنبیہات	۱۴۲	۸۴ - اسناد محلی السنۃ بقوی
۹۹	۹۹ - ثقل ثانی "عمل محبت میں واجب التمسک نہیں	۱۴۵	۸۵ - روایت العبدی
۱۰۰	۱۰۰ - ثقل ثانی کو واجب التمسک کہنے کے نتائج	۱۴۶	۸۶ - روایت بنقل قاضی عیاض
۱۰۱	۱۰۱ - اہل بیت کے معنی اور تعین	۱۴۷	۸۷ - روایت ابی محمد العاصمی
حصہ دوم		۱۴۹	۸۸ - اسناد اخطب خوارزم
۱۰۲	۱۰۲ - تشریحات سنۃ	۱۵۲	۸۹ - ایک نام کے مختلف بزرگوں کا اشتباہ
۱۰۳	۱۰۳ - کتاب وسنت واجب التمسک ہونے	۱۵۳	۹۰ - اسناد ابن عساکر بحوالہ ابن کثیر
کی قرآنی شہادتیں		۱۵۴	۹۱ - روایت ابی موسیٰ ہشتمانی
۱۰۴	۱۰۴ - اولی الامر کے معنی کی تفصیل	۱۵۶	۹۲ - روایت اسد الغابہ لابن اثیر
۱۰۵	۱۰۵ - سنت کے ماخذ ثانی ہونے کی	۱۵۹	۹۳ - روایت المختارۃ للفتاویٰ المقدسی
۱۰۶	۱۰۶ - روایات باضافہ حوالہ جات	۱۸۰	۹۴ - تذکرۃ الخواص بسط ابن الجوزی
۱۰۷	۱۰۷ - قرآن کے عمومی ماخذ ہونے کی روایات	۱۸۰	۹۵ - تذکرہ بسط ابن الجوزی
۲۳۷	۱۰۷ - حاصل مقصد	۱۸۵	۹۶ - روایت از کفایت الطالب للکبھی
۱۰۸	۱۰۸ - مسلمات شیعہ سے اصل مقصد کی تائید	۱۸۹	۹۷ - زینا بیع المودۃ کی روایات پر بحث
۲۵۱	۱۰۸ - میں بارہ حوالے	۱۹۱	۹۸ - روایات سلیم بن قیس ہلالی



Www.Ahlehaq.Com

www.jmmpak.tk

فہرست کتب المراجع برائے تحفۂ شائقین

- ۱۔ الموطا للامام مالک (مالک بن انس) ۱۷۹ھ
- ۲۔ سنن ابی داؤد الطیالسی، سلیمان ابن داؤد بن یارود الطیالسی ۲۰۴ھ
- ۳۔ سیرت ابن ہشام ۲۱۸ھ
- ۴۔ طبقات ابن سعد (ابو عبد اللہ محمد بن سعد ابن منیع الہاشمی) ۲۳۵ھ
- ۵۔ المستصفی لابن ابی شیبہ (ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن عثمان بن ابی شیبہ الکوفی) ۲۳۵ھ
- ۶۔ مسند احمد بن حنبل الشیبانی ۲۴۱ھ
- ۷۔ مسند عبد الرحمن بن حنبل قلمی پر چھٹا سندھ ۲۴۳ھ
۲۴۹ھ
- ۸۔ السنن دارمی (ابو محمد عبد اللہ ابن عبد الرحمن التیمی) ۲۵۵ھ
۲۵۵-۲۶۰ھ
- ۹۔ نوادر الاصول للعلیم ترمذی (ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حنین بن بشر بن المؤذن الملقب بحکیم ترمذی) ۲۵۶ھ
- ۱۰۔ تاریخ کبیر للامام بخاری (محمد بن اسماعیل البخاری) ۲۵۶ھ
- ۱۱۔ تاریخ صغیر للامام بخاری (محمد بن اسماعیل البخاری) ۲۶۱ھ
- ۱۲۔ صیغ مسلم (مسلم بن حجاج القشیری) ۲۶۳ھ
۲۷۵ھ
- ۱۳۔ السنن ابن ماجہ (ابو عبد اللہ محمد بن یزید) ۲۷۵ھ
۲۷۹ھ
- ۱۴۔ جامع ترمذی (ابو عیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ترمذی) ۲۷۵ھ
۲۷۹ھ
- ۱۵۔ السنن ابی داؤد، سلیمان ابن اشعث سجستانی ۲۹۲ھ
- ۱۶۔ مسند بزار (ابو بکر احمد ابن عمرو ابن عبد الخالق البزار) ۳۰۳ھ
- ۱۷۔ کتاب الفقہاء والمترجمین للسنائی (ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب سنائی) ۳۰۳ھ
- ۱۸۔ السنن سنائی (ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب سنائی) ۳۰۳ھ
- ۱۹۔ المختصر للسنائی (ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب سنائی) ۳۰۳ھ
- ۲۰۔ منہاجی اعلیٰ (احمد ابن علی بن المثنی التیمی الموصلی) قلمی کتب خانہ سعیدہ حیدر آباد کوٹ ۳۰۷ھ

- ٢١ التاريخ لابن جرير الطبري ابو جعفر محمد بن جرير الطبري ٣١٠ هـ
- ٢٢ منذ ابى عمانة يعقوب ابن اتقى بن ابراهيم الاسفرائني بحواله طبقات الانوار ٣١٦ هـ
- ٢٣ مشكل الآثار امام طحاوي ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة ٣٢١ هـ
- ٢٤ كتاب الجرح والتعديل للرازي ابو محمد عبد الرحمن بن ابى حاتم الرازي ٣٢٤ هـ
- ٢٥ روايات ابن عقده ابو العباس احمد بن محمد بن سعيد الكوفي المعروف ابن عقده ٣٢٢ هـ
بحواله طبقات الانوار
- ٢٦ الصحيح لابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد البستي ٣٥٢ هـ
- ٢٧ كتاب المجروحين لابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد البستي ٣٥٢ هـ
- ٢٨ معاجم صغيره اوسط كبير للطبراني ابو القاسم سليمان بن احمد بن ايوب الطبراني ٣٦٠ هـ
- ٢٩ احكام القرآن لابي بكر الجصاص ابو بكر احمد بن علي الرازي ٣٤٠ هـ
- ٣٠ اسنن الدارقطني ابو الحسن علي بن عمر الدارقطني ٣٨٥ هـ
- ٣١ المستدرک للحاکم نیشاپور ابو عبد الله محمد بن عبد الله نيشاپوري ٣٩٥ هـ
- ٣٢ حلية الاولياء ابو نعيم احمد بن عبد الله بن احمد الاصغفاني ٣٣٠ هـ
- ٣٣ اخبار اصغفهان لابي نعيم اصغفاني ابو نعيم احمد بن عبد الله بن احمد الاصغفاني ٣٣٠ هـ
- ٣٤ الاحكام في اصول الاحكام لابن حزم الامام ابى محمد علي بن حزم الاندلسي الظاهري ٣٥٦ هـ
- ٣٥ اسنن الكبير للبیهقي ابو بكر احمد بن حنبل بن علي البیهقي ٣٥٨ هـ
- ٣٦ تجريد التمهيد لابن عبد البر اندلسي ٣٦٣ هـ
- ٣٧ جامع بيان العلم وفضله از ابن عبد البر اندلسي ٣٦٣ هـ
- ٣٨ كتاب التمهيد لما في الموطاء من المعاني والمناسيد لابن عبد البر اندلسي ٣٦٣ هـ
- ٣٩ تاريخ بغداد ابو بكر احمد بن علي المعروف خطيب بغدادي ٣٦٣ هـ
- ٤٠ كتاب الفقيه والمتفقه للخطيب بغدادي ٣٦٣ هـ
- ٤١ معالم التنزيل للبغوي الحسين بن مسعود ابو محمد الحسن بنغوي ٥١٦ هـ
- ٤٢ الشفاء في حقوق المصطفى ابو الفضل عياض ابن موسى المالكي ٥٢٣ هـ
- ٤٣ تاريخ ابن عساکر ابو القاسم علي ابن الحسن بن هبة الله ٥٥٤ هـ

- ۴۴ تفسیر کبیر، بغیر الدین رازی ۶۰۶ھ
- ۴۵ رجال القرنین از ابوشامہ المقدسی سادس و السابع ہفتم صدی ہجری
- ۴۶ النہایتۃ فی غریب الحدیث لابن اثیر جزری (از عز الدین ابوالحسن علی ابن محمد بن عبدالکریم المعروف ابن اثیر جزری) ۶۲۰ھ
- ۴۷ أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر جزری ۶۳۰ھ
- ۴۸ کتاب المختارۃ للضیاء المقدسی ۶۴۳ھ
- (ضیاء الدین ابی عبداللہ محمد ابن عبدالواحد سعدی المقدسی)
- ۴۹ تذکرۃ الخواص لسیوط ابن الجوزی ۶۵۴ھ
- (ابوالمظفر یوسف بن فرادعلی المعروف بسیوط ابن الجوزی)
- ۵۰ کنایۃ الطالب للشیخ ابی عبداللہ محمد بن یوسف کجی ۶۵۵ھ
- ۵۱ الترغیب والترہیب ذکی الدین المنذری ۶۵۶ھ
- ۵۲ تاریخ ابن خلکان ۶۸۱ھ
- ۵۳ منهاج السقۃ لابن تیمیہ (احمد ابن عبدالحلیم الحارثی الدمشقی البغلی) ۶۲۸ھ
- ۵۴ میزان الاعتدال للذہبی (ابو عبد اللہ بن عثمان شمس الدین الذہبی) ۶۴۸ھ
- ۵۵ البدایہ والنہایتۃ لابن کثیر (ابو الفداء عماد الدین الدمشقی) ۶۷۵ھ
- ۵۶ مجمع الزوائد (نور الدین علی بن ابی بکر ایبشی) ۸۰۷ھ
- ۵۷ راس المیزان لابن حجر عسقلانی (ابو الفضل احمد ابن علی اسقلانی) ۸۵۲ھ
- ۵۸ تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ
- ۵۹ تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ
- ۶۰ الصواعق المحرقة لابن حجر مکی ۹۴۲ھ
- ۶۱ کثر افعال المشیخ علی متقی ہندی ۹۶۵ھ
- ۶۲ قانون الموضوعات لطاہر افندی (محمد لطاہر بن علی اہندی افندی) ۹۸۶ھ
- ۶۳ نور الایض فی مناقب اہل بیت النبی المختار ۱۰۸۱ھ عشر

از شیخ مومن بن حسن مومن الشبلنجی - قرن الثالث عشر

- ۶۴ جامع صغیر للسیوطی متوفی ۷۱۱ھ بشرح فیض القدر لعبد الرؤف المناوی المصری ۱۰۰۳ھ
 ۶۵ المصنوع فی احادیث المرضوع از ملا علی قاری ۱۰۱۲ھ
 ۶۶ شرح مسلم الثبوت از مولانا بحر العلوم عبد العلی ۱۲۲۵ھ
 ۶۷ بستان المحدثین از شاه عبدالعزیز دہلوی ۱۲۳۹ھ
 ۶۸ تحفۃ اثنا عشریہ از شاه عبدالعزیز دہلوی ۱۲۳۹ھ
 ۶۹ فوائد الجوعہ فی احادیث الموضوعۃ الشوکانی محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۰ھ
 ۷۰ تفسیر روح المعانی از سید محمود آلوسی ۱۲۶۰ھ

فہرست کتب شیعہ استفادہ نمودہ بر آکتاب حدیث ثقلین

- ۱ کتاب سلیم ابن قیس الہلالی (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہے) اول صدی
 ۲ صحیفہ امام علی رضا
 ۳ تفسیر قمی (ابی الحسن علی ابن ابراہیم بن ہاشم نقی)
 ۴ اصول کافی از محمد بن یعقوب کلینی رازی ۳۲۹ھ
 ۵ نیج البسلاۃ (از شیخ سید شریف الرضی ابی الحسن محمد بن ابی احمد الحسین) ۳۰۲ھ
 ۶ رجال کشی از ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی القرن الرابع
 ۷ احتجاج طبرسی (شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی) ۵۴۸ھ
 ۸ تفسیر مجمع البیان (از شیخ ابی علی الفضل بن الحسن الطبرسی) ۵۴۸ھ
 ۹ مناقب اخطب خوارزم ۵۶۸-۵۷۱ھ
 ۱۰ کشف الغتۃ فی معارفہ الاثنی عشر (از علی بن عیسیٰ اردبیلی) سن الیوم ۶۱۱ھ
 ۱۱ جامع الرواۃ (از محمد بن علی اردبیلی) سن تألیف - ربيع الاول ۱۱۰۰ھ
 ۱۲ رجال تفرشی (از آقا میر مصطفیٰ تفرشی) سن تألیف ۱۱۵۰ھ
 ۱۳ تفسیر الصافی از محمد بن المرتضیٰ الحسن الملقب بالفیض کاشانی - فی ذن حادی عشر

- ۱۳ منہی المقال فی اسماء الرجال از محمد بن اسماعیل ابوعلی فی قرن ثانی عشر
- ۱۵ ملخص المقال فی تحقیق احوال الرجال از ابراہیم بن الحسین بن علی بن الغفار الدبلی سن تالیف ۱۲۴۴ھ
- ۱۶ روایات الجنات فی احوال العلماء والسادات از میرزا محمد باقر موسوی خوانساری سن تالیف ۱۲۸۸ھ
- ۱۷ مینایع المودۃ للشیخ سلیمان قندوزی طبع بیروت سن تالیف ۱۲۹۱ھ
- ۱۸ تحفۃ الاحباب فی نوادر آثار الاصحاب للشیخ عباس قمی ۱۳۵۹ھ
- ۱۹ رجال مامقانی تنقیح المقال از شیخ عبداللہ مامقانی صدی سیزدهم
- ۲۰ عقبات الانوار از میر حامد حسین لکھنوی صدی سیزدهم
- ۲۱ کتاب فک النجاة از مولوی علی محمد شیعی حکیم امیر دین شیعی جھنگوی صدی چہارم

Www.Ahlehq.Com

www.jmmpak.tk

تقدم

از حضرت مولانا خالد محمود صاحب لکھنؤ زید مجدہم
 کلمہ اسلام، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ میں پہلا جزو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہمارے
 دین کا بیان اور دوسرا جزو مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہماری شریعت کا عنوان ہے۔
 انبیاء آپس میں علاقائی بھائیوں کی طرح ہیں، جن کی بنیاد ایک ہوتی ہے مگر مائیں
 مختلف۔ اسی طرح انبیائے کرام کا دین بھی ہمیشہ سے ایک رہا ہے:

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهِدَاهُ أَقْبَدَ دِينَهُمْ
 مگر شریعتیں مختلف دُوروں میں بدلتی رہی ہیں۔ آخری شریعت جناب حضور اکرم،
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتِ أَهْلَاتُهُمْ شَيْءٌ وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ لَهُ

ہاں بعض اوقات دین کا لفظ زیادہ وسیع معنوں میں بھی آتا ہے اور دین اور
 شریعت دونوں کو شامل ہوتا ہے: الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ میں یہی اطلاق مراد
 کلمہ اسلام کی یہی ذمہ داری ہم پر اِطْلَعُوا اللَّهَ وَاطْلَعُوا الرَّسُولَ کی
 سورت میں عاید ہوتی ہے اور اس حقیقت سے کوئی متبصر انکار نہیں کر سکتا
 کہ اب اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم کی تعلیمات ہی ہیں۔ آنحضرتؐ
 نے اپنے سفر آخرت سے پہلے اسی اصول کی توثیق فرمائی:

تَرَكْتُ فَيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِنَّ كَتَابُ اللَّهِ وَسُنَّتِي

نیکیت ہے

(ترجمہ) میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کا سہارا لے
 رہو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (۱) اللہ کی کتاب (۲) اس کے نبیؐ کی سنت

اسلام کی یہ اصولی ہدایت منکرین حدیث پر بہت گراں تھی۔ انہوں نے اس کے پہلے جزد کا تو اقرار کیا لیکن دوسرے جزد میں ترمیم کر دی اور اس کی بجائے مرکز ملت کی ایک نئی اصطلاح تجویز کی بذان کے خیال میں اسلام کا سچا دشمن یہ دو چیزیں ہیں :-

۲۔ مرکز ملت

۱۔ قرآن

مسٹر پرویز لکھتے ہیں :-

”بعض مقامات میں اللہ اور رسولؐ کے الفاظ کی بجائے قرآن اور رسولؐ

کے الفاظ بھی آئے ہیں جن کا مفہوم بھی وہی ہے یعنی مرکز ملت جو قرآنی

احکام کو نافذ کرے“

ان لوگوں کا خیال ہے کہ حضور اکرمؐ بھی اپنے وقت میں مرکز ملت تھے۔ ان کے نزدیک احادیث اس دور کی تاریخ ہیں کہ حضور اکرمؐ کے زمانے میں قرآنی ہدایت کس صورت میں متشکل ہوئی۔ ان کے ہاں یہ صرف اس دور کی شریعت تھی حضورؐ کے بعد یہ حق بعد کے مرکز ملت کو حاصل ہے کہ وہ قرآنی خطوط پر نئے بہرے سے جزئیات مرتب کرے۔ یہ نئی جزئیات اپنے دور کی شریعت کہلائیں گی۔ ہر دور کا مرکز ملت اپنے اپنے وقت کی شریعت طے کرے گا۔ ابدی ہدایت صرف قرآن اور مرکز ملت ہیں جو ہر دور میں موجود رہیں گے۔ ان جیسے لوگوں کے نزدیک اس جہان سے انتقال کرنے والی کوئی شخصیت لوگوں پر خدا کی حجت نہیں ہو سکتی۔

مسٹر پرویز لکھتے ہیں :-

”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین فرمودہ جزئیات کو قرآنی

جزئیات کی طرح قیامت تک واجب الاتباع (یعنی ناقابل تغیر و تبدل

رہنا تھا تو قرآن نے ان جزئیات کو خود ہی کیوں نہ متعین کر دیا؟ یہ سب

جزئیات ایک ہی جگہ مذکور اور محفوظ ہو جائیں اگر خدا کا منتظر
یہ نہ ہوتا کہ زکوٰۃ کی شرح قیامت کے لئے اڑھائی فیصدی ہونی
چاہئے تو وہ اسے قرآن میں خود نہ بیان کر دیتا۔ لے

” روایات اس عہد مبارک کی تاریخ ہیں کہ رسول اللہ واللہ الذین
مَعَهُ نے اپنے عہد میں قرآنی اصول کو کس طرح متشکل فرمایا تھا۔ یہ اس عہد
مبارک کی شریعت ہے یہ حق صرف صحیح قرآنی خطوط پر قائم شدہ مرکز
ملت اور اس کی مجلس شوریٰ کا ہے کہ وہ قرآنی اصول کی روشنی میں صرف
ان جزئیات کو مرتب و مدون کر سکے جن کی قرآن نے کوئی تصریح نہیں کی۔
پھر یہ جزئیات ہر زمانے میں ضرورت پڑنے پر تبدیل کی جاسکتی ہیں،
یہی اپنے زمانے کے لئے شریعت ہیں “ لے

یہ الحادی نظریہ نیا نہیں۔ اس کی داغ بیل اسی وقت پڑ گئی تھی جب حدیث اہلین
کتاب اللہ و سنتی کے مقابلہ میں کتاب اللہ و سحر حق کے الفاظ پیش کر کے سنت
کو رستے سے ہٹایا گیا تھا۔ مسٹر پرویز یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر کی وفات کے بعد یہ حجیت
مرکز ملت کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔
حکیم طوسی امامت کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الحافظ للشرع لیس هو الکتاب لعدم احاطتہ بحجیم الاحکام
التفصیلیۃ ولذا السنۃ لذلك ایضاً۔

اور وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ پیغمبر کی وفات کے بعد یہ حجیت مرکز امامت کی طرف
منتقل ہے۔ ان کے ہاں چشمہ ہدایت یہی دو امر تھے۔ (۱) کتاب اللہ (۲) عترت۔
معلوم ہوتا ہے کہ حجیت رسول کے انکار کا یہ الحادی نظریہ مسٹر پرویز کی
کوئی اپنی پرواز نہیں بلکہ اس میں انہوں نے ان امامی حضرات کی پیروی کی ہے جو

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد خدا کی حجت مرکز امامت کی طرف منتقل کرتے ہیں۔
 دونوں طبقوں میں فرق یہ ہے کہ مسٹر پرویز مرکز ملت کو پوری قوم سے منتخب کرتے ہیں۔
 لیکن امامی حضرات اسے ایک میں سے ایک کی شکل میں عترت رسولؐ میں منحصر سمجھتے
 ہیں۔ لیکن اس بات پر دونوں کا اتفاق ہے کہ پیغمبر کی ذات اپنی وفات کے بعد خدا
 کے بندوں پر خدا کی حجت نہیں رہتی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں منصوبہ بن حازم ایک مشہور راوی گزرے ہیں
 وہ اپنے عقاید کی تبلیغ کا یہ واقعہ حضرت امام کی خدمت میں پیش کر کے ان سے دعا
 لیتے ہیں :-

میں نے لوگوں کو کہا، کیا تم جانتے ہو کہ :
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر خدا کی
 طرف سے حجت تھے۔ انہوں نے کہا،
 کیوں نہیں! میں نے کہا کہ جب حضورؐ انتقال
 فرما گئے تو پھر خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت
 کون ہوگا۔ انہوں نے کہا قرآن! میں نے
 قرآن میں غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اسی کو
 لئے مرجعہ قدریہ اور زندیق جو ایمان بھی
 نہیں رکھتے جھگڑ رہے ہیں اور لوگوں پر اپنے
 جھگڑے سے غالب رہے ہیں۔ اس سے
 میں نے جانا کہ قرآن بھی حجت نہیں ہو سکتا۔
 جب تک کہ اس کے ساتھ قیام نہ ہو۔ وہ
 جو قرآن کے بارے میں کہے وہ حق ہوگا۔
 میں گواہی دیتا ہوں کہ قیام بالقرآن حضرت
 علیؑ تھے اور ان کی اطاعت فرض تھی اور

قُلْتُ لِلنَّاسِ قُلُوبُوتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ هُوَ الْحُجَّةُ
 مِنَ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ قَالُوا بَلَى قُلْتُ
 فَمَنْ مَعْنَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ الْحُجَّةَ عَلَى خَلْقِهِ -
 فَقَالُوا الْقُرْآنُ - فَنَظَرْتُ فِي الْقُرْآنِ
 فَإِذَا هُوَ يَخَاصِمُ بِهِ الْمَرْجِيَّ وَالْعَدِيَّ
 وَالَّذِي لَا يَدْعِي لِلَّهِ إِلَّا الْوَحْدَ حَتَّى يَغْلِبَ
 الرِّجَالُ بِمُضْمَرِهِمْ فَعَرَفْتُ أَنَّ الْقُرْآنَ
 لَا يَكُونُ حُجَّةً إِلَّا بِقِيَمِهِ فَمَاتَ فِيهِ
 مِنْ شَيْءٍ كَانَ حَقًّا فَاشْهَدُ إِنَّ
 عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ قِيَمَةَ الْقُرْآنِ وَ
 كَانَتْ طَاعَتُهُ مُفْتَرَضَةً وَكَانَ الْحُجَّةَ
 عَلَى النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (اصول کافی، جلد ۱ - ص ۱۴۷)

لوگوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہی کی ذاتِ خدا کی حجت تھی۔
حضرت علی المرتضیٰ بھی اپنے دوزیک حجت تھے۔ اُن کے بعد یہ حجیت باری
باری اگلے مرکز امامت میں منتقل ہوتی رہی۔ حضرت امام علی نقیؑ نے اپنے دور میں
نمایا۔

ان الارض لا یخلو من حجۃ اننا
واللہ ذلک الحجۃ۔
زمین حجّتِ خداوندی سے کبھی خالی
نہیں ہوتی۔ اس وقت خدا کی
حجّت خدا کی قسم میں ہوں۔
امول کافی ص ۱۷۱، طہران

ہیں اس وقت اس سے بحث نہیں کہ ان حضرات کے پاس اپنے اس عقیدہ کی تائید
میں کیا دلیل ہے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے کہ جس طرح ہم قیامت تک کے انسانوں کے
لئے حضور اکرمؐ کی ذاتِ گرامی کو ہی حجّت اور سند سمجھتے ہیں۔ یہ امامی حضرات، حضورؐ
کے بعد یہ حجیت مرکز امامت میں منتقل کرتے ہیں۔ مضر پر دیز مرکز امامت کی بجائے
مرکز ملت تجویز کرتے ہیں۔ قرآن کے ساتھ دوسری حجّت خداوندی مرکز ملت ہو یا
مرکز امامت، یہ ان دو طبقوں کا باہمی اختلاف ہے۔ ہم محمود اہل اسلام اپنے اور
خدا کے مابین حضور اکرمؐ کی ذاتِ کریمہ کو اب بھی حجّت سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں
کہ آخرت کی عدالت کا فیصلہ کتاب اللہ و سنتی پر ہی موقوف ہے۔ اس کا معیار
نہ کتاب اللہ + مرکز ملت ہیں اور نہ کتاب اللہ + مرکز امامت۔ ہمارا ہمیشہ تک
کے لئے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ نہ ہم جزوتانی کو محض ڈاکِ رسانی
تک محدود کرتے ہیں اور نہ اس کی عجیت ختم کر کے، یہ عمدہ کبھی اور مرکز امامت کے
سپر دگرتے ہیں۔ قرآن پاک حضور اکرمؐ کی ذاتِ گرامی کو ہی آخرت کے حساب کتاب
کے لئے بطور حجّت پیش کرتا ہے :
لے اہل کتاب، بیشک ہمارے
رسول تمہارے پاس ایسے وقت
میں کہ رسولوں کا سلسلہ مدت سے
رکا تھا، آہو سچے ہیں۔ صاف صاف
یا اھل الکتاب قد جاءکم
رسولنا یمین لکم علی فترۃ من
الذین ان فترنا ما جاءنا من

لَشِيرَ ذَٰلِكَ لَآ نَذِيرٌ فَكَلَّا جَاءَهُ
بَشِيرٌ ذَٰلِكَ نَذِيرٌ ۝

(پت۔ المائدہ) بشارت دینے والا اور ڈرنے والا

نہیں آیا اب تو تمہارے پاس بشیر و نذیر آگئے ہیں۔

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اب تمہارے عذر کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

اب تمہارے حساب کے لئے حجت قائم ہو چکی ہے اور وہ حجت اس بشیر و نذیر کی ذات ہے جو تمہیں جزا کی بشارتیں دے رہا ہے اور سزا سے بھی ڈرا رہا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام حجت صرف حضور کے زمانے کے لوگوں تک کے لئے ہے اور بعد میں کوئی اور عہدہ امامت حجت خداوندی ہوگا یا حضور اکرم صلیم کی ذات گرامی ہی ان تمام لوگوں کے لئے حجت رہے گی جن تک یہ قرآن پہنچے قرآن سے پتہ چلتا ہے حضور اکرم صلیم اس شخص کے لئے بشیر و نذیر ہیں جسے بھی یہ قرآن پہنچے اور آپ کی یہ حجت قیامت تک کے لئے قائم ہے بحولہ وحی الیٰ ہذا القرآن لا نذیرکم بہ ومن بلغ ذٰلک اعلان کر دیجئے کہ یہ قرآن میری طرف اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ تمہیں اور ہر اس شخص کو جسے یہ قرآن پہنچے، آخرت کے عذاب سے ڈرائوں یہاں کھ میں حضور کے زمانے کے لوگ اور من بلغ میں قیامت تک

آنے والے تمام لوگ مراد ہیں۔

ان آیات قرآنی کی روشنی میں ہر وہ روایت جو قرآن کے ساتھ دوسرا درجہ ذات رسالت کی بجائے کسی اور مرکز امامت کو تجویز کرے یقیناً محل کلام ہوگی اور اس روایت کے اسناد محتاج تحقیق ہوں گے جو کتاب اللہ کے ساتھ عمرت کو واجب التمسک اور ثقیل ثانی قرار دے۔

ممکن ہے بعض حضرات کہیں کہ یہ مرتبہ امامت نبوت کے قائم مقام نہیں۔ محض منصب خلافت کے طور پر ہے مگر یہ بات صحیح نہیں۔ امامی حضرات اسے

محض ایک انتظامی منصب نہیں، ایک آسمانی عہدہ سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ مرتبہ نبوت کی نظیر ہے صرف خلافت کا بدل نہیں۔ ان کے نزدیک جس طرح پیغمبر مامورین اللہ مبعوث للخلق مفترض الطاعة اور معصوم ہوتے ہیں، اسی طرح امام بھی یہی صفات رکھتے ہیں۔ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ نبی کی طرح امام کو بھی خدا مقرر کرتا ہے اور اس کی شخصیت خدا کی طرف سے معین اور منصوص علیہ ہوتی ہے۔

جمہور اہل اسلام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی آسمانی عہدہ نہیں اور آپ کے بعد پیدا ہونے والا کوئی فرد مفترض الطاعة نہیں۔ خلافت ایک انتظامی منصب ہے کوئی درجہ ماموریت نہیں۔ خلیفہ وہی ہے جو مہمات سلطنت اسلام شورائی طریق سے انجام دے۔ حضور اکرمؐ کے بعد کسی اور آسمانی ہدایت کا نزول نہیں اور نہ اس کا انتظار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی عملی شاہراہ اپنی سنت سے قائم فرمادی۔ ہر روز نئے پیش آنے والے مسائل قرآن اور حدیث کی نصوص میں ہی غیر منصوص انداز میں پلٹے ہوئے ہیں۔ ان کی دریافت فقہ کسلاتی ہے۔ یہ بات نہایت پختہ اور محکم ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی ایسا منصب نہیں جو

لہ اَلَا بِاَقْرَبِ حَلْسِي لَكَهْتُمْ هِيْنَ - ”مرتبہ امامت نظیر، مرتبہ نبوت و مثل آنست بلکہ چنانچہ نبوت رسالت است از جانب خدا بوساطت ملک امامت نیز فی الحقیقت نبوت است، بوساطت نبی“ حیات القلوب، جلد ۳، صفحہ ۱، مطبوعہ ایران۔

”بالضرورت نصرتیں امام را کہ فی الحقیقت نبوت است بحسب معنی البتہ باخیار امامت نخواہد بود“ حیات القلوب، ۳، صفحہ ۲۲۔

”منصب امامت نظیر نبوت است زیرا کہ ہر دور یا ستم عام است بر ہمہ مکلفین و جمیع امور دین و دنیا“ (حیات القلوب، ۳، صفحہ ۲۲)۔

لہ شرح تجرید میں ہے ذہبت الہامیۃ خاصۃ الی ات الہامیہ جب ان یسکون منصوباً علیہ۔ (شرح تجرید للحکیم الطوسی، صفحہ ۲۲۹، مطبعہ قم)۔

مامور من اللہ اور مقرر فی الطاعة ہو۔ جمہور اہل اسلام اسی مضمون کو اپنا عقیدہ ختم نبوت قرار دیتے ہیں۔ امامی حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے بعد ماموریت کا یہ درجہ نبوت کے نام سے تو نہیں مگر امامت کے نام سے ضرور باقی ہے۔ امام بھی خدا کی طرف سے مامور ہوتا ہے۔ یہیں تک نہیں، یہ حضرات ان اللہ کے لئے ایک باطنی وحیؑ بھی تجویز کرتے ہیں اور حلال و حرام کا مدار انہیں ہی ٹھہراتے ہیں۔ محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔

اَدْعَمُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِمَنْزِلَةِ رَسُولِ
اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهُمْ لَيْسَ بِاَنْبِيَاءٍ
وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَا يَحِلُّ لِلنَّبِيِّ
فَاَمَّا مَا خَلَا ذَلِكَ فَهُمْ بِمَنْزِلَةِ رَسُولِ
اللّٰهِ - (مُحْمِلُ كَافِي جِلْد ۱ - ص ۲۶۰)
کے ہی درجے میں ہیں
ہاں وہ پیغمبر نہیں اور ان کے لئے
اتنے نکاح جائز نہیں جتنے پیغمبر
کے لئے ہیں۔ نبوت اور تعداد
ازواج کے سوا وہ ہر بات میں جناب رسالتؐ کے درجے میں ہیں۔ لہ
مَلَأْنَسُنَّ (المَلَقَبُ بِالْأَفِئْصِ) مِنْهُاجُ النِّجَاحَةِ میں کہتے ہیں :
مَلَأْنَسُنَّ مَا اشْتَرَطَ فِي النَّبِيِّ مِنَ الصِّفَاتِ نَبِيٍّ كَيْ لَمْ يَشْرَأْ لَهَا فِي دَرَجَةِ

لہ حضرت صادقؑ، حضرت حسینؑ کے بارے میں فرماتے ہیں : اِنَّهُ اِمَامٌ مِّنْ قَبْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی
وَمُقَدَّرٌ مِنَ الطَّاعَةِ عَلَى الْعِبَادِ (تَهْذِيبُ الْاَحْكَامِ لِمُحَمَّدِ بْنِ حَسَنِ طوسی ص ۲۶۰ - ایران)۔
مَنْ مَخْلُفٌ الْمَلَائِكَةِ وَمَصْبُطُ الْوَحْيِ (تَهْذِيبُ الْاَحْكَامِ - کتاب المزار ص ۲۳۳)۔ حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلویؒ حضورؐ کے بعد اس قسم کے اقرار امامت اور اس قسم کی وحی باطنی کو اسلام کے عقیدہ
ختم نبوت کے منافی سمجھتے ہیں فرماتے ہیں امام باصطلاح ایشان مقرر فی الطاعة منصوب اللہ تعالیٰ است
وہی باطنی درجہ امام تجویزی فائز پس و تحقیق ختم نبوت را منکر اند، گو زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
را خاتم الانبیاءؐ می گفتم باشند۔ (تَفْہِیْمَاتِ الْاٰیْمَةِ ص ۲۴۳) شرح تجرید میں بھی قُلُوبُ الْوَحْدِ وَالْاَلْهَامِ
مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی کے الفاظ ملتے ہیں۔ دیکھئے صفحہ ۲۸ طبع قم)۔ لہ اِنَّا الْوَقُوفُ عَلَيْنَا فِي الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ
فَاَمَّا النِّبَاةُ فَلاَ (مُحْمِلُ كَافِي ص ۲۶۰ - ایران ۲ ص ۲۶۳ ملاحظہ)۔

مفہوم شرط فی الامامہ ما خلا النبوتۃ
قال الصادق علیہ السلام کلّ ما
کان لرسول اللہ قلنا مثله الا النبوتۃ
والزواج - ۱۷

سب امام کی شرائط میں سوائے
نبوت کے - امام جعفر صادق فرماتے
ہیں، ہر وہ مقام جو حضور کو حاصل تھا
ہم بھی اپنے لئے اسی کے قائل ہیں۔

سوائے نبوت اور تعدادِ ازواج کے۔

جمہور اہل اسلام کے نزدیک اس قسم کا تصور امامت، آنحضرت صلعم کی شانِ ختم نبوت
کے قطعاً خلاف ہے۔ ختم نبوت کا لفظی اقرار اور نبوت کی تمام صفات کا امام میں اثبات
یہ ایسا الحاد ہے جس سے عقیدہ ختم نبوت پر بڑی ضرب لگتی ہے اور اس اقرار امامت کے
بعد ختم نبوت تسلیم کرنے کا کوئی معنی نہیں رہتا۔
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :-

أوقال ان النبى خاتم النبوة ولكن
معنى هذا الكلام انه لا يجوز ان يبعث
بعده احد يا النبى واما معنى النبوة
وهو كون الانسان مبعوثاً من الله
تعالى الى الخلق مفترض الطاعة،
معصواً عن الذنوب ومن البقاء على
الخطاء فهو موجود في الامم بعد
ذلك هو التنبؤ - ۱۸

یعنی جو شخص یہ کہے کہ حضور خاتم النبیین
ہیں، لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے
بعد کسی کو نبی کا نام نہیں دیا جائے گا۔
لیکن نبوت کا جو معنی ہے کہ کوئی انسان
اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کے لئے
مفترض الطاعة اور معصوم ہو کر مبعوث
ہو۔ یہ (صفات نبوت حضور کے
بعد ائمہ میں بھی موجود ہیں تو ایسا شخص

شرعاً زندق قرار پائے گا۔

ہم یہاں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ اس عقیدہ امامت میں کون کون سی
ضروریات دین ہمال ہو رہی ہیں۔ ہم یہاں صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان حضرات

کا تصور امامت، جتنا اونچا خوش کن اور قطعی ہے کہ اس کے بغیر ان کے ہاں کوئی شخص مومن قرار نہیں پاتا تو کیا ان کے پاس اپنے دعوے پر کوئی ایسی ہی روشن اور قطعی دلیل بھی موجود ہے؟ قرآن کریم میں کسی جگہ منصوص اور قطعی صورت میں اس کی خبر ملتی ہے؟ جس انداز کا یہ قطعی عقیدہ ہے۔ کیا اسی انداز کی قطعی دلیل بھی قرآن کریم میں موجود ہے؟ اور اگر قرآن کریم میں نہیں تو کیا کسی حدیث متواتر میں اس عقیدہ امامت کی تصریح ملتی ہے؟ قرآن کریم اور حدیث متواتر ہی وہ دو بنیادیں ہیں جن پر عقائد کی بنا ہو سکتی ہے۔ اخبار احاد گو کبھی ہی صحیح کیوں نہ ہو کسی قطعی عقیدے کے اثبات کے لئے کافی نہیں۔

لا یعنی اَتِ الْمُعْتَبِرِينَ الْعُقَاةَ
الادلة اليقينية واحاديث الاحاد
فثبتت انما تكون ظنية له
ہو جائیں تو بھی قطعی ثبوت نہیں گی۔

غرناطہ کے جلیل القدر فاضل ابراہیم بن موسی الشاطبی، دلائل کی بحث میں لکھتے ہیں۔

فانه لان كانت من اخبار الاحاد
فعدوا فادتها القطع ظاهرا وان
كانت متواترة فاخادتها القطع
موقوفه على مقدمات۔

پھر کئی مقدمات پر موقوف ہے۔ (یعنی اس دلیل کی اپنے مدعا پر دلالت بھی قطعی نہ ہونی چاہئے)۔

ان حقایق سے واضح ہے کہ عقائد قطعیہ ثابت کرنے کے لئے ایسے دلائل کی ضرورت ہے جو ثبوتاً بھی متواتر ہوں (جیسے قرآن کریم اور حدیث متواتر) اور ان کی

اپنے مدعا پر دلالت بھی قطعی ہو۔ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت دلیل کے بغیر کسی عقیدے کو قطعی نہیں کہا جاسکتا۔

اس اصول کے پیش نظر جب ہم اس عقیدہ امامت پر غور کرتے ہیں تو جتنا یہ دعویٰ اونچا اور قطعی سنائی دیتا ہے۔ اس کے مطابق ایک بھی قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت دلیل نہیں ملتی۔ امامی حضرات دعوے تو یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک مستقل مامور بنی اللہ اور مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ منصب امامت کے نام سے باقی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ اور باقی گیارہ امام، نام بنام نبض جلی اس منصب پر فائز ہیں۔ ان کی امامت خدا کی طرف سے قائم اور خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت دائم ہے اور ان کی نام بنام امامت، اسی طرح قطعی اور ضروری ہے، جیسے خدا کی توحید، حضورؐ کی رسالت اور قیامت کے عقائد قطعی اور ضروری طور پر ثابت ہیں۔

ہمیں افسوس ہے کہ اس بلند بانگ دعویٰ پر ان حضرات کے پاس ایک بھی قطعی دلیل موجود نہیں قرآن پاک میں حضرت رسولؐ کی فصیلت ثابت ہو تو بھی حضرت کے کسی معین فرد پر یہ نص جلی ہرگز نہیں چہ جائیکہ اس پر مخصوص عقیدہ امامت قائم ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ امامی حضرات جب ان آیات پر آتے ہیں تو انہیں روایات ساتھ ملانے سے چارہ نہیں رہتا۔ اس صورت میں مدار استدلال وہ روایات ہوتی ہیں نہ کہ قرآن کریم کی نص جلی۔ قرآن کریم میں بارہ اماموں کی امامت پر نص جلی تو درکنار، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حسن و حسینؑ کا نام تک مخصوص نہیں چہ جائیکہ ان کی مفترض الطاعت امامت کا عقیدہ قرآن کے ذمہ لگایا جاسکے۔

امامی روایات میں ہے کہ یہی سوال حضرت جعفر صادقؑ سے کیا گیا تو آپؑ فرمایا کہ بے شک حضرت علیؑ کا نام قرآن میں موجود نہیں اور پھر عقیدہ امامت کی نص کے طور پر حدیث مِنْ مَنكُنْكَ مَوْلَاكَ فَهِيَ مَوْلَاكَ پیش کی۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ بارہ اماموں کی امامت پر قرآن کریم میں کوئی نص مرتج نہیں اور ظاہر ہے کہ اخبارِ احاد سے قطعی عقائد ثابت نہیں کئے جاسکتے۔ حضرت جعفر صادقؑ سے کہا گیا:۔

إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ فَمَا لَهُ لَوْ حُيِّتُوا
 عَلِيًّا وَأَهْلَ بَيْتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ
 لَصُورُ أَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَزَلْتُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَلَعَلَّيْتُمُ اللَّهُ
 لَمْ تَلِدُوا وَلَا أَرْجِعْ حَتَّى كَانَتْ رُسُلُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الَّذِي
 فَسَّرَ ذَلِكَ لَهُمْ وَنَزَلَتْ
 أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى
 الْأَمْرِ مِنْكُمْ وَنَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَالْحُسَيْنِ
 وَالْحُسَيْنِ فَقَالَ فِي عَلِيٍّ مَنْ كُنْتُ
 مَوْلَايَ فَعَلِيٌّ مَوْلَاكَ وَقَالَ أَوْصِيكُمْ
 بِكِتَابِ اللَّهِ وَأَهْلِ بَيْتِي - لَه

لوگ کہتے ہیں خدا کو کیا ہوا کہ وہ حضرت
 علیؑ اور ان کے اہل بیت کا نام معین
 طور پر قرآن پاک میں نہیں لایا۔ اس پر
 آپؐ فرمایا، ان لوگوں سے کہو کہ حضور
 اکرمؐ پر نماز کا حکم تو قرآن میں آیا لیکن
 تین یا چار رکعتوں کا نام قرآن پاک میں
 نہیں حتیٰ کہ اسے حضورؐ نے ہی بیان
 فرمایا۔ اسی طرح آیت اولی الامر نازل
 ہوئی جو حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ اور
 حضرت حسینؑ کے حق میں تھی حضورؐ نے،
 مَنْ كُنْتُ مَوْلَايَ فَعَلِيٌّ مَوْلَاكَ فرما کر
 حضرت علیؑ کا تعین فرما دیا اور یہ کہہ کر
 کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں :-

کتاب اللہ اور اہل بیت - حضرت حسنؑ اور حسینؑ کا تعین فرمایا اور ان کی نشان دہی انہیں
 ایک چادر کے نیچے کر کے فرمادی۔

اس روایت کی رو سے یہ امر بے روشن کی طرح واضح ہے کہ قرآن کریم میں بارہ اہل بیت
 کی نام بنام امامت پر کوئی نص صریح موجود نہیں ہے چنانچہ اس فرضی عقیدہ امامت کو،
 توحید، رسالت اور قیامت کے عقائد قطعیہ کے ہم پلہ ایک مزوری عقیدہ قرار دیا جاسکے۔
 اس مفترض الطاعتہ نام بنام امامت کو قرآن کے ذمے لگانا علم و دیانت کا خون کرنا ہے۔
 اس میں شک نہیں کہ حضور اکرمؐ کے ارشادات بھی عین شریعت میں، لیکن ان کا انحصار
 سے ثابت ہونا، جب تک یقینی اور متواتر نہ ہو، ان پر عقائد کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔
 بایں ہمہ انہیں قرآن کی نص جلی کہنا صحیح نہ ہوگا۔ ایسے نصوص قرآن کی بجائے نصوص حدیث

لہ اہل بیت کافی جسد - صفحہ ۲۴ مہران

کہلائیں گی۔ اخبارِ احاد ہونے کی صورت میں ان کا ثبوت قطعی ہوگا اور اگر وہ اپنے مدعا پر نصِ صریح نہیں تو پھر اپنے دعوے پر ان کی دلالت بھی قطعی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة روایات کے سہارے توحید و رسالت کے ہموں قطعی عقائد ثابت نہیں کئے جاسکتے۔

فرض نمازوں کی تعداد رکعات، آنحضرتؐ سے متواتر طور پر منقول ہے اور عدد اپنے معنی میں بھی کسی دوسرے مفہوم کے متعلق نہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بارہ اماموں کی نام بنام مقررہ الطاعت امامت بھی کیا کسی ایسی ہی متواتر الثبوت اور قطعی الدلالة روایت سے ثابت ہے؟ حضرت جعفر صادقؑ نے امامی روایات کے مطابق اس کیلئے دو حدیثیں پیش فرمائی ہیں، حدیث ولایت اور حدیث ثقلین۔ اگر یہ دو روایات آنحضرتؐ سے متواتر ہوں اور ان کی دلالت بھی اپنے مدعا پر قطعی اور صریح ہو تو بیشک ایک مقررہ الطاعت امامت حضرت علیؑ اور حضراتِ جنینؑ کے نام حدیث کی رو سے، منصوص قرار پاتی ہے، بصورت دیگر عقیدہ امامت کا علم بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔

علمائے امامیہ بھی اس ضرورت سے بے خبر نہ تھے۔ انہوں نے ان دونوں روایا کو متواتر الثبوت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ سب طرق جمع کئے۔ ہر اتصال و ارسال کا سہارا لیا۔ مگر جس متبصر نے بھی ان کے جمع کردہ ذخیرے پر تحقیقی نظر کی اسے یہی کہنا پڑا۔

حسرت ہے اس مسافر بے بس کے حال پر
جو تھک کے رہ جاتے ہے منزل کے سامنے

حدیث ولایت مِنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَهِيَ مَوْلَاكَ کے متواتر الثبوت ہونے کا علم تو مدتوں سے ٹوٹ چکا تھا۔ یہ روایت طریقِ تواتر سے نقل ہونا تو درکنار، خبر واحد کے طور پر بھی کسی سندِ صحیح سے ثابت نہ ہو سکی تھی مگر حدیث ثقلین کے بہت اسناد ابھی تک، محتاجِ تحقیق تھے۔ امامی علماء کو اپنے اس رطب و یابس ذخیرے پر بڑا ناز تھا یہ جامین حاشیہ صفحہ ۱۷۱ اعلیٰ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

صاحب مجتہد لکھنؤ نے طبقات الانوار کی دو مستقل جلدیں صرف اس حدیث ثقلین کے لئے ہی لکھی ہیں۔ صاحب 'فلک النجات' اس حدیث کے متعلق اتنا بلند بانگ دعویٰ کرتے ہیں :

حَدِيثٌ مُتَوَاتِرٌ بَلَقَتْهُ اَلْاِمَّةُ بِالْقَبُولِ وَلَوْ اَنْكَرَهُ الْجَهْلُ وَهُوَ الَّذِي

هو مدار المهام بحيث يدور عليه ربح الاسلام۔

پس ضروری ہوا کہ اس روایت کے بھی اسنادی اور استدلالی پہلوؤں پر گہری تحقیق نظر کی جائے۔ جب اس روایت پر تنقیدی نگاہ پڑتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس باب میں ان حضرات کا دامن بالکل خالی ہے۔

جہاں تک حدیث ولایت کا تعلق ہے، اس کے متعلق یہاں یہ دو حوالے کافی ہیں۔
رسائل محمد شین حافظ زبلی متوفی ۶۲ھ، بسم اللہ بالجہر کی بحث میں لکھتے ہیں :

احادیث الجہر وان كثرت روايتها نازيں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنے

لكنها كلها ضعيفة وكما من حديث كتنها كلها ضعيفة وكما من حديث

كثرت روايتها وقد دلت طريقة وهو وہ سب کی سبب ضعیف ہیں اور کتنی

حديث ضعيف كحديث الطبرق ہی روایات ہیں جن کے راوی بہت

حديث الحاجه والحجيم وحديث میں اور ان کے طرق متعدد ہیں مگر

من كنت مولاه فعلى مولاه بلقد وہ حدیث ضعیف میں جیسے حدیث

لا يزيل كثرة الطرق الاضعف۔ طبرق اور حدیث اخضر الحاجه اور

حاشیہ صفحہ گزشتہ :- گو اس طرح ثابت ہونا اہل سنت و جماعت کے خلاف نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ روایت فضائل کے باب میں سے ہوگی نہ کہ اثبات عقاید میں ولایت کے باب میں سے۔ یہی وجہ ہے کہ اس ضعیف روایت کو ہمارے علماء متعدد مقامات پر نقل کرتے چلے گئے۔ صرف بایں وجہ کہ بعض فضائل میں صفات کو بھی کسی درجے میں لے لیا جاتا ہے مگر جب ان سے عقاید میں تسک کیا جانے لگے تو ان کی حقیقت واضح کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

حدیث مَن كُنْتُ مَوْلَا فَعَلَيْكَ
 مولا بلکہ بعض اوقات کثرت طرق بجائے
 اس کے کہ نقصان ضعیف کو پورا کر دے، اس ضعیف کو اور آشکار کر دیتا ہے۔
 حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

فَلَا يَصِحُّ مِنْ طَرِيقِ الشُّعْرَةِ
 اصلاً۔ (منہاج السنۃ جلد ۴، ص ۱۸۷)
 یہ روایت ثقہ اور معتبر طریقہ سے
 ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

باقی رہی اس روایت کی اپنے دعوے پر دلالت؟ سو علمائے امامیہ کو خود اعتراف
 ہے کہ یہ دلالت قطعی نہیں، پس اسے دلالت بھی نص صریح نہیں کہہ سکتے۔
 علامہ طبرسی لکھتے ہیں :

اَشْبَهَتْ حُجَّةَ اللَّهِ تَعَالَى لَا تَصْرِيحًا
 فعلولہ یعنی وصیتہ مَن كُنْتُ مَوْلَا
 حضورؐ نے حدیث مَن كُنْتُ مَوْلَا
 میں حضرت علیؑ کو تصریحاً امام نہیں
 فرمایا۔ صرف اشارے سے حجت
 فرمایا ہے۔

کتاب الاجتہاد ص ۱۲۷ بحرف اشرف
 شرح تجرید میں بھی اس روایت کی دلالت مختلف فیہ تسلیم کی گئی ہے :
 اختلافوا فی دلالت علی الامامۃ
 (شرح تجرید ص ۲۳۰ - طبع قم)
 مقام تعجب ہے کہ جو روایت ثبوتاً اس قدر ضعیف ہو چہ جائیکہ متواتر اور دلالت
 مختلف فیہ ہو چہ جائیکہ قطعی الدلالت اس پر فرضی امامت کا عقیدہ قائم کر کے، اسے
 توحید و رسالت اور قیامت جیسے عقاید کی طرح ایک اصولی اور ضروری عقیدہ تسلیم کیا
 جائے۔ امامی روایات کے مطابق حدیث ثقلین یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّغَلَيْنِ كَلْبَ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَهْلَ بَيْتِي فَتَسْكُنَا بَهْمَا
 تَصْنُلُوا فَاتِ اللطيف الخبير اخبرني وسهك الحق انهم انان يفترقا حتى
 يردا على الخوض۔

اس پر حضورؐ نے پوچھا گیا۔ اكل اهل بيك؟ آپؐ نے فرمایا :

لَا لَكُنْ اَوْصِيَانِي مِنْهُمْ، اَوْلَهُمْ اَبْنُو دُوْزِيْرِي وَخُلَيْفَتِي بِنِي اِمْتِي وَ
وَلِي كُلِّ مَوْمِنٍ وَمَوْمِنَةٍ بَعْدِي هُوَ اَوْلَهُمْ ثُمَّ اَبْنُو الْحَسَنِ ثُمَّ اَبْنُو الْحُسَيْنِ
ثُمَّ ثَلَاثَةٌ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ حَتَّى يَرُدُّوا عَلَيَّ
الْحَوْضِ شَهْدَاءُ اَللّٰهُ فِيْ اَرْضِهِ وَحِجَّ جَبَرٌ عَلٰى خَلْقِهِ۔

(کتاب الاجتماع للطبرسی - ص ۹۷)

جہاں تک اس خانہ ساز روایت کا تعلق ہے ہم اس سے تعرض نہیں کرتے۔ یہ ان
حضرات کے اپنے گھر کی بات ہے، جو چاہیں وضع کریں اور اسے خدا اور اس کے رسول
کے ذمے لگاتے رہیں مگر ہم اس بات کی اجازت کبھی نہیں دے سکتے کہ اپنی اس من گھڑت
روایت کو وہ ہمارے ذمے لگائیں اور اس روایت ثقلین کو یہ حضرات اہل سنت کی
طرف نسبت کریں اور کہیں کہ یہ اہل سنت کے ہاں کی بھی ایک مسلمہ روایت ہے، معاذ اللہ
ثم معاذ اللہ۔ اس روایت پر نظر کرنے سے اس کے یہ چند پہلو نمایاں ہو کر ہمارے
سامنے آتے ہیں:-

۱۔ قرآن پاک اور عترت اہل بیت ہر دو واجب التمسک اور لازم الاتباع ہیں
(فتمسکوا بھما لا تفترقا)۔

۲۔ ثقلین میں ثقل ثانی صریح طور پر اہل بیت ہیں۔ روایت کے آخر تک یفتقر قایم
ان دو (قرآن اور اہلبیت) کو پھر ایک لفظ میں یکجا کیا گیا ہے۔

۳۔ کل اہلبیت اس فضیلت کے اہل نہیں بلکہ ان میں سے یہ درجہ صرف بارہ افراد
کو حاصل ہے۔

اہل سنت کے ہاں حدیث ثقلین ان تین مضمونوں کے ساتھ کہیں بھی بصحت اسناد و جود
نہیں۔ ان کے دفاتر حدیث کا تحقیقی نظر سے مطالعہ کریں تو ان مضامین کی حدیث ثقلین
کبھی معتبر کتاب میں بھی سند صحیح سے نہیں ملتی چہ جائیکہ اس کے متواتر ہونے کا بے بنیاد
دعوئی کر دیا جائے، امامی حضرات کا ظہم صریح اور کذب محض ہے کہ وہ ان مضامین کی
حدیث ثقلین نہ صرف اہل سنت کے ذمے لگاتے ہیں بلکہ اس کے اہل سنت کے ہاں متواتر

ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ فیاللعجب

اہل سنت کے ہاں عترت اہل بیت واجب المحبت ہیں نہ کہ واجب التمسک، ان کی فضیلت تمام اہل بیت کو شامل ہے، نہ کہ صرف بارہ افراد تک محدود۔ کتاب اللہ کے ساتھ ثقل ثانی سنت رسولؐ ہے۔ اہل بیت کے حقوق کا احترام ایک تیسرا مسئلہ ہے۔ یہ حضرات قرآن کے ساتھ ثقلین اور لن یفترقا کے الفاظ میں صراحت سے کسی صحیح روایت میں یکجا نہیں۔

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے غم غدیر کے مقام پر ارشاد فرمایا:

اہل بیعتی اذکرکم اللہ فی اہل میرے اہل بیت۔ میں تمہیں اپنے

بیعتی اذکرکم اللہ فی اہل بیعتی اہل بیت کے بارے میں خدا کی یاد

اذکرکم اللہ فی اہل بیعتی دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق

(مسلم ۲، ص ۲۹، منہاج ص ۳۹، داری ص ۱۲۴)

بیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں۔

حضرت زیدؓ سے جب پوچھا گیا کہ یہاں کون سے اہل بیت مراد ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا:

آل علیؑ و آل عقیلؑ و آل جعفرؑ ابو طالب کے تین بیٹوں علیؑ عقیلؑ

و آل عباسؑ اور جعفرؑ کی اولاد اور حضرت عباسؑ

(مسلم ص ۲۹)

کی ساری اولاد۔

اس روایت میں حضور اہل بیت کے حقوق پورے کرنے کی تعلیم فرما رہے ہیں۔

انہیں واجب التمسک قرار نہیں دے رہے اور راوی حدیث حضرت زید بن ارقمؓ

اس فضیلت کو صرف بارہ افراد تک محدود نہیں سمجھ رہے ہیں بلکہ کل اہل بیت کو جن

بر صدقہ حرام ہے۔ اس فضیلت کا مصداق بتلا رہے ہیں جن میں کل عباسی حضرات

بھی شامل ہیں۔ ماقبل کے اعتبار سے یہاں اہل بیت کے لئے ثقل ثانی کی تعبیر صریح

نہیں بلکہ حضرت زیدؓ سے کبر سنی کی بنا پر ثقل ثانی (سنت) کا بیان رہ گیا معلوم ہوتا،

یہی وجہ ہے کہ بعد میں قرآن اور اہل بیت لن یفترقا جیسے الفاظ میں یکجا مذکور نہیں۔

اس سے حضرت زیدؓ پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ وہ اس روایت سے پہلے اپنے بڑھاپے کی معذوری بیان کرتے ہوئے صاف فرما چکے تھے کہ اگر کسی جزو کو میں بھول جاؤں تو مجھے اس کے بیان کا مکلف نہ کرنا ملے

اس روایت کے شروع میں جو اھل بیتؑ کے الفاظ ہیں، وہ امامؑ بیہقی کی نقل کے مطابق موجود نہیں ملے

پیش نظر رہے کہ یہ اس روایت کی تضعیف نہیں تفتیح ہے۔ حدیث ثقلین کی ایک بھی ایسی صحیح سند موجود نہیں جس میں :-
۱۔ ثقل ثانی صحیح طور پر اہل بیت ہوں۔

۲۔ ہر دو ثقلین (قرآن اور اہل بیت)، واجب التمسک ہوں اور ۔

۳۔ اہل بیت سے خاندان رسالت کے صرف بارہ افراد ہی مراد ہوں۔

امامی حضرات ان تین صورتوں کے ساتھ حدیث ثقلین پیش کرتے ہیں اور نہ صرف اسے صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس کے متواتر ہونے کے مدعی ہیں اور چونکہ اب اسی ایک روایت پر ان کے عقیدہ امامت کی بنیاد ہے۔ کیونکہ حدیث ولایت من کنت مولاً صدیقی مولاً مدتوں سے عقائد کے باب میں بے اصل ثابت ہو چکی ہے، صرف فضائل میں کہیں کہیں مل جاتی ہے کیونکہ اس باب میں صحیح و تقسیم کے امتیاز کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی۔ گو اس روایت کے صحیح ہونے کی صورت میں بھی حضرات امامیہ کا فرضی عقیدہ امامت ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے احتجاج طبرسی میں اس کے ساتھ نام بنام اماموں کا ایک پورا جزو بڑھا دیا ہے۔ تاہم یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے پہلے نامکمل جزو کا بھی ایک تنقیدی جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ حدیث ثقلین امامی حضرات کی مذکورہ تین صورتوں کے ساتھ کسی بھی صحیح اسناد سے ثابت ہے؟

خدا کا شکر ہے کہ جامع کمالات علمیہ و علمیہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتہ نے جبہ تبلیغ فرما کر اس روایت کی پوری تحقیق فرمائی ہے اور اس کے جتنے اسناد میرا سکے، ملے دیکھے مثل جلد ۲، ص ۲۵۹ ملے دیکھے سنن کبریٰ جلد ۱، ص ۱۱۱

اُن کا پوری طرح محاسبہ کیا ہے۔ فجزاہ اللہ عتّٰو عن سائر المسلمین احسن الجزاء
 مولانا موصوف کے ساتھ دورانِ تالیف میں بھی اس موضوع پر
 مذاکرات رہے اور احقر پورے اطمینان سے کہہ سکتا ہے کہ اس عظیم خدمت
 سے عہدہ برآ ہونا یہ مولانا موصوف کا ہی حصہ تھا۔ ولقد جاء فی المثل
 السائر کہ ترک الاول للمؤخر۔

دُعا ہے کہ ربُّ العزت اس کوشش کو قبول فرمائیں اور کتاب وسنت
 کا تمکک ہی سب مسلمانوں کا معمول بنادیں۔ وَمَا لَکَ عَلٰی اللّٰهِ بِعَزِيزٍ۔

Www.Ahlehq.Com

www.jmmpak.tk

تقریظ

حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانی ترجمان فی (پشاور)

أَمَّا بَعْدُ اللَّهُ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى ۝

امّا بعد میں نے رسالہ حدیث الثقلین، مولف مولانا فزاع کو دیکھا جس میں اس روایت کے طرق و اسانید کو جمع کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہے۔ بعض میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا ذکر ہے۔ ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں بلکہ ثانی تفصیل اول ہے اور اول میں اختصار کیا گیا ہے۔ تیسری قسم وہ روایتیں ہیں جن میں بجائے سنت رسول کے لفظ اہل بیت یا عترتی آیا ہے۔ اول و دوم قسم کی روایتیں صحیح ہیں اور مؤید بالقرآن ہیں کیونکہ قرآن میں جہاں اطيعوا اللہ واطيعوا الرسول آیا ہے۔ اس میں فلاح بشری کے لئے صرف اطاعت کتاب اللہ و اطاعت سنت رسول اللہ کو ضروری قرار دیا گیا۔ اگر دین میں کسی تیسری چیز کی ضرورت ہوتی تو یہ ناممکن ہے کہ قرآن حکیم ایسے مواقع میں اس کا ذکر نہ کرتا بلکہ ایسے مواقع میں تمسک باہل البیت کو نظر انداز کرنا حالانکہ یہ تمسک اہل تشیع کے ہاں ضروری ہے فتح باب منزل ہے جو قرآن کی شان ہدایت کے خلاف ہے۔

جن روایات میں لفظ عترت یا اہل بیت آیا ہے وہ روایتاً و درایتاً درست نہیں۔
۱۔ روایتاً اس لئے کہ زید بن ارقمؓ کی روایت جو صحیح مسلم میں ہے۔ اس کے ماسوا جملہ روایات پر حیدر متذہبن نے کلام کیا ہے۔ اسی لئے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں اس کو قابل افہام نہ سمجھا اور امام نسائیؒ نے سنن کبیری میں اندراج کے باوجود سنن مجتبیٰ سے جس میں ان کے ہاں صحت کا الزام ہے اس کو خارج کر دیا۔

مسلم کی روایت میں اضطراب ہے اور متنی اضطراب جبکہ ترجیح کے دلائل موجود نہ ہوں، صحت حدیث میں موجب قدرح ہے۔ حدیث مسلم میں ازواج مطہرات کو ایک

روایت میں اہل بیت میں داخل کیا گیا ہے اور دوسری میں خارج۔ نیز زید بن ارقم نے خود اپنے بڑھاپے اور محل نیان ہونے کا ذکر کیا ہے۔ اگر روایت کی صحت مان بھی لی جائے تو سابق دو قسم کی روایات اور نصوص قرآن کو اس پر ترجیح ہوگی یا کم از کم یہ کہ تمسک بالکتاب والسنۃ جو قرآن سے ثابت ہے وہ قطعی ہے اور ثقل دوم کے متعلق اختلاف ہے کہ سنت ہے؟ یا عترت؟ لہذا سنت چونکہ مطابق قرآن ہے اس کو ترجیح ہوگی۔

۲۔ درایتاً بھی عترت والی روایات درست نہیں کیونکہ غدیر خم میں مقصود اہلی حضرت علیؑ پر اعتراضات کا بغیر تھا اور اعتراضات کی اصلیت عداوت تھی، اللہ وال من والہ اور عادم من ادادہ کا تقابل بتلارہا ہے کہ اہل بیت متقی محبت میں نہ محل عداوت۔ اسی کے لئے مذکورہ روایت ہے۔ محبت کا ثبوت تو ہو سکتا ہے وجوب تمسک اس سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ عترت اور اہل بیت کی تعیین بھی کسی روایت میں نہیں کی گئی کہ کون سے افراد مراد ہیں۔ اگر سب مراد ہوں خواہ مومن یا کافر، صالح ہو یا فاسق تو ان کی اطاعت کا امر غیر معقول اور خلاف درایت ہے۔

علاوہ ازیں اطاعت غیر نبی بلکہ نبی کی اطاعت میں بھی یہ ضروری ہے کہ ذات کی اطاعت مراد نہیں احکام کی اطاعت مراد ہے اور اطاعت کے لئے ان احکام کا قطعاً لزوم ہونا ضروری ہے۔ لیکن اہل بیت نبوی کے احکام سرے سے باقاعدہ مدون ہی نہیں اگر ایک فرد کے مدون ہوں تو ہزار فرد کے احکام مجہول اور نامعلوم ہیں پھر اگر وہ جب اطاعت میں احکام رسولؐ اور احکام اہل بیت یکساں ہوں تو رسولؐ اور غیر رسولؐ میں فرق کیا ہوتا؟

بہر حال رسالہ ”حدیث ثقلین“ میرے نزدیک اپنے موضوع میں بے مثال ہے اور دونوں فریق بشرط انصاف اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ مسلمانوں کے لئے موافقت کی اس خدمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ مقبول بنائے۔ آمین !

تقریظ

استاذ العلماء، مقدم القلاء حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب اجالوی چوکیروی

صدر مدرسہ عربیہ چوکیروہ۔ ضلع سرگودھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خداوند تبارک و تعالیٰ نے ہر زمانہ میں ایسے آدمی پیدا کئے جن کی زندگی حمایتِ حق اور دفاعِ باطل کے لئے وقف رہی۔ نامساعد حالات کے دباؤ اور ناموافق آب و ہوا کے طوفان انہیں اُچھ بھر بھی اس راہ سے اُدھر اُدھر نہ کر سکے۔

اس نوع کے اہل علم کا ایک قافلہ ہر دور میں اخلاصِ عمل سے، باطل سے نبرد آزما رہا ہے اور اسی مبارک سلسلہ کی کڑی حضرت مولانا مولوی محمد تافع صاحب ہیں۔ سَلَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ اجمعین۔ آپ نے حدیثِ ثقیلین مرتب کر کے علمی تحقیقات کے میدان میں ایک گراں قدر اضافہ فرمایا ہے۔ بات کی تہہ تک پہنچنے کے عادی حضرات اس کتاب کی قدر کریں گے اور حق کی تلاش کرنے والے لوگ، کتابِ موصوف کو ایک نعمتِ عظمیٰ یقین کریں گے۔

مولف نے اس کتاب میں انصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور تعصب و ہٹ دھرمی سے بچ کر اللہ پورے محفوظ رہے ہیں۔

حدیثُ الثقلین کے مطالعہ سے آپ پر واضح ہو گا کہ جس طرح شیوہ نامہ کمزور ہے اسی طرح خلافت کے مسئلہ سے بھی اس حدیث کا تعلق نہیں۔ یہ کتاب اپنے خاص موضوع میں انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ ہر خطیب اور مبلغ کے مطالعہ میں رہنے کے لائق ہے۔



مؤلف کی طرف سے ، ایک ضروری گزارش

زیر نظر رسالہ میں روایتِ ثقلین پر طویل بحث کی گئی ہے۔ ابتدا میں کچھ ضروری تمہیدات درج کی ہیں۔ حصہ اول کے آخر میں بعض اہم تنبیہات ذکر کی گئی ہیں۔ اسی طرح حصہ ثانی کے ابتدا میں بھی چند امور قابلِ توجہ ذکر کئے ہیں۔ بحث یقیناً علمی ہے اور اہل علم کی توجہ کے لائق ہے، تاہم عوام بھی ضرور اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

ناظرینِ کرام کی خدمت میں با ادب گزارش ہے کہ رسالہ ہذا کے کسی ایک آدھ حصہ کو ملاحظہ فرما کر، تمام رسالہ پر تبصرہ فرمانے یا نتیجہ قائم کرنے کی جلدی خوش نہ کریں جب تک کہ تمام رسالہ پر ایک جامع نظر نہ فرمائیں۔ رسالہ کے مختلف مواقع میں متعلقہ بحث کی قابلِ دید چیزیں مذکور ہیں، جن سے کسی شبہات کا ازالہ مقصود ہے اظہار خیال کرنے میں جلدی اور تعجل سے کام نہ لیں۔ علم و حکمت اور فہم و دانش کا یہی تقاضا ہے۔

مینہ اپنی کم علمی اور کم مائیگی کے پیش نظر معترف ہے کہ روایتِ ثقلین کتاب اللہ دُستی کے تمام طرق حسبِ منشاء فراہم نہیں کر سکا۔ تاہم اس کا معتد بہ ذخیرہ بحمد اللہ فراہم ہو گیا ہے جو رسالہ ہذا کے حصہ ثانی میں بالترتیب پیش کیا جا رہا ہے۔



دورِ حاضر کی شہر آفاق کتاب

رحمتِ ختم

ہر سہ صحت

مع

مسئلہ اقربا نوازی

تصنیف

محقق محمد حضرت العلماء
مولانا محمد رفیع صاحب مدظلہ

حضرات خلفائے ثلاثہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے باہمی تعلقات کی حسین تصویر

صحابہ کبار اور خاندانِ علی کے درمیان اختلافات و انشقاق کی عجیب سازش کی مکمل بیخ کنی

جماعتِ صحابہ یا انصوص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر

قدیم و جدید اعتراضات و مطاعن کا مکمل و سبک جواب

بین الاقوامی شہرت کی حامل کتاب جس سے ان گنت قلوب منور ہوئے علماء نے تحسین کی

اپنی دلجو کو قلم چسکیا یہ نصیب ہو تو اور دیکھ گاہے لا جواب ہو گئے صدر اسلام کے خزانِ خدا کی پرشانی زندگی کا تحقیقی عکس

پہلا ایڈیشن ہاتھ نہ مل گیا اور دوسرا ایڈیشن سے نکل رہا ہے

جلدی حاصل کریں کتاب طبعاً اور کاغذاً جلد کے اعتبار سے بہائی و ناظر حصہ علوی

مستقل ۱۰۰/- دوہ ۷۰/- سومہ ۷۰/- مسئلہ اقربا نوازی

تحقیقِ فکر

از قلم حقیقت رقم حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب مدظلہ مدرسہ عربیہ دارالہدیٰ برکھہ دگرگولہ
جس طرح

حدیث ثعلبن اپنے تمام اسنادی اور معنوی پہلوؤں سے آپ کے سامنے آچکی ہے اسی طرح حدیثِ فدک جس میں مسئلہ وراثت، انبیاء اور مطالبہ باغِ فدک از حضرت زہراؑ اپنے تمام تاریخی اسنادی معنوی اور تحقیقی پہلوؤں سے اس کتاب میں پیش کی گئی ہے کتاب کیا ہے و دلائل و حقائق کا ایک موصیٰ ماننا سہل ہے۔ ایران، عراق، بھارت اور پاکستان کے مجتہدین اس کے جواب باسرا ہے عاجز ہیں طلبہ حدیث اور مشاہیر کرام اور تاریخ کے طالب علم کے لیے مفید کتاب ہے۔

مولانا محمد قاسم شاہ صاحب مسجد شانیہ انجمنیہ بیڑہ کالونے
سرگودھا ضلع

الثقلین

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِہٖٓ وَارَہٖٓ وَآحِبِّہٖٓ سَلَامٌ کَثِیْرٌ

جن لوگوں کو آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نفرت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد کے ساتھ دعویٰ محبت ہے وہ اس محبت کے دعویٰ میں حد سے متجاوز ہو چکے ہیں۔ ان کے ہاں جیسے قرآن مجید کتاب اللہ کی اطاعت اور تابعداری علی الاطلاق واجب ہے۔ اسی طرح اہل بیت نبی و عترت رسول کی اطاعت بھی مطلقاً فرض اور لازم ہے۔ جیسے کتاب اللہ کے فرامین کو نہ ماننا انکار قرآن ہے۔ ان کے ہاں اسی طرح عترت رسول کے قوی و علی فرمودات کو تسلیم نہ کرنا خدا اور رسول کا انکار ہے۔ حاصل یہ ہے کہ وجوب تمکک اور وجوب اطاعت کے اعتبار اور محبت شرعی ہونے کے لحاظ سے عترت رسول میں اور کتاب اللہ میں ان کے ہاں کوئی فرق نہیں۔

یہ مسئلہ ان کے نزدیک مسئلہ ہے۔ اس پر خاص کسی کتاب سے حوالہ پیش کرنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اگر مزید تفسیری مقصود ہو تو تفسیر مجمع البیان ابوعلی طبرسی ص ۲۹۹ تحت آیت اُولٰٓئِکَ اَصْحَابُ الْمَوَازِنَ ملاحظہ کیجئے۔ ہمارے اہل سنت و الجماعت (جمہور علماء) کے نزدیک علی الاطلاق اطاعت صرف کتاب اللہ و سنت رسول علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی لازم اور واجب ہے۔ مستقبل اطاعت اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی ضروری ہے۔ ان ہر دو کے ماسوا جن لوگوں کی تابعداری لازم اور ضروری ہے، وہ کتاب سنت کے فرمان کے تحت ہے مستقبل طور پر واجب نہیں مسلمان حاکم کی اطاعت ہو یا والدین کی

تابع داری، اکابر امت اور علمائے دین کی پیروی ہو یا بزرگان اہل بیت کی فرماں برداری یہ سب اطاعتیں کتاب و سنت کی اطاعت کے تابع رہیں گی۔ اُن کی اطاعت معروف (اچھے) امر میں ہوگی۔ غیر معروف یا کتاب و سنت کی مخالفت میں اُن کی اطاعت ہرگز جائز نہیں ہے چرچا کیلئے لازم ہو۔ فریقین میں قواعد و ضوابط کے اعتبار سے یہ ایک اصولی فرق اور امتیاز ہمیشہ سے قائم ہے۔ پھر ہر ایک فریق نے اپنے اپنے مقرر کردہ اصول اور ضابطہ کو مدلل کرنے کے لئے بے شمار تحریرات لکھی ہیں۔ بگوئے تعالیٰ ہم بھی ارادہ رکھتے ہیں کہ فریقین کے ان ہر دو مجوزہ اصول کو بعد استدلال سامنے لا کر واضح کریں کہ کون حق سے زیادہ قریب ہے؟

بنابریں ہم تحریر ہذا کے دو حصے کرتے ہیں۔ حصہ اول میں مدعیانِ حبِ اہلبیت کے ”مجوزہ اصول“ اور اُن کے استدلال پر متعلقہ کلام تفصیلاً پیش کیا جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور تحریر ہذا کے حصہ ثانی میں جمہور اہل سنت و الجماعہ کے قاعدہ کی تشریح و توضیح اور اس کے دلائل کتاب و سنت سے پیش خدمت کرنے کا قصد ہے۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے ہر مومن کی تائید کے لئے قولِ خداوندی :
اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولٰٓئِکَ اَنْفُسُکُمْ فَاِنْ مَّارَکُمْ فِیْ شَیْءٍ
فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلَ۔

اور حدیثِ نبوی : اِتَمَّ اَظْلَمَ فِی الْمَعْرُوْفِ کافی ہے۔ مہنہ



حصہ اول

معلوم ہونا چاہیے کہ دوستوں نے اپنے اس وضع کردہ اصول کہ اہل بیت و عترت نبی و جوب تسک میں کتاب اللہ کی مثل ہیں۔ یعنی باعتبار حجیت ان میں کوئی فرق نہیں ہے، کے اثبات کے لئے جو دلائل فراہم کئے ہیں، ان میں روایت ثقلین جو فریقین کی کتابوں میں عام طور پر مروی ہے، کو اہل الاصول کے درجہ میں بنیاد و اساس قرار دیا ہے۔ حقیقت میں مقام مسئلہ ہذا کی بنیاد ان کے نزدیک اسی روایت پر رکھی گئی ہے۔ دوسری کوئی آیت یا روایت اس مقصد کی خاطر اگر تلاش کر کے ملائی جاتی ہے تو صرف بطور تائید مزید کے اس کو منطبق کیا جاتا ہے ورنہ اس روایت ثقلین کے ہوتے ہوئے ان کو مزید کسی استدلال کی احتیاج نہیں۔ اسی وجہ سے ان دوستوں نے روایت ثقلین کے لفظاً و معنیاً متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ دعوائے قواثر ان کے بڑے مشاہیر علماء اور مفسرین نے مدت سے کر رکھا ہے اور اس روایت ثقلین کو متواتر ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی ضخیم جلدیں مرتب کی گئی ہیں۔

نہ ان کے متاخرین علماء و مجتہدین میں مثلاً میر حامد حسین صاحب مجتہد کلمتوی نے تحفہ اشاعہ عشریہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باب امامت کی تردید میں جو کتاب طبقات الاقواء متحدہ جلدوں میں لکھی ہے، اس کی مستحق دو ضخیم جلدیں صرف روایت ثقلین پر مرتب کی ہیں۔ اس میں اپنے خیال کے مطابق انہوں نے اس روایت کو لفظی و معنوی متواتر ثابت کرنے کے لئے آخری کلام کر دیا ہے اور اپنے اس گمان کے اثبات میں انہوں نے اپنی تمام تر قوت صرف کر دی ہے۔ مہم

زمانہ حال کے شیعی علماء نے بھی اپنے سابق مجتہدین کے موافق بحثِ ثقلین کو جزو اہم سمجھتے ہوئے بڑے بلند بانگ دعووں کے ساتھ اس روایت کو بزرگم خود متواتر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور روایتِ ہذا کو اسلام کی چلتی کا محور قرار دیا ہے ہم ناظرین باتملین کی خدمت میں بطور نمونہ اس دور کے شیعی فاضل کی بزرگم خود مایہ ناز تصنیف کا صرف ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو اس مقصد کے لئے کافی ہے :

قَالَ اخْتَارَكَ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ
يُسْتَمْتَعُ لَكُمْ فِي دَوْبَرِي بَهَارِي حُزْنِي
الْحَدِيثُ وَهُوَ (حَدِيثُ الثَّقَلَيْنِ)
جَوَازٌ مُتَوَاتَرٌ تَلَقَّاهُ الْأَمَّةُ بِالْقَبُولِ
وَلَوْ أَنَّكَ الْجَاهِلُ - آگے فرماتے ہیں
وَهُوَ (حَدِيثُ الثَّقَلَيْنِ) الَّذِي هُوَ
مَذَارِعُ الْمَوَاحِشِ يَدْرُ عَلَيْهِ
رَحْمَةُ الْإِسْلَامِ -
میں تم لوگوں میں دو بڑی بھاری چیزیں
چھوڑے جاتا ہوں جن کی پیروی تم پر
واجب ہے، قرآن و اہلبیت، (آخر حدیث
سبک) اور یہ حدیث متواتر ہے جس کو
امت نے قبول کر لیا ہے۔ اگرچہ
کوئی جاہل انکار بھی کر دے۔ پس اب
ہم حدیثِ ثقلین کا ذکر کرتے ہیں جن

لے ہر زمانہ میں شیعی علماء نے روایتِ ثقلین پر بہت کچھ لکھا ہے۔ نت نئے رسالہ جات اس پر تدوین ہوتے رہتے ہیں چند سال ہوئے ان کے ایک شیعی عالم محمد قوام الدین الوشونی القمی نے ۱۳۷۰ھ میں ایک رسالہ روایتِ ثقلین پر اہل سنت والجماعت علماء کے حوالہ جات یکجا کر کے مرتب کیا ہے۔ اس کو پھر دارالتقریب المصریہ نے ۱۳۷۶ھ میں شائع کر دیا گیا۔ پھر اسی رسالہ کو ضلع سرگودھا، بھیرہ، کے شیعہ مولوی محب حسین صاحب کانگی نے اردو ترجمہ کر کے یہاں شائع کیا۔ اس رسالہ کا نام ”ارشاد رسول الثقلین المعروف بحديث الثقلين“ ہے۔ اس میں علماء کے دور مقرر کر کے ”ثقلین“ ہوں یا مخزنین، دکھایا گیا ہے کہ کن کن علماء نے اس کا ذکر کیا ہے۔ تحریر ہذا کے وقت یہ رسالہ بھی پیش نظر ہے۔ مجوزہ تفصیلات پیش ہونے کے بعد چوں قسم رسائل کے فرداً فرداً جوابات کی حاجت نہ رہے گی۔ مہنہ

کل مدار مقصود ہے۔ اس حیثیت سے گویا اسلام کی چکی اسی پر پھرتی ہے۔
 مولوی امیر الدین صاحب جو مستفید، کتاب ہذا کے شاگرد رشید ہیں انہوں
 نے کتاب فک النجاة کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے اور حاشی بھی ترجمہ کے ساتھ ساتھ مرتب
 ہیں۔ اسی کتاب کی بحثِ نصوصِ خلافتِ علیؑ میں اس روایتِ ثقیلین کو ذکر کر کے حاشی میں
 یہ بات دوسرے طریق سے دہرائی ہے۔ اہل سنت پر طنز کرنے ہوتے دیکھتے ہیں کہ
 اور مجاہدین نے اگرچہ ثلاثہ کی شان میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر احادیث وضع
 کر کے اپنے سلاطین زمانہ کو خوش کیا ہے مگر کچھ بھی حدیثِ ثقیلین و حدیثِ ولایت منہ
 کھٹ مولاۃ الخ، وغیرہ احادیث صحیحہ متواترہ مسلمہ وارہ بحق البیت علیہم السلام
 برابر کوئی حدیث نہیں بنا سکے۔ ۷

اُن حوالہ جات کا حامل یہ ہے :-
 ۱۔ کہ روایت ہذا (حدیثِ ثقیلین - کتاب اللہ عبرتی اہلِ مینتی) اُن کے زعم میں
 متواتر ہے۔

۲۔ مدار مقصود یہی روایت ہے یعنی حجیت و فسک کے باب میں اُن کے ہاں
 اصل چیز یہی روایت ہے۔

۷ کتاب فک النجات ص ۲۶ طبع اول مترجم۔ باب الاول فی معیار اہل الحق۔ از مولوی
 علی محمد صاحب شیعی استاذ و مترجم کتاب ہذا مولوی امیر دین صاحب اشاگرد مصنف مذکور
 سکے چک جلال الدین علاء چیلہ رجانہ۔ ضلع جھنگ پنجاب۔
 کتاب فک النجات عربی میں مولوی علی محمد نے کبھی تھی پھر اس کے شاگرد مولوی حکیم
 امیر دین نے اس کا ترجمہ اور حاشی مرتب کئے۔ مرتبہ
 ۷ حاشی فک النجات ص ۴۶ جلد اول۔ نصوصِ خلافت علیؑ تحت حدیثِ ثقیلین۔

۳- اسلام کی چکی کے لئے یہ روایت محور کی حیثیت رکھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس اس اسلام اور بنیاد دین کا درجہ ان کے نزدیک اسی روایت کو حاصل ہے۔ اب اصل بحث میں شروع ہونے سے قبل چند تمہیدات یہاں قابل ذکر ہیں انہیں پیش نظر رکھئے۔

تمہید اول

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ صاحب فک البجات نے روایت ثقلین کو صرف لفظاً متواتر کہنے پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ آنے والے تمام مسائل متنازعہ فیہ سے پہلے اسی بحث ثقلین کو مکمل کرنے کے لئے پورا زور صرف کیا ہے۔ ہماری اہمیت والجماعۃ کی کتابوں سے بے شمار طب و یابس حوالہ جات جمع کئے ہیں۔

لیکن اپنی جستجو اور تلاش کتب کے اعتبار سے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ بحث ثقلین کے سلسلہ میں جتنا کچھ مواد حوالہ جات کی شکل میں اساد و شاگرد دونوں نے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ میر حامد حسین صاحب لکھنوی، شیعی مصنف طبقات الانوار کا اندوختہ ہے۔ یہ ان کا اپنا علم نہیں۔

میر صاحب مذکور نے اپنے زعم میں ان روایات (ثقلین و دلالت وغیرہما) کو، اہمیت کی کتابوں سے متواتر ثابت کرنے کے لئے بڑی محنت شاقہ کی ہے۔

دوم

چونکہ ہمارے مد مقابل دوستوں نے حقیقت سے متجاوز ہو کر فریقین کے ہاں ردائے ہذا کو متواتر ثابت کرنے کی سعی لاماصل کی ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ پر اس روایت کے انکار کرنے اور اسے معمول بہ نہ ٹھہرانے کا الزام قائم کیا ہے۔ اس بنا پر ہم چاہتے ہیں کہ زیر تالیف رسالہ میں روایت ثقلین کے اصل مقام کو حوالہ اہل السنۃ کے قواعد کی رو سے متین ہو سکتا ہے واضح کریں۔ روایت ہذا جس درجہ میں قابل قبول ہو سکتی ہے

اس کو پیش کیا جائے۔ اس کے جتنے طرق اسانید ہم کو میسر آ سکتے ہیں ان کی تحقیق و جستجو کی جائے کہ ان میں کون کون اسانید صحیحہ ہیں اور کون غیر صحیحہ؟ پھر جو اسانید صحیحہ کے ذریعہ روایت ہذا کا صحیح متن ثابت ہو اس کا مفہوم متعین کیا جائے۔

اس بحث و تحقیق سے ناظرین پر واضح ہو سکے گا کہ دعیان حب اہل بیت کا دعوائی تواتر کہاں تک درست ہے؟ اور روایت ہذا کے انکار کا الزام و اعتراض جو ہم پر قائم کیا جاتا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ معاملہ برعکس تو نہیں؟ نیز ان تفصیلات کے بعد یہ بھی عیاں ہو جائے گا کہ یہ روایت درستیوں کے مدعی و جواب الیہمک بالعترة کے لئے مثبت بھی ہو سکتی ہے یا نہیں؟ یا ان کی جانب سے ادعا ہی ادعا ہے اور تقریباً تمام نہیں۔

سوم

روایت ثقلین کے جس قدر اسانید ہم کو اپنی کتب سے میسر آ سکے ہیں انخواہ وہ ہماری جستجو کے ذریعہ حاصل ہوئے ہوں یا ان دوستوں کی نشان دہی کے طریقہ سے مل سکے ہوں، حتیٰ الوسع ان سب کو فراہم کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ”فلک النجاة“ میں چونکہ ”عقبات الانوار“ کی ہی نقل در نقل ہے اس سے کوئی سند مستفصل ہم کو نہیں مل سکی۔ البتہ ”عقبات الانوار“ سے متعدد اسانید پر روایت ہذا ہم کو حاصل ہو چکی ہے اور کچھ مواد ”ینایح المودۃ“ سے میسر ہوا ہے۔

۱۔ رسالہ ہذا ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو سکے گا کہ کس کس روایت کے اسناد کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ مثلاً منذ احمد کی روایت ہشتم اور منذ داری کی روایت صحیح مسلم کی روایت وغیرہ وغیرہ کی صحت اسناد کو درست کہا ہے اور صرف ان کے متنوں کے مطالعہ سے بحث کی گئی ہے۔ بنا برآں اس وقت رسالہ ہذا کے قارئین یہ کہنا غلط ہو گا کہ اس نے ”روایت ثقلین“ کے تمام اسانید پر نزاع کر کے انہیں رد کر دیا ہے۔ (مستمر)

اور اپنی کتب میں سے جو بامسند روایت لانے والے مصنفین ہیں، اُن سے روایت ہذا جمع کی گئی ہے۔ جو مصنفین بامسند روایت نہیں لایا کرتے بلکہ روایت لانے میں خود نقل سے کام لیتے ہیں، یعنی اصحابِ تخریج نہیں بلکہ ناقل ہیں۔ اُن لوگوں سے اس روایت کو نہیں نقل کیا گیا اور نہ ہی اس نقل و نقل کا کوئی ثمرہ مرتب ہو سکتا ہے اگرچہ ہمارے ان مہربانوں نے حوالہ جات کی کثرت پیدا کرنے کے لئے روایت ہذا کے مبحث میں جب بھی کوئی تالیف مرتب کی ہے تو یہ کوئی تیز نہیں رکھی کہ کس قسم کے مصنف سے اس روایت کو نقل کیا جائے۔ آیا وہ خود صاحبِ سند ہے یا ناقل ہے۔ حالانکہ نقل و نقل کرنے والے مولفین سے حوالہ نقل کرنے میں حوالہ جات کی کثرت تو پیدا کی جاسکتی ہے۔ لیکن کثرتِ اسانید جو اصل مطلوب ہے وہ ہرگز نہیں ہوتی۔ اس بنا پر صاحبِ اسناد علماء اور بامسند مصنفین سے ہی حوالہ جات جمع کئے گئے ہیں اور علماءِ ناقضین کے حوالہ جات کی جانب دُوبے سخن مبذول نہیں کیا گیا اور نہ ہی اصولاً اُن کے جوابات کی کوئی حاجت تھی اور اسی طرح وہ حوالہ جات بھی قابلِ جواب نہیں قرار دئے جاسکتے جن میں روایت ہذا کی نسبت کسی بامسند محدث مشہور کی طرف دواۓ خلأت یا اُخْرَجَ فُلَانٌ کہہ کر کی گئی ہے مگر اس کی سند تمام یا ناقص بالکل پیش نہیں کی گئی اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اُس محدث نے اپنی ظلالِ تصنیف میں روایت ہذا کو درج کیا ہے۔ اس قسم کے گناہِ انتسابات اور بے سند حوالہ جات قواعدِ بحث کے لحاظ سے انتفات کے لائق اور قابلِ جواب نہیں تھے۔ بالخصوص جب کہ ایسے مبہول انتساب کے دعویدار تھے کہ بہترین عبادت سمجھتے ہوں تو پھر ایسے بے سرو پا انتسابات اور حوالہ جات اور بھی لائقِ ترک ہو جاتے ہیں۔

چہارم

معلوم ہونا چاہئے کہ روایتِ ثقیفین کے حوالہ جات تا حال جس قدر کم و فراغ ہو سکے وہ تقریباً چھٹھ عدد ہیں اور اڑتیس عدد کتب سے اُن کو جمع کیا گیا ہے۔

اُن میں اکثر حوالہ جات ایسے ہیں جن کی سند باوجود تلاش کے کہیں سے میسر نہیں ہو سکی اور بعض کی نامکمل سند ملی ہے۔ ان سب حوالہ جات کو ایک ترتیب سے سامنے رکھا گیا ہے۔

پہنچم

صاحب "عبقات الانوار" کے طریقہ کے موافق، ہر ایک حوالہ کو لے کر بحث کرنے کے لئے ہم بھی سُن وار ترتیب قائم کرتے ہیں جو محدث مقدم ہے اس کی روایت، پہلے بحث ہوگی پھر جو اس کے بعد کا مصنف ہوگا اس کا متعلقہ کلام بعد میں ذکر ہوگا۔ اسی ترتیب بن جبری کے مطابق بحث ہذا کو مکمل کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ششم

نیز یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت کے بعض باسند حوالہ جات ایسے بھی ہم نے یہاں جمع کر دیئے ہیں جو نہ تو صاحب "فلک النجاة" نے ذکر کئے ہیں اور نہ صاحب "عبقات" کی اُن تک رسائی ہوئی تھی۔ چونکہ ہمارے سامنے دیانتہ اس بحث کی تکمیل مقصود تھی۔ اس لئے ان حوالہ جات کو خور و برد کرنے کی بجائے ہم نے انہیں بالفاظہا، مع اسانید پیش کر دیا ہے۔ اگر یہ قواعد کے اعتبار سے قابل قبول ہو سکتے ہیں تو ان کو اخذ کیا جائے ورنہ انہیں بھی ترک کر دینا چاہئے۔ مثال کے طور پر "مشکل الانوار" لاہور المطاوعی اور "مارتخ بغداد" لطیف بغدادی وغیرہا سے ہم نے روایت ہذا کو مع سند نقل کر کے پیش کیا ہے۔ حالانکہ ان حوالہ جات کو ان کے مجتہدین و علماء مذکورین نے اپنے مواقع میں پیش نہیں کیا۔

ہفتم

صاحب "فلک النجاة" و دیگر زمانہ حال کے مجتہدین کتاب "سنايع المودة" سے مختلف مسائل پر حوالہ جات پیش کیا کرتے ہیں اور خاص اس روایت نقلین پر بھی صاحب

”ینایع المودّة“ نے اپنے خیال میں بہت کچھ مواد ہتیا کیا ہے۔ اس ضرورت کے تحت ہم نے روایت ثقلین کی بحث کے آخر میں مرویات ”ینایع المودّة“ کے لئے ایک الگ عنوان قائم کر دیا ہے۔ اس مقام میں صاحب کتاب ہذا کے معتقدات اور کتاب کی مرویات کی حیثیت عمدہ طریقہ سے واضح کر دی گئی ہے جو منصف مزاج و حق پسند طبائع کے لئے نہایت مفید ہوگی۔

ہشتم

روایت ہذا کی بحث کے سلسلہ میں چند ایک قواعد جواہل السنۃ کے ہاں اصول روایت کی کتابوں میں مندرج ہیں ذہن نشین رہنے چاہئیں۔ علماء اہل السنۃ تحقیق روایت کے باب میں ان پر عمل درآمد کیا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحث موضوع قوانین کے خلاف نہ ہوگی۔ اولاً ان تحقیقات کے دوران راویوں پر جہاں نقد و جرح کی گئی ہے۔ وہاں قاعدہ الجرح و مقولہ علی التّعبیل کے پیش نظر کلام کیا ہے۔ اب اگر رجال کی کتابوں میں اس راوی کی توثیق بھی منقول ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کی جائے گی۔ البتہ اس قاعدہ کے ساتھ علماء نے قیود ذکر کر دئے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ جرح مبہم نہ ہو بلکہ قیقین صفت کے ساتھ اس کی وجہ جرح بھی ذکر کر دی جائے۔ دوسری یہ ہے کہ واقف و عارفین سے یہ جرح منقول ہو، وغیرہ وغیرہ۔

ثانیاً اس قاعدہ کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ اہل بدعت کی روایت اس وقت مقبول ہوتی ہے جبکہ اس بدعت کی بدعت کو اس روایت سے تقویت دتا گیا حاصل نہ ہوتی ہو۔ اگر اس روایت سے راوی کے مسلک کو حمایت و تقویت ہوتی ہو تو اس کی وہ روایت قبول نہ ہوگی۔ چنانچہ اصول حدیث کی کتابوں میں درج ہے کہ:

”قبیل یقبل منہ لہ یکن داعیۃ الی بدعتہا لاق تزیین بلعتر قد

یحملہ علیٰ تحریف الروایات و تسوئہما علی ما یقتضیہ

مذہبہ“

نہم

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جو رجالہ جات شیعہ کی کتابوں میں سے اخذ کئے گئے ہیں یہ صرف تکمیل الزام کی خاطر نقل کئے گئے ہیں۔ راوی کے متعلق جرح و قدر اور تصنیف و تنقید پہلے سنی رجال کی کتابوں سے نقل کی گئی ہے۔ پھر کئی جگہ شیعہ رجال سے بھی اس شخص کے متعلق حالات پیش کر دئے ہیں۔

دہم

ان تہذبات کے بعد ہم اب اہل مقصد میں شروع ہوتے ہیں۔ روایت ہذا کے میسر آمدہ اسانید میں سے ایک ایک سند کو لے کر اس کی بحث مکمل کی جائے گی۔ پہلے اس روایت کا متن صحیح اسناد درج ہوگا۔ پھر اس کا ترجمہ تحریر کیا جائے گا۔ اس کے بعد روایت متن کی بحث (صحیح و مقیم کے لحاظ سے) درج ہوگی۔ پھر بقایا تفصیلات حسب ضرورت پیش کی جائیں گی۔ عربی عبارت کے متعلق یہ کوشش کی گئی ہے کہ عوام کے فائدے کے لئے ساتھ ساتھ تراجم درج ہوں۔ متن روایت کا ترجمہ چند بار ذکر کرنے کے بعد اس وجہ سے ترک کر دیا کہ عموماً تمام روایات کے متن کا ترجمہ قریباً ایک ہی تھا۔ بار بار اعادہ کرنے کو غیر ضروری سمجھا گیا اور بعض مقامات میں بحثنے اور اخیر میں متون کو مکمل کرنے کے لئے تنبیہات لگا دی گئی ہیں جو تکمیل مقصد کا کام دیں گی۔ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ۔

اسناد صحیفہ امام علی رضابن موسیٰ کاظم (ع) تعینہ اللہ
متوفی ۲۰۳ھ

عن الحافظ ابن عساکر عن زاهر السخافی عن (الحافظ البیهقی) عن ابی القاسم
المفسر عن ابراہیم بن جعدۃ عن ابی القاسم عبد اللہ بن احمد بن عامر الطائی بالبحر

قال حدثني أبي، سنة مائتين وستين وخمس مائة - قال حدثني علي بن موسى الرضا عليه السلام سنة ۱۹۴ - قال حدثني أبي موسى بن جعفر، قال حدثني أبي جعفر بن محمد، قال حدثني أبي محمد بن علي، قال حدثني أبي علي بن الحسين، قال حدثني أبي الحسين بن علي، قال حدثني علي بن أبي طالب سلام الله عليه اجمعين ائمة الى يوم الدين، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كافي قد رويت فاجبت واقي تارك فيكم الثقلين، احدهما كتاب من الاخر، كتاب الله عز وجل مستودع من السماء والارض وعترته اهل بيته فانظروا كيف تختلف في دينهما : له

روایت کا حاصل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اپنی طرف دعوت دی گئی ہے اور میں نے قبول کر لی ہے اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں - ایک، اُن میں سے دوسری چیز سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب جس کی مثال اس طرح ہے، جیسے آسمان کی جانب سے زمین کی طرف سستی دراز کی گئی ہو اور دوسری عسرت اہل بیت - دیکھنا ! تم اُن کے حق میں کس طرح میری جانشینی کرتے ہو یعنی اُن سے کیسے معاملہ کرتے ہو“

ماہرین بائبلین کی خدمت میں گزارش ہے کہ روایت ثقلین کے اسانید جمع کرنے کے سلسلہ میں جو مطالعہ جاری تھا اس میں، میں نے کوشش کی ہے کہ جس کتاب میں بھی یہ روایت باسند مل گئی ہے اور وہ کتاب اہلسنت کی طرف منسوب کی جاتی ہے اُس کو میں نے نقل کر لیا ہے تاکہ قواعد و ضوابط کے ذریعہ اس کے صحت اور سقم کو معلوم کیا جاسکے۔ اس سلسلہ میں صحیفہ علی رضی اللہ عنہ میں بھی یہ روایت ملی ہے اور اسے میں نے بلفظ مع سند پیش کر دیا ہے۔

یہ چیز بھی واضح رہے کہ اس ”صحیفہ علی رضا“ میں جتنی روایات درج ہیں اُن سب کی ایک سند ہے جو ابتدائے صحیفہ ہذا میں درج ہے۔ اسی سند پر صحیفہ کی صحت

کا مدار ہے۔ اب ہم ذیل میں اکابر علماء رجال و محدثین کی آراء جو اس صحیفہ منسوب علی رضا کے حق میں ہم کو میسر ہوئی ہیں، من و عن پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس روایت کے قبول یا عدم قبول کا مسئلہ بڑی آسانی سے حل ہو جائے گا۔

۱۔ میزان الاعتدال للذہبی جلد دوم ص ۲۲۱ میں اس صحیفہ کے راوی کی نسبت لکھا ہے کہ عبد اللہ بن احمد بن عامر عن ابیہ عن علی القضا عن ابانہ بتلک النسخة الموضوعة الباطلة ما ینفک عن وضعه او وضعه ابیہ قال الحسن بن علی الترمذی کان اعیالہ یکن بالمدری - الخ

۲۔ اسی طرح لسان المیزان جلد سوم شمارہ ۱۰۱ و ص ۲۵۲ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے یہ بیہ مذکور الفاظ کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔ ہر دو حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ عبد اللہ بن احمد نے ایک نسخہ روایت جعلی اور وضعی امام علی رضا اور ان کے آباء و اجداد کی طرف، منسوب کر رکھا ہے۔ یا تو خود اس نے اس صحیفہ کو وضع کیا ہے، یا اس کے باپ نے یہ خدمت انجام دی ہے۔ احمد بن علی زہری نے کہا ہے کہ یہ شخص اسی تھا اور پسندیدہ آدمی میں تھا۔ نیز یاد رہے کہ یہ عبد اللہ بن احمد مشہور امام احمد بن حنبل کا بیٹا نہیں ہے۔ کوئی دوسرا شخص ہے۔ خیال رہے کہیں غلط نہ ہو جائے۔

۳۔ حضرت امام لا علی قاریؒ نے بھی اپنی کتاب المصنوع فی احادیث الموضوع مطبوعہ مطبع محمدی لاہور، ص ۳۶ میں اس مروی نسخہ کے متعلق تصریح فرمادی ہے کہ: ”و عبد اللہ بن احمد عن ابیہ عن علی القضا عن ابانہ مروی نسخۃ باطلۃ موضوعة ما ینفک عن وضعه او عن وضعه ابیہ“

۴۔ علامہ شوکانیؒ بھی اپنی کتاب ”فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوع“ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور، ص ۱۵۱ پر بالوضاحت لکھتے ہیں:

وعنها نسخة من رواية عبد الله بن أحمد عن أبيه عن علي القضا عن أبانہ
كلها موضوعة باطلۃ۔

حاصل یہ ہے کہ، عبد اللہ بن احمد نے امام علی رضا کے باپ دادا کے نام منسوب کر کے

ایک جعلی اور ضعیف نسخہ لوگوں میں پھیلایا ہوا ہے۔ ان بڑے بڑے علماء کی تصدیقات اور بیانات بتلا رہے ہیں کہ یہ صحیفہ علی رضا کے نام سے جو نسخہ لوگوں میں مشہور ہے وہ عبد بن احمد بن عامر الطاقی یا اس کے والد کی کرم فرمایوں میں سے ہے۔ سند میں نہایت محمد اور معتبر ہستیوں کے نام اس لئے تجویز کئے گئے ہیں کہ لوگ بلا چون و چرا اس سند مبارک کو دیکھ کر صحیفہ مجوزہ تسلیم کر لیں گے۔ اس تفصیل سے اس صحیفہ کی تمام روایات کا درجہ اعتماد واضح ہو گیا۔ روایت ثقلین بھی اس صحیفہ میں موجود ہے اور اسی زمرہ میں شمار ہوگی۔ واللہ اعلم۔

علی سبیل التشریح

اگر تسلیم کر لیا جائے کہ مندرجہ بالا روایت معتبر ہے تو بھی یہ ہمیں مضر نہیں۔ اولاً اس لئے کہ اس کا مفہوم اپنی جگہ بالکل صاف ہے کہ :

قرآن مجید کے لئے ایک رسی کی مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ اس کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور اس کے ساتھ تمسک کیا جائے اور عزت نہی یعنی اولاد و شریفان اور اہل بیت ان کے ساتھ جن کا معاملہ کرنا چاہئے اور ان کی توقیر و تعظیم کا خیال رکھا جائے۔ ان کے ساتھ محبت سے پیش آنا، ان کے حقوق کی رعایت کرنا، گویا اس وصیت کی روح ہے اس مفہوم و مضمن کے ساتھ اہل سنت کو پورا اتفاق ہے کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔ ثانیاً اس روایت مندرجہ بالا میں ایسے الفاظ مفقود ہیں جن سے وجوب تمسک ثابت ہو اور اہل بیت کی اطاعت لازم قرار دی گئی ہو کہ اگر ان کے ساتھ تمسک نہ کیا گیا تو ضلالت اور گمراہی لازم آئے گی۔

پس یہ روایت اگر صحیح بھی ہے تو بھی اہل سنت کو مضر نہیں ہے اور دوستوں کو ان کے دعوے کے اثبات کے لئے مفید نہیں ہے۔

اسناد از طبقات ابن سعد

(ابی عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الباشمی۔ المتوفی ۲۴۵ھ ہجری)

ابن زناہش بن القاسم الکتابی حدثنا محمد بن طلحة عن الاعشى عن عطية بن عبد الله

مَعْنِيَنَّ الْخَلْقَ بِعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِرَاقِي أَوْشَكَ أَنْ أَدْعِيَ فَأَجِيبِي وَإِنِّي
تَارِكٌ فِيكُمْ الْمُتَقَلِّبِينَ كِتَابَ اللَّهِ وَعَوْرَتِي، كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَسْدُودٌ بَيْنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ
وَعَوْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي وَابْنُ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ أَخْبَرَنِي أَنَّ هَذَا كِتَابٌ يَسْقُرُ قَاحَتِي يَرُدُّ عَلَيَّ الْخَوْفَ
كَيْفَ تَخَافُونِي فِيهِمَا۔ لہ

حاصل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب مجھے اللہ کی طرف
سے دعوت اہل پہنچے گی، میں قبول کروں گا اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں
اللہ کی کتاب اور عترت۔ کتاب اللہ گویا ایک رسی ہے جو آسمان سے زمین کی طرف راز
کی گئی ہے اور عترت میری اہلیت ہے اور لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ دونوں
ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوں گے، حتیٰ کہ دونوں میرے ہاں حوض پر وارد ہوں گے،
میرے بعد ان کے حق میں کس طرح معاملہ کر دے؟

مذکورہ اسناد میں ایک شخص غلطی ہے جو سخت مجروح ہے۔

ذیل میں اس کی پوری تشریح درج کی جاتی ہے :-

رجال کی کتابوں میں سے اس عطیہ عوفی کے کوائف درج کئے جاتے ہیں پہلے
المستت کی کتب رجال میں سے اس کا حال درج کیا جائے گا۔ اس کے بعد الزام کو
پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے شیعہ رجال میں سے بھی اس کی حالت نقل کی جائے گی۔
ہم نے آئندہ بھی بہت سے مقامات میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ سنی رجال کی کتابوں
میں سے اس راوی کے حالات ذکر کرنے کے بعد شیعہ رجال سے بھی اس کے کوائف
پیش کر دے ہیں۔ اس طریقہ سے دوستوں پر الزام پوری طرح عاید ہو سکے گا۔

عطیہ عوفی سنی کتب رجال میں

۱۔ عطیہ بن سعد بن العوفی الجندی الکوفی أبو الحسن یحییٰ کثیراً کان شیعیاً ملأ قلباً

لہ طبقات ابن سعد ۲، جلد ۲، ق ۲۔ باب ذکر ما قرب الرسول اللہ صلعم من الیہ، طبع لندن یورپ

یعنی یہ شخص روایت میں کثیر الخطا تھا شیعی مسلک کا تھا جس سے روایت لیتا تھا، اس کا نام نہیں ذکر کرتا تھا۔ ۱

۲..... عَطِيَّةُ الْعَوْفِيِّ ضَعِيفٌ وَمَوْضِعُهُ لَا يَحِلُّ كَتَبَ حَدِيثَهُ الْأَعْلَى

جَهْدَهُ التَّعَجُّبُ يَا لَيْسَ فِي الْكَلْبِيِّ بِإِسْنٍ سَعِيدٍ فَيُتْلَى الْحَدِيثُ

یعنی یہ آدمی ضعیف ہے اور اس اور جب کا ضعیف ہے کہ اس کی حدیث لکھنی ناجائز ہے مگر تعجب کے طور پر نقل کی جائے اور یہ تدلیس کیا کرتا تھا اس طرح کہ درحقیقت محمد بن السائب الکلبی سے ابوسعید کی کنیت کے ساتھ روایت کرتا اور لوگ یہ سمجھتے کہ ابوسعید خدری صحابیؓ سے روایت نقل کر رہا ہے۔ ۲

۳..... "مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ذَكَرَ عَطِيَّةَ الْعَوْفِيَّ فَقَالَ هُوَ ضَعِيفٌ الْحَدِيثُ

ثُمَّ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عَطِيَّةَ كَانَ يَأْتِي الْكَلْبِيَّ وَيَسْأَلُهُ عَنْ التَّفْسِيرِ وَكَانَ يَكْتُمُ بَابُ سَعِيدٍ فَيَقُولُ قَالَ ابْنُ سَعِيدٍ وَكَانَ هُشَيْدٌ يَضَعُفُ حَدِيثَ عَطِيَّةَ..... قَالَ ابْنُ جَرَّافٍ مَائِلًا، وَ قَالَ السَّائِقِيُّ ضَعِيفٌ..... وَكَانَ يُعَلِّمُهُ ابْنُ عَدِيٍّ مَعَ شَيْعَةِ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ ابْنُ جَرَّافٍ وَحَقًّا ابْنُ سَعِيدٍ قِيلَ وَمَعْنَاهُ فَادْخُلْ لَهُ مِنْ حَدَّثِ ابْنِ سَعِيدٍ؛ فَيَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ سَعِيدٍ فَيَقُولُ مَوْلَى ابْنِ سَعِيدٍ ابْنُ سَعِيدٍ الْحَدَّثِيَّ وَاسْمُ ابْنِ سَعِيدٍ الْكَلْبِيُّ لَا يَحِلُّ كَتَبَ حَدِيثَهُ الْأَعْلَى جَهْدَهُ التَّعَجُّبُ قَالَ ابْنُ جَرَّافٍ الْبَزَّازُ كَانَ يُعَلِّمُهُ شَيْخُ التَّشْبِيهِ..... وَكَانَ السَّائِقِيُّ لَيْسَ بِحَدَّثِيٍّ وَكَانَ يُقَدِّمُ عَلِيًّا عَلَى الْكَلْبِيِّ

مطلب یہ ہے کہ عطیہ عوفی کے متعلق مسلم بن الحجاج کہتے ہیں کہ یہ شخص محدث کے باب میں ضعیف ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عطیہ عوفی محمد بن السائبؓ کی کے پاس آیا کرتا تھا اور اس سے متعلقات تفسیر قرآنی دریافت کرتا اور کلبی کی کنیت اس نے اپنی طرف سے تجویز کر رکھی تھی اور کہا کہ ابوسعیدؓ کو کہتا، اور شیخ عطیہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیتے۔ جو زبان کی کہتے ہیں یہ شخص شیعہ

کی طرف رغبت رکھتا تھا اور نسائی نے کہا ہے کہ یہ شخص ضعیف ہے۔ ابن عدی اس کو کوثر کے شیعوں میں شمار کرتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ عطیہ سے کوئی دریافت کرتا کہ آپسے کس نے یہ حدیث بیان کی؟ تو وہ کہہ دیتا مجھ سے ابوسعید نے بیان کی ہے۔ لوگ گمان کرتے کہ یہ اس نے ابوسعید خدری صحابیؓ سے روایت کی ہے حالانکہ وہ، ابوسعید کہہ کر، بکلی مراد لیتا۔ اُس کی حدیث نقل کرنا ناجائز ہے مگر ازراہ تعجب نقل کی جائے۔ ابوبکر بنار اس کو شیعوں میں شمار کرتے ہیں اور ساجی نے کہا ہے کہ یہ شخص حجت نہیں ہے اور علیؓ کو تمام صحابہؓ پر مقدم جانتا تھا۔ ۱۷

۴۔ عطیہ بن سعد بن العوفی الکوفی تابعی شہید ضعیف..... قال سالم بن المراءى كان عطية يشتبه..... كان يكتبه باني سعيد فيقول قال ابو سعيد قلت يعني يوهو انه الخندق قال النسائي وجماعه ضعیف۔

حاصل یہ ہے کہ عطیہ عوفی کوئی تابعی مشہور ہے۔ ضعیف ہے۔ سالم مرادی کہتے ہیں کہ عطیہ "شبیہ" مسلک رکھتا ہے۔ ابوسعید خدری صحابیؓ کی طرف دہم ڈالنے کے لئے اُس نے اپنے شیخ بکلی کی یہ کنیت قائم کر رکھی تھی۔ نسائی اور ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۸

متذکرہ بالا توضیحات کے بعد عطیہ عوفی صاحب کس درجہ کے بزرگ ہیں؟ محتاج تشریح نہیں۔ اُن کی تدلیس کی کہانی اپنے ہم مسلک شیخ محمد بن السائب بکلی کے ذریعے جو چلتی رہی وہ عرباں ہو چکی ہے۔ ایسے شخص کی روایت کسی قیمت پر بھی قبول کے لائق نہیں ہے۔ عوفی مذکور کے متذکرہ کے ضمن میں یہ عرض کرنا ہے جانہ ہو گا کہ اس کا شیخ محمد بن السائب البکلی مشہور کذاب ہے اور سبانی کیمی کا صرف ممبر ہی نہیں بلکہ اس گروپ

۱۷ تہذیب التہذیب ص ۲۲۵ طبع دکن جلد ہفتم۔ کتاب المبرورین جلد ثانی ص ۱۶۶ جلد ۲۔ تحت عطیہ لابن حبان ۱۷ میزان الاعتدال وہبی ص ۲۰۰ جلد دوم طبع مصر۔

کا ایڈر ہے۔ اور کلمی کی پوزیشن دوتوں کے ہاں جو کچھ ہے، اُس کے لئے کتاب منتخب المقال مفتحتہ بحوالہ الرجال، القسم السادس من المجاہیل، باب الحیة کا مطالعہ تسکین خاطر کے لئے کافی ثانی ہے۔

ان اُستاد اور شاگرد کلمی و عوفی ہر دو کی کرم فرمایوں میں سے یہ روایت ثقلین بھی ہے جس کو ہمارے بعض علماء نے یونہی اعتماد اپنی تصنیفات میں ذکر کر دیا ہے اور اسے محض ایک فضائل کا عنوان سمجھ کر اس کے اسناد کی طرف توجہ نہیں کی۔ آپ ہم دوتوں کے لئے اُن کی اپنی کتب رجال سے اس کی تائید نقل کرتے ہیں تاکہ اُن پر الزام مقل ہو سکے۔

عطیہ عوفی شیعہ کتب رجال میں

۱۔ ... عَطِيَّةُ الْعُوفِيِّ مِنْ أَصْحَابِ بَاقِرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

رجال ما مقانی النکوفی العوفی من اصحاب باقر علیہ السلام

یعنی عطیہ عوفی کوئی کا امام محمد باقر کے احباب و اصحاب میں شمار ہے اور محمد مرزا استرآبادی نے اس کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔

معلوم ہوا کہ عطیہ عوفی فریقین کے ہاں مسلم و پختہ شیعہ میں فہم اُن کی روایت متنازع فیہ مسائل میں قابل اعتبار اور حجت نہ ہوئی۔

۲۔ اسناد مصنف ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۴۵ھ

”كَتَبْنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ الْجَوْذَارِيِّ حَدَّثَنَا عَنْ شَرِيكِ بْنِ شَرِيكِ عَنْ الزُّكَيْرِيِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ حَتَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكُ فِيكُمْ الْخَلِيفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِي كَمَا اللَّهُ وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي وَآلِهَتُهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَبْرُدَ أَعْلَى الْحَوْضِ“

سے تقریب التہذیب ص ۴۴، میزان الاعتدال ص ۱۱۲، تہذیب التہذیب ص ۱۶

سے جامع الرواة ص ۵۲، جلد اول طبع ایران۔ رجال ما مقانی ص ۲۵ جلد دوم سے مصنف مذکور ص ۱۲ جلد ۱۔ فہم لکھی، باب فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ما أعطاه اللہ، موجود در کتب خانہ پرچندستان

مندرجہ بالا اسناد کی تفتیش تحقیق کی گئی ہے۔ اس میں اگر کین کے شاگرد و شریک ایسے پائے گئے ہیں کہ ان کی روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ فریقین کے اسماء رجال سنی و شیعہ سے شریک کی جو پوزیشن دستیاب ہوئی ہے اس کو ہم نظر انصاف کی خاطر سامنے رکھ دیتے ہیں، اس سے قبول روایت کا معاملہ خود بخود واضح ہو جائے گا۔

شریک مذکور سنی رجال میں

۱۔ قانون الموضوعات میں طاہر الفتنی نے لکھا ہے :

..... شَرِيكَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْكُفَيْتِ مُنْعَقَهُ يَحْيَى .

یعنی یحییٰ بن معین نے اس شخص کو ضعیف الحدیث قرار دیا ہے ۱۷

۲۔ قَالَ ابْنُ مَعْدِي عَنْ طَبَقَاتِهِ كَانَ شَرِيكَ كَثِيرَ الْحَدِيثِ كَانَ يَغْلُظُ كَثِيرًا .

یعنی ابن سعد کہتے ہیں کہ شریک کثیر الحدیث کے ساتھ کثیر الغلط بھی تھا ۱۸

۳۔ قَالَ الذَّهَبِيُّ، قَالَ ابْنُ مَبَارَكٍ حَدَّثَ شَرِيكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ . قَالَ ابْنُ جَرَّادٍ سَمِعْتُ

الْحَفْظَ مُضْطَرِبَ الْحَدِيثِ قَالَ ابْنُ زُرْعَةَ كَانَ كَثِيرَ الْحَدِيثِ صَاحِبَ وَهْمٍ يَغْلُظُ

اسْمًا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَدِيبٍ إِنَّ شَرِيكَ كَانَ لَشَيْءٍ يَحْيَى .

یعنی ذہبی کہتے ہیں کہ ابن مبارک نے کہا ہے شریک کی روایت کوئی شے نہیں

ہے۔ جو جانی کہتے ہیں کہ شریک کا حفظ خراب تھا اور اس کی حدیث میں اضطراب

تھا۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کثیر الحدیث ہونے کے باوجود وہی تھا اور کئی بار غلطی

کرتا تھا۔ عبد اللہ بن ادیس نے کہا ہے کہ شریک تو شیعہ بزرگ ہے۔ ۱۹

۴۔ حافظ ابن حجر تہذیب میں کہتے ہیں :

..... قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ شَرِيكَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ مَشْهُورًا بِالتَّأْنِيسِ قَالَ ابْنُ زُرْعَةَ

أَنَّهُ مَأْبُوكٌ عَنِ الْقَصْدِ غَالِي الْمَذْهَبِ سَمِعْتُ الْحَفْظَ، كَثِيرَ الْوَهْمِ، مُضْطَرِبَ الْحَدِيثِ

۱۷ قانون الموضوعات ص ۲۷۲ ۱۸ طبقات ابن سعد ص ۲۶۳ و ص ۲۶۴ جلد ۶۔ طبع یورپ

۱۹ میزان الاعتدال ذہبی ص ۴۴، ص ۴۵ جلد اول۔ مصری طبع۔

قَالَ التَّاجُ كَانَ يُنسَبُ إِلَى الشَّيْخِ الْمُفَرِّطِ -

یعنی ابن قتان کہتے ہیں۔ شریک بن عبداللہ تدلیس کرنے میں اپنے شیخ کو بوقت روایت ظاہر نہ کرنا، بلکہ اس کی جگہ کسی اور کو ذکر کرنا شہرت رکھتا ہے۔۔۔ ازدی کہتا ہے کہ مذہب میں اعتدال سے ہٹ کر غالی ہو گیا تھا، حافظہ خراب رکھتا تھا، کثیر الوہم تھا۔ اس کی روایت میں انضباط نہیں تھا۔ بلکہ اضطراب تھا اور ساجی کہتے ہیں کہ یہ بزرگ تیز قسم کا شیخ تھا۔

۵۔ قَالَ تَرْمِذِي: "شَرِيكَ كَثِيرُ الْغُلَطِّ"۔

۶۔ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ لَا يَقُومُ مَقَامَ الْحُبَّةِ الْخُ

شریک بن عبداللہ شیعہ رجال میں

۱۔ رجال امام قافی، نتیجہ المقال میں ہے کہ:

«عَنْ كَثِيرٍ الْعَمَةِ مَا مَوْلَعٌ فِي كُتُبِهِمْ أَمَامِيًّا وَفِي ذَلِكَ يُشِيرُ نَجَائِتُهُ»

یعنی کتاب کشف الغمہ میں شریک کا امامی ہونا منصوص ہے اور یہ چیز اس کی نجایت و شرافت کو ثابت کرتی ہے۔

۲۔ "تحفۃ الاحباب فی خادرات ائصار الاصحاب" میں شیخ عباس قمی نے اس کا تذکرہ چلایا ہے آخر میں امام جعفر صادقؑ کی ایک دعا اس کے حق میں نقل کی ہے جو اس کے مخلص مومن ہونے کا درخشندہ نشان ہے۔

۴۔ اسناد مسند الحق بن اہویہ

الموتی ۲۳۸، (بحوالہ عیقات الانوار ص ۱۴، جلد اول)

احمد بن فضل بن محمد باکثر در وسیلۃ المال، گفتہ: عَنْ عَلِيِّ بْنِ ابْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

لے تہذیب التہذیب جلد چہارم طبع دکن۔ تہ ترمذی شریف ص ۳۳ جلد بابا جاء فی الرضوخ وقرین
وثلاثا لہ المغنی ص ۱۹ جلد تحت شہادت رجال امام قافی ص ۲۶۔ تحفۃ الاحباب ص ۱۴

وَكَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا أَرْتِ
أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَقُولُوا كِتَابَ اللَّهِ سُبْحَةَ بَيْدَا وَسُبْحَةَ بَائِلِيكُمْ وَأَهْلُ بَيْتِي، أَخْرَجَهُ
اصْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهَ عَنْ مُسْنَدِهِ عَنْ طَرِيقِ كَثِيرٍ مِنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ
بَنِي عَلِيٍّ عَنْ ابْنِ طَالِبٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ۔

مسند اصْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهَ اصل کتاب بالکل نوادرات میں سے ہے۔ یہ اسناد کا بعض
حصہ بھی ہم نے عقبات الانوار جلد اول ص ۱۴۷ سے نقل کیا ہے۔ مسند مذکور کی روایت
کثیر بن زید رومی کے ذریعہ سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ اب کثیر بن زید کی
پوزیشن جو علمائے رجال کے ہاں ہے وہ ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

۱۔ "وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ فِي كِتَابِ الْجَوْزِعِ وَالْقَدِيرِ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ

مُعِينٍ عَنْ كَثِيرٍ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ لَيْسَ بِذَلِكَ الْقَوِيُّ فَقَالَ الْجَوْزِعُ

هُوَ صَدُوقٌ فَيَدْلِينُ "۔

۲۔ قَالَ النَّسَائِيُّ فِي الْمُنْتَدَلِ قَالَ الْجَوْزِعُ فَيَدْلِينُ قَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيفٌ

..... قَالَ ابْنُ الْمَدِينِ وَابْنُ بَقِيٍّ "۔

۳۔ "قَالَ ابْنُ عَجْرٍ فِي التَّهْذِيبِ قَالَ ابْنُ خُزَيْمَةَ عَنْ ابْنِ

مُعِينٍ لَيْسَ بِذَلِكَ وَكَانَ اقْوًى قَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيفٌ

قَالَ ابْنُ عَفْرٍ طَبَرِي كَثِيرٌ مِنْ زَيْدٍ عِنْدَهُمْ كَثِيرٌ لَا يَحْتَجُّ بِنَقْلِهِ "۔

۴۔ "قَالَ النَّسَائِيُّ فِي كِتَابِ الضَّعْفَاءِ وَالْمُتَرَدِّكِينَ كَثِيرٌ مِنْ زَيْدٍ ضَعِيفٌ "۔

ہر چار حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ ابن معین نے اس شخص کثیر بن زید کے حق میں کہا
ہے، محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہے۔ بعض دفعہ کہا ہے یہ شخص باب حدیث میں کچھ
بھی نہیں ہے۔ ابو ذر عہ کہتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے، پختہ نہیں ہے۔

۱۔ از میر حامد حسین کھنوی شیعہ ص ۱۷۰ الجرح والتعديل ص ۱۷۰ ج ۲ ق ۲ ص ۲۷۰ میزان الاعتدال ص ۲۷۰ جلد

۲۔ تہذیب التہذیب ص ۱۴۷ جلد ہشتم۔ جہ کتاب الضعفاء والمتروکین مطبوعہ مؤرخہ تاریخیہ صغریٰ

ابن مدینی نے لکھا ہے کہ محدثین کے ہاں یہ قوی نہیں ہے۔ نسائی نے کہا ہے یہ ضعیف اور طبری کہتے ہیں کہ اس کی نقل قابلِ حجت نہیں ہے۔

ان چار عمالہ جات میں محدثین نے اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ یہ شخص بابِ حدیث میں ضعیف ہے، قوی نہیں ہے اور اس کی منقولات قابلِ حجت نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض نے اس کی توثیق کی ہے لیکن وہ لائقِ توجہ نہیں ہے کیونکہ الجرح مقدم علی التعلیل پس روایت بالادرجہ قبولیت سے ساقط ہوگی۔ اس وضاحت کے بعد اب چاہے اس روایت کو صاحب "وسیلۃ النہال" اپنی کتاب میں درج کریں یا کوئی دوسرا مصنف اس کا ناقول ہو وہ التفات کے قابل نہیں ہے۔ نیز واضح رہے کہ جامع صغیر سیرطی کی شرح فیض القدیر میں علامہ عبدالرؤف المناوی نے تحت حدیث لا یتکلموا علی الدین اذا دلیہ اہلہ۔ کثیر بن زید پر جرح ذکر کرتے ہوئے اس کو ضعیف قرار دیا ہے لہذا اس کے ضعیف و مجروح قرار دینے میں ہم منفر دہیں ہیں۔ پہلے علماء بھی اس شخص کو ضعیف بتا چکے ہیں۔

۱۰۰ جہات الانوار ص ۱۳۴، جلد اول میں لکھا ہے وکذا رواہ الدولابی
تفسیر ابوالبشر محمد بن احمد الانصاری الدولابی فی الذریت الطاہرہ۔
یعنی دولابی نے بھی اس کو اسی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اب دولابی کی سند کے لئے الگ جواب کی حاجت نہیں ہے۔

نوٹ: فیض القدیر شرح جامع صغیر ص ۳۸ ج ۶ سے بھی کثیر بن زید کا حال قابلِ رجوع ہے دیکھا جائے۔

اسانید مسند احمد بن حنبل الشیبانی - مثنوی ۲۴۱ھ

روایت "تعلیق" مسند احمد میں ہماری تلاش کے موافق آٹھ مقامات میں پائی گئی۔ ارادہ ہے کہ ہر ایک مقام کی پوری روایت مع سند کامل پیش کر دی جائے ہر ایک سند پر اس کی متعلقہ بحث مکمل طور پر حاضر خدمت کر دی جائے۔ ناظرین کرام

انشاء اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرما سکیں گے کہ ایسی مجروح السناد و مجمل روایات بھی قابل اعتماد ہو سکتی ہیں یا نہیں؟

روایت اول

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا اسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا اسْرَائِيلُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ الْمَغِيرَةِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ لَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ وَهُوَ دَاخِلٌ عَلَى الْمُخَارِجِ أَوْ خَارِجٌ مِنْ عَدْلًا فَقُلْتُ لَهُ أَسَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ابْنِي تَارِكٌ فَيَكِلُ الْفُقَلَيْنِ قَالَ قَعَمَ - ل

یہ روایت اول اپنے مفہوم میں مجمل واقع ہوئی ہے۔ اس موقع پر یہ روایت کنندہ نے ثقلین کے مفہوم کی تشریح کی ہے نہ ہی اس جگہ نبی کریمؐ سے وضاحت مذکور ہے۔ یہاں صرف اتنا تذکرہ ہے کہ زید بن ارقمؓ سے دریافت ہوا کہ ابی تارکؓ فیکل الثقلین کے الفاظ اپنے نبی کریمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں سنے ہیں! تو بہتر یہ ہے کہ اس کا ایسا مطلب ہی بیان کیا جائے جو فریقین کو مسلم ہو یعنی یہاں ثقلین سے مراد کتاب اللہ و سنت رسول اللہؐ اور روایت کا مفہوم آیات قرآنی و احادیث نبوی کے بالکل موافق ہے اور متفق علیہ معنی ہے۔ لہذا اس روایت کو کسی قنازعہ فیہ مسئلہ میں پیش کرنے کی حاجت ہی نہیں ہے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ روایت مندرجہ اپنے مقام میں مجمل واقع ہوئی ہے، مثبت مدعا نہیں ہے۔ اثبات نبوی کے لئے واضح دلیل کی حاجت ہوتی ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطِيَّةِ الْعَوْفِيِّ عَنْ ابْنِ سَعِيدٍ الْخُدَّي

روایت دوم

۱۔ مسند امام احمد ص ۳۰ جلد ۴۔ تحت منادات زید بن ارقمؓ۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَائِدًا أَخَذْتُمْ بِهَا لَنْ تَضِلُّوا بِطُعْمِ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي وَآلَتُهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ لَهُ

روایت سوم

حَدَّثَنِي ابْنُ، حَدَّثَنَا اسود بن عامر، أَخْبَرَنَا أَبُو اسرائيل، يَعْنِي اسْمُعِيلَ بْنِ اسْحَاقَ السَّلَاطِي عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَارَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي وَآلَتُهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ - ۳۵

روایت چهارم

حَدَّثَنِي ابْنُ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ الْعَرَفِيِّ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ أُوْشِكَ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبْ وَإِنْ تَارَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ عِزَّتِي وَآلَتُهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ فَانظُرُوا فِي بَعْثِ تَحْلُوفِي فِيهِمَا - ۳۵

روایت پنجم

حَدَّثَنِي ابْنُ شَأْبَانَ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ ابْنِ سَعْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ عِزَّتِي وَآلَتُهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ - ۳۵

۱- مستدرک ۹۵ ص ۳ مندرجات خبری ۲- مستدرک ۹۵ ص ۳ مندرجات خبری ۳- مستدرک ۹۵ ص ۳ مندرجات خبری ۴- مستدرک ۹۵ ص ۳ مندرجات خبری

روایت نمبر ۲ سے لے کر نمبر ۵ تک ان ہر چار اسانید میں "عطیہ عوفی" بزرگ مجاہد افرو ہیں۔ اس حضرت کی متعلقہ تفصیلات طبقات ابن سعد کے اسناد کے تحت درج کر دی گئی ہیں۔ ایک دفعہ پھر ملاحظہ کر لی جائیں۔ ایسے ساقط الاعتماد اور مائل عن الاقتصاء لوگوں کی روایت توجہ کے لائق نہیں ہو سکتی۔

تنبیہ عبد الملک نے عطیہ سے اور عطیہ نے ابی سعید سے جو روایات مندرجہ بالا نقل کی ہیں۔ ان کے متعلق امام بخاریؒ نے تاریخ صغیر میں امام احمد سے ایک تبصرہ اور ترقیدی تبصرہ ذکر کیا ہے۔ اس کو ہم اہل علم کی توجہ کے لئے نقل کرتے ہیں۔

”قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَبَلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ ——— احَادِيثُ الْكُوفِيِّينَ هَذِهِ مِنْهَا كِبَرٌ“

یعنی عطیہ کی ابو سعید سے یہ کوفیوں کی روایات ہیں، ان کو منکر روایت سے تعبیر کیا جاتا ہے، ثقہ لوگوں کے خلاف مروی ہیں۔

روایت ششم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي (أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ)، حَدَّثَنَا ابْنُ سُوَيْدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ شَارِبٍ عَنْ عَنِ الزَّكِيِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَتْ تَابِكُمْ فِيكُمْ الْخُلَفَاءُ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَبْلٌ مَسْدُودٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَعِزَّتْ وَآتَهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرُدَّ إِلَى عِلِّيِّهِ الْعَرْشِ۔

روایت ہفتم

حَدَّثَنِي ابْنُ شَأْبَانَ ابْنُ أَحْمَدَ الرَّبِيعِيُّ شَنَا شَرِيكَ عَنْ الزَّكِيِّ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اِنَّ تَارِكَ فِيْكُمْ خَلِيْفَتَيْنِ كَتَابَ اللّٰهِ وَاَهْلَ بَيْتِيْ وَارْتِهَمَالَتْ مِثْقَالَ حَبِّ بَرْدَا
عَلَى الْعَرْشِ بَيْنَهُمَا۔ ۷

ان ہر دو سندوں کے متعلق یکجا گزارش کی جاتی ہے کہ ان دونوں میں شریک بن عبد اللہ
ہے جس کی مکمل پوزیشن مصنف ابن ابی شیبہ کے اسناد کے تحت پیش کی جا چکی ہے
کہ یہ شخص ضعیف ہے، مضطرب الحدیث ہے، کثیر الغلط ہے۔ ردی الحفظ ہے۔ مدرک
شیعہ بزرگ ہے اور تیز قسم کا شیعہ ہے۔ ان توضیحات کے بعد اُس کی اس باب میں
روایت قبول کر لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

روایت ہشتم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ، حَدَّثَنِي أَبِي ثَنَا اسْمَعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ ابِي حَاجٍ التَّمِيمِي
حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَاجٍ التَّمِيمِي قَالَ اِنْتُ لَقْتُ اَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَيَّارَ وَعُمَرُ بْنُ
مُسْلِمٍ اِلَى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍ فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ الْحُصَيْنُ لَقَدْ رَأَيْتُ يَارَزِيْدُ
خَيْرًا كَثِيْرًا. رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ سَمِعْتُ حَلِيْمًا وَ
عَزْرَةَ مَعَهُ وَ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ لَقَدْ رَأَيْتُ يَارَزِيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا، حَرِّضْنَا يَزِيْدُ
مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ يَا اَبْنُ اَخِي لَقَدْ كُنْتُ سَمِعْتِي
وَقَدْ وَعَدْتِي وَ لَيْسْتُ بِبَعْضِ الَّذِي كُنْتُ اُحِبُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا حَلَلْتُكُمْ فَأَهْبَلْتُمْ وَمَا لَافِلَا. ثُمَّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَوْمًا حَاطِبًا وَاِنْبَاءً يَذْنِيْ خُبْرًا بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ فَجَعَلَ اللّٰهُ وَ اَتَى عَلَيْهِ وَ عَظَّمَ وَ
ذَكَرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يَوْمَئِذٍ اَنْتَ يَا زَيْدُ رَسُوْلُ رَبِّي
مَرَّ وَحَلَّ فَاُجِيبْ وَاِنَّ تَارِكَ فِيْكُمْ التَّمَكِّيْنَ اَوْ لَهَا كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ
الْمُدْعٰى وَ التَّرَدُّ فَخُذْ وَاِيْكَابِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اسْتَثْمِرْ كُرَابَهُ فَوَيْتَ عَلَى كِتَابِ
اللّٰهِ وَ رَغَبٍ قَثِيْرٍ، قَالَ وَ اَهْلَ بَيْتِيْ اُذْكُرْكُمْ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذْكُرْكُمْ

كَلَّمَ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذْكُرْكُمْ اللّٰهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اَلْحَمْدُ ۷

۷ منہاج منقول کنز العمال جلد ۱۹، ۱۸۰، جلد ۵۔ ۷ منہاج منقول جلد ۳۶، ۳۶۶ جلد ۴ تحت منہجات

تنبیہ

یہ روایت مسند احمد جلد چہارم منذات زید بن ارقم میں مروی ہے
 ٹھیک اسی طرح یہی حدیث مسلم شریف جلد ثانی باب فضائل علیؑ
 میں بھی پائی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ ہے۔ اس کی تحقیق اور مکمل تشریح مسلم شریف
 کی روایت کے تحت ثبت کی جائے گی۔ الگ الگ بحث و تمحیص چلانے کا کوئی فائدہ نہیں
 لہذا ناظرین کرام اس کی متعلقہ تحقیق وہاں ملاحظہ فرما سکیں گے۔ سند کے اعتبار سے یہ روایت
 ہشتم مجروح نہیں اور سند متصل ہے۔ صرف عدم اس کے متن کی تشریح عرض کرنا
 چاہتے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ مسلم شریف کی روایت کے تحت مفصل درج ہوگی۔ کچھ
 انتظار فرمائیں۔

اسناد مسند عبد بن حمید۔ متوفی ۲۴۹/۲۴۲ ہجری

” حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيفٌ عَنْ الرَّكْبِيِّ عَنْ
 الْقَاسِمِ بْنِ كَثَّانٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَارِكًا فَيَكُونُ مَارَاتٍ فَتَسْتَكْتُمُهُ
 بِهِ لَنْ تَقْبَلُوا، كَذَّابٌ، وَاعْتَرَفَ أَهْلُ بَيْتِي وَاشْتَمَلَتْ كَيْفَ تَرَوْكَ
 حَتَّى يَسْرِدَ أَعْلَى الْخَوْصِ “ ۱۰

اس اسناد میں دو بزرگ ایسے ہیں جن کی پوزیشن قابلِ شنید ہے۔ ایک یحییٰ بن
 عبد الحمید۔ دوسرا اس کا شیخ شریک بن عبد اللہ ہے۔ پھر ابن دونوں میں سے
 شریک صاحب کا حال تفصیلاً اس سے قبل ابن ابی شیبہ کے اسناد میں لکھا جا چکا ہے۔
 مکرار کی حاجت نہیں۔ البتہ یحییٰ بن عبد الحمید کا قابلِ ذکر حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے
 مصنف طلباء خود انصاف فرما سکیں گے کہ ان لوگوں کی روایت درجہ قبول حاصل
 کر سکتی ہے یا نہیں؟

۱۰ مسند عبد بن حمید قلمی ص ۴۲، منذات زید بن ثابت موجود در کتب خانہ پیر محمد شاہ (سندھ)

یحییٰ بن عبد الحمید اہل سنت کتب رجال میں

۱۔ یحییٰ بن عبد الحمید الحنفی الکوفی روى عن شريك أما أحمد فقال كان يكذب جهاراً وقال نسائي ضعيف قال محمد بن عبد ابن الحنفی کذاب قال ابن عذیب احادیثہ احادیث من اکبر آتہ شیعہ بغیض، قال زیاد ابن ایوب سمعت یحییٰ ابن الحنفی یقول کان معاویہ علی غیر ملتہ الاسلام، قال زیاد کذب عدو الله۔

حاصل یہ ہے کہ یحییٰ بن حنفی مذکور کے متعلق امام احمد کہتے ہیں کہ شخص علی الاعلان مجبوث کہتا تھا۔ نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ محمد بن عبد اللہ نے اس کو بڑا دروغ گو کہا ہے۔ ابن عذیب اس شخص کی روایات کو منکر روایات شمار کرتا ہے اور یہ شخص سخت بغض رکھنے والا شیعہ ہے۔ زیاد بن ایوب کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ معاویہ ملت اسلام پر قائم نہیں تھا، مگر اس خدا کے دشمن نے مجبوث کہا ہے۔

۲۔ یحییٰ بن عبد الحمید ما زلنا نعرفه انه يترك الأحاديث.....

قال لنا عبد بن قال ابن نمير الحنفی کذاب، قال محمد بن عبد الرحيم الثعالی کذا اذا احدثنا الى الحنفی تبیین لنا منه البلايا. قال ابو الشيخ الاصفهانی عن زیاد بن ایوب القوسی، سمعت یحییٰ بن عبد الحمید یقول کان معاویہ علی غیر ملتہ الاسلام قال کذب عدو الله... قال الزهلی ما استحل الزیاد عنه، وقال النسائی ضعیف۔

مطلب یہ ہے کہ یحییٰ حنفی مذکور کو ہمیشہ سے ہم چانتے ہیں کہ یہ روایات چراتا ہے۔ ابن نمیر نے کہا ہے کہ حنفی کذاب ہے۔ محمد بن عبد الرحیم بزار کہتے ہیں کہ جب ہم حنفی مذکور کے ہاں جا کر بیٹھتے تو ہمیں اس شخص سے بلایا و مصائب کھلتے اور واضح

ہوتے اور یہ حمانی امیر معاویہؓ کو ملت اسلامی پر نہیں سمجھتا تھا۔ مگر یہ اللہ کا دشمن جھوٹ کہتا ہے اور ذہلی نے لکھا ہے کہ میں اس شخص سے روایت نقل کرنے کو حلال نہیں سمجھتا۔ نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۔

یحییٰ بن عبد الحمید شیعہ رجال میں

يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحَلَفِيُّ لَهُ كِتَابٌ عَنْهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ (مسند، اربع)

۲۔ قَالَ أَبُو عَمْرِو كَتَبْتُ قَالَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحَلَفِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمَوْثِقِ فِي أَثْبَاتِ إِمَامَةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّهِ السَّلَامُ الْخ

یعنی حمانی مذکور نے علی علیہ السلام کی امامت کے اثبات میں

ایک کتاب تالیف کی ہے۔ ابو عمرو کشتی نے بھی اس کی تصریح کی ہے ۱۔

۳۔ اسی طرح مخلص المقال فی تحقیق احوال الرجال، قسم خاص، باب الیاء میں اس بزرگ کو غیر مذموم رواۃ میں شامل کیا گیا ہے۔ نیز ساتھ ہی مختصر اشارات کے ذریعہ اس کو رجال نجاشی اور نہرست شیخ طوسی میں مندرج دکھایا گیا ہے۔

اسناد روایت ثقلین از سمن داری

ابن حجر عسکریؒ نے عبد الرحمن بن عبد الحمید الشعمیؒ سے مستخرج ۲۵۵ھ محدث داری کا پورا نام اس طرح ہے۔ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل البغدادی الداری السمرقندی (المتوفی ۵۵۵ھ)، ان کا اسناد مکمل مندرجہ ذیل ہے :

حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْفٍ، حَدَّثَنَا الْحُرَيْثُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدٍ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَوْمًا خَطَبَا أَخِي ابْنُ رَسُولٍ وَاشْتَرَى عَلَيْهِ ثَقَرًا، يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ

رَفِیْقًا فَاجِیْبُهُ وَابْنًا تَارِكًا فِیْكُمْ الثَّقَلِیْنِ اُولَئِكَ مَا كُنَّا مَبْرُورِیْنَ فِیْهِ الْهَدٰی وَالنُّورُ فَتَمَسَّكَوا
بِکِتَابِ اللّٰهِ وَخُذُوْا بِهٖ وَحَقَّ عَلَیْهِ وَرَغِبَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ وَاَهْلَ بَیْتِیْ اِذْکَرُّكُمْ اللّٰهُ فِی
اَهْلِ بَیْتِیْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - لے

واضح رہے کہ دارمی شریف کا اسناد روایت لہذا بالکل صحیح متصل ہے اور
زید بن ارقم کی یہ روایت وہی ہے جو مسلم شریف باب فضائل علیؑ میں زید بن ارقم سے
مروی ہے۔ صرف قدرے اجمال و تفصیل کا فرق ہے اس کے متعلق جتنا قدر کلام
ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ مسلم کی روایت کے تحت ایک دفعہ ہی ذکر کیا جائیگا۔ ناظرین کرام،
دارمی کی روایت لہذا کی معلقہ بحث کو مسلم کی روایت کے تحت ہی مفصل ملاحظہ فرمائیں۔

اسناد از نوادر الاصول حکیم ترمذی ۲۵۵ متوفی ۳۲۰ھ

قبل ازیں کہ کتاب مذکور سے اسناد مع کمال متن نقل کیا جائے ایک چیز قابلِ وضاحت
ہے۔ روایت طفیلین کی تلاش کے سلسلہ میں ایک کتاب "ینابیع المودة" (تالیف شیخ
سیمان بن شیخ ابراہیم بنی قندوزی) دستیاب ہوئی ہے۔ "مکتبہ العرفان" بیروت (شام)
کی شائع شدہ ہے۔ اس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ ینابیع المودة کے ذریعہ ہم کو
نوادر الاصول حکیم ترمذی کا اسناد جو کچھ میسر ہوا ہے، وہ ہم "ینابیع" سے نقل کر کے زیور
لانا چاہتے ہیں۔ یہ کتاب "ینابیع المودة" خاص کر شیعوں کے مذاق کے موافق تالیف
کی گئی ہے اور تمام تراسی مسکات کی تائید کے لئے روایات رطب و یابس جمع کی گئی ہیں
اس سے کتاب کا سال خود ظاہر ہے۔ بہر حال روایت کا اسناد بلفظہ درج ذیل ہے۔

اسناد روایت اول

وَفِیْ فَوَادِیْرِ الْاَصُوْلِ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا زَیْدُ بْنُ اَبِیْ الْحَجَّیْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْرُوْفٌ بْنُ
خَرْبُوْدَةَ الْمَكْبِیُّ عَنْ اَبِیْ الطَّفِیْلِ غَامِرِیْنِ وَارْثَلَةَ عَنْ حَدِّیْقَةَ بْنِ اَسَیْدِ بْنِ الْعَفَّارِ رَضِیَ

اللہ عنہ قَالَ لَمَّا صَدَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا
النَّاسُ اأَسْمِعُوا أَنْبَاءَ غَيْبِ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ إِنَّهُ لَمَّا يَعْتَرِجُ الْأَمِثِلَ يَضْمُرُ عَمْرُ النَّبِيِّ
الَّذِي يَلِيهِ مِنْ قَبْلُ وَاقِفٌ أَظُنُّ أَنِّي يَرُشِكُ إِنَّ ادْعَى فَأُجِيبُ وَإِنِّي فَرُطُكُمُ عَلَى الْخَوْضِ
وَإِنِّي سَأَلُكُمْ حِينَ تَرُكُونَنِي عَلَى عَيْنِ الْقَتْلَانِ فَالْظُّرُوعُ كَيْفَ تَحْلُمُ فِي فِيهِمَا الْقَتْلُ
الْكَبِيرُ كَمَا بَرَّكَ اللَّهُ عَنْ وَجَلِّ سَبَبٍ حَرْفِهِ بِسَيِّدِ اللَّهِ تَعَالَى وَطَرَفٌ بَأْيَدِيكُمْ فَاسْتَمْسِكُوا
بِهِ وَلَا تَهْتَكُوا وَلَا تَسْبُوا وَالْقَتْلُ الْأَصْغَرُ وَعَرَفْتُ أَهْلَ بَيْتِي فَإِنِّي قَدْ تَبَّأْتُ إِلَى اللَّطِيفِ
الْخَبِيرِ أَتَمَّ النَّاسُ يُفَتِّرُ قَائِلِي بِرَدِّ اعْلَى الْخَوْضِ - ۱

نوادِرُ الاموال کی مذکورہ مقولہ روایت کے رِوَاۃ کو اسماء رجال سُنی و شیعوہ میں
دیکھنے سے جو تاثرات ہمیں حاصل ہوئے ہم انہیں بلا کم و کاست قارئینِ کرام کی خدمت
میں حاضر کرتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اسناد مذکور میں زید بن الحسن اور اس کا شیخ معروف بن خربوذ متی ہیں۔
ان اُستاد گرو دونوں کی کرم فرمائیاں سے یہ روایت بھی ممنون احسان ہے۔

زید بن الحسن انماطی سُنی جال میں

۱- زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ الْقُرَشِيُّ، أَبُو الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ صَاحِبُ الْأَنْمَاطِ
ضَعِيفٌ مِنَ الثَّقَاتِ

۲- زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ صَاحِبُ الْأَنْمَاطِ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ

۳- قَالَ أَبُو حَاتِمٍ كُوفِيٌّ قَدِيمٌ بَعْدَ إِذَا مُنْكَرُ الْحَدِيثِ رَوَى لَهُ التِّرْمِذِيُّ
حَدِيثًا وَاجِدًا رَوَى عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ
مَعْرُوفِ بْنِ خَرْجُودٍ الْمَكِّيِّ

حوالہ جات ہر سہ کا خلاصہ یہ ہے کہ زید بن الحسن صاحبُ الانماط کے لقب سے مشہور ہے
اور ضعیف ہے۔ طبقات رجال میں آٹھویں طبقہ میں اس کا شمار ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں

کہ یہ شخص کوئی ہے۔ بغداد میں بھی آیا ہے۔ ثقہ و معتبر لوگوں کے خلاف روایتیں چلاتا ہے۔
امام ترمذی نے اس کی صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ امام جعفر صادقؑ
سے اور معروف بن خربوذ مکی سے روایت کرتا تھا۔ ۱۷

زید بن الحسن انماطی شیعہ رجال میں

۱۔ رجال تفرشی میں ہے:

زید بن الحسن النحس الطعاطی ق ۱۷

۲۔ زید بن الحسن اسند عنه ق ۱۷

۳۔ زید بن الحسن اسند عنه ق ۱۷

۴۔ امامتانی میں ہے: وَظَاهِرٌ كُنْهٖ اِمَامِيًّا..... ۱۷

ہر چار رجالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ زید مذکور مسند عنہ ہے یعنی اس سے
شیعی روایات لی جاتی ہیں اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں شمار کیا گیا ہے
اور امامتانی مزید اضافہ کرتے ہیں کہ اس کا ”امامی المذہب“ ہونا ظاہر ہے۔ جو
بزرگ ہمارے رجال میں ضعیف ہوں، منکر الحدیث ہوں، ثقہ راویوں کے خلاف
روایت فراہم کر کے قوم میں ترویج کرنا ان کا شیوہ ہو اور شیعہ رجال میں مروی نہ
ہوں۔ ان سے روایت لی جاتی ہو، ائمہ کے خصوصی اصحاب میں شمار ہوتے ہوں، مخصوص
مسلک رکھتے ہوں، ایسے لوگوں کی روایت چشم پوشی کرتے ہوئے کیسے قبول کر لی جائے
اس کے بعد اس کے استاد معروف مکی کا ذکر خیر سنئے:-

یاد رہے کہ معروف کے والد کو خربوذ سے بھی درج کرتے ہیں اور صرف بوذ سے
اندراج دیکھا جاتا ہے یعنی بعض دفعہ تخفیف کے طور پر خربوذ کو بوذ سے ذکر کر دیتے
ہیں۔ فَاَنْهَمَ وَاسْتَقَمَ۔

معروف بن خربوذنی بحال میں

- ۱- معروف بن خربوذنی المکی مولیٰ آل عثمان روى عن أبي الطفيل عامر بن واثلة..... قال ابن خزيمة عن ابن معين ضعيف. ۱۷
- ۲- رجمادهم وكان اخباريًا. ۱۷
- ۳- معروف بن خربوذنی المکی عن أبي الطفيل صدوق شيعي... ضعفه يحيى بن معين قال احمد ما ادرى كيف حديثه. ۱۷
- مسئل يحيى بن معين عن معروف بن خربوذنی المکی الذی روى عنه وكنیه فقال ضعيف. ۱۷

ہر چار حوالہ جات کا مطلب یہ ہے کہ یہ معروف مکی جو ابو الطفیل سے روایت کیا کرتا تھا، ابن معین اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ بسا اوقات روایت میں اس کو ہم ہوتا تھا اور اخباری فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ صدوق تو ہے لیکن شیعہ ہے۔ امام احمد اس کے حق میں فرماتے ہیں، میں نہیں جانتا کہ اس کی حدیث کس قسم کی ہے؟ یحییٰ سے سوال ہوا کہ یہ کیا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا یہ ضعیف ہے۔

معروف بن خربوذنی شیعہ رجال میں

معروف بن خربوذنی المکی القبرشی الکوفی..... قال الکشی ایضاً فی موضع اخر انہ من اجتمعت العصایہ علی تصدیقہم عن أصحاب ابن جعفر والی عبد الله علیہما السلام والنقاد ذوالہمہ بالیقظہ فکالوا انہمہ افاقہ الاولین۔

مطلب یہ ہے کہ شیخ کشی نے کہا ہے کہ معروف بن خربوذنی مکی کوئی کاشمار ایسے

لوگوں میں ہے جن کے اصحاب امام باقرؑ و امام جعفر صادقؑ میں سے ہونے پر ایک جماعت نے اتفاق کیا ہے اور فقہی مسائل پر جن کے لوگ پیروکار ہوتے ہیں اور اولین فقہائے شیعہ میں یہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ ۱۔

۲۔ "فِي الْمُنْتَهَى الْمَقَالَ..... وَفِي الرَّجَازَةِ ثِقَةً" یعنی صاحب المنہی المقال نے ابو جریزہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ یہ شخص معروف مکی ثقہ و معتبر ہے ۱۔
۳، ۴۔ مَعْرُوفٌ مِنْ خَيْرِ مَرْجَلَةٍ..... قَالَ الْكَشِيرِيُّ إِنَّهُ مِمَّنْ اجْتَمَعَتْ الْعَصَابَةُ عَلَى تَقْدِيرِ ثِقَتِهِ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي جَعْفَرٍ وَابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَالْقَادِ وَالْهَمُّ بِالْفَقْهِ فَقَالُوا إِنَّهُ أَفْقَهُ الْإِسْلَامِ وَلَيْسَ فِي الرَّجَازَةِ وَالْبَلْغَةِ إِنَّهُ ثِقَةً اجْتَمَعَتْ الْعَصَابَةُ عَلَى تَصْحِيحِ مَا يَصِحُّ عَنْهُ۔

یعنی جامع الرواۃ میں وہی اس کی صفات درج ہیں جو رجال تفرشی میں مذکور ہیں یعنی اصحاب باقر و صادق علیہ السلام سے ہے اور فقہی مسائل میں لوگوں کے لئے پیش رو ہے اور اولین فقہائے شیعہ سے ہے۔ مامقانی کہتے ہیں کہ یہ معتبر شخص ہے جو کچھ بھی اس سے صحیح منقول ہوا ہے اس کی تصحیح پر جماعت نے اتفاق کیا ہے ۱۔ اور صاحب جامع الرواۃ نے مزید ایک یہ چیز بھی ذکر کی ہے کہ اصول کافی شریف اور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کی روایات کو یہ شخص بواسطہ ابو الطیفل (عامر بن واثلہ علی المرتضیٰؑ) سے روایت کیا کرتا ہے۔ ۱۔

۵۔ تحفۃ الاحباب میں بھی شیخ عباس قمیؑ نے اس بزرگ کی توثیق درج کی ہے لکھتے ہیں کہ:

"شیخ کثی روایات در مدح و قدح او وارد کردہ لکن آن روایات ضعیف است و معروف بطول سجدہ معروف است۔" ۱۔

۱۔ رجال تفرشی ص ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹،

مُلَخَّصُ الْمَقَالِ فِي تَحْقِيقِ أَحْوَالِ الرِّجَالِ الْعَشْرَةِ الْأَوَّلِ فِي النَّقَاتِ،

میں اس کی توثیق ان الفاظ سے کی گئی ہے کہ:

”هُوَ اقْرَبُ مِنَ الْمُتَكَلِّبِ وَفَاقًا لِبِجَاعَةِ“

یعنی معروف بکلی کی توثیق کرنا زیادہ صحیح اور درست ہے۔

تمام قبل و قال کا حاصل یہ ہوا کہ معروف صاحب دوستوں کے ہاں بڑے معتبر راوی ہیں اور ان کی صحاح اربعہ کے راوی ہیں اور بڑے عابد زاہد ہیں۔ بڑے بڑے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا ہے اور ہمارے ہاں جو ان کی پوزیشن ہے وہ اوپر درج ہو چکی ہے۔ ایسے مہربانوں کی بچوں قسم روایت از روئے قواعد اہل سنتہ اخذ نہیں کی جاسکتی۔

روایت دوم از نوادر الاصول

یہ روایت جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے اور بغیر اسناد کے بالفاظ ذیل درج ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَةِ الْقَمْصَوِ يَخْطُبُ

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ ثَمَانِ أَخَذْتُ مِنْ بَابِ لَنْ

تَفْضَلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَحَدِيثَ أَهْلِ بَيْتِهِ۔

نوادر الاصول کی اس دوسری روایت کا اسناد کہیں سے باوجود تلاش کے میسر نہیں ہوا البتہ پہلا راوی جو صحابی ہے وہی ذکر کر دیا ہے، باقی نیچے کی پوری سند صاحب کتاب تک غائب ہے۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ جابر بن عبد اللہ کی روایت بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ جامع ترمذی میں موجود ہے جو مشہور محدث امام ابو العیسیٰ ترمذی کی تصنیف ہے۔ یہ وہی روایت ہے اور اس جامع ترمذی کی روایت پر عنقریب تفصیل بحث آ رہی ہے۔

لے ملخص المقال ص ۱۰۹، قسم الاول في النقاة لے نوادر الاصول للشيخ الترمذی ص ۶ طبع مصر

انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑی سی انتظار فرمائیں تسکین خاطر ہو جائے گی۔

صاحب نوادر الاصول کی روایات اور تصانیف کے حق میں ایک ضروری تحقیق شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے "بستان المحدثین" میں ثبت فرمائی ہے۔ ناظرین کرام کی معلومات میں اضافہ کی خاطر ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ آخر بحث میں وہ بھی مندرج ہو جائے

باید دانست کہ در تصانیف ایشان ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین بن بشر بن المؤذن الملقب بحکیم ترمذی (احادیث غیر معتبرہ و موضوعات بسیار مندرج است و سبب این حادثہ را خود ایشان بیان کرده اند۔ و طبقات شعرا و مذکور است کہ ایشان ہی گفتند کہ من هیچگاه تفکر و تدبیر و تامل پیش از ذکر تصنیف نہ کرده ام و نہ غرض من آنست کہ کسی این موفات را بر من نسبت کند بلکہ چوں مرا قبض وقت می شد تسلی و آرام بہ تصنیف می جستم و ہر چہ بخاطر می رسیدی نوشتم پس معلوم شد کہ اکثر مصنفات ایشان از قبیل مسودات است محتاج بہ نظر ثانی و تہذیب و تنقیح و حذف و اصلاح مانده "۔

ترجمہ: یعنی معلوم ہونا چاہئے کہ حکیم ترمذی کی تصنیفات میں بہت سی غیر معتبر و موضوع جعلی، روایتیں مندرج ہو چکی ہیں۔ اس چیز کی وجہ خود ان سے طبقات شعرا و مذکور کی گئی ہے، اس طرح کہ حکیم ترمذی کہتے تھے: میں نے تصنیف و تالیف کے کام میں اس قبل کبھی تدبیر و تفکر نہیں کیا اور نہ ہی میری خواہش طبع ہے کہ یہ تالیفات میری طرف منسوب کی جائیں۔ بلکہ جب کبھی مجھے قبض کا عارضہ اہل تصوف کی اصطلاح کے موافق قبض روحانی مراد ہے پیش آتا تو تسلی و سکون کی خاطر تصنیف و تالیف کی راہ اختیار کر لیتا اور جو کچھ قلب پر واردات گزرتے ان کو ضبط تحریر میں لاتا بنابرین معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصنیفات مسودات کے درجہ ہی میں رہ گئی ہیں جو نظر ثانی کی محتاج تھیں۔ ان کی تہذیب و تنقیح، حذف و اصلاح نہیں ہو سکی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے تبصرہ کے بعد نوادر الاصول کا درجہ اعتماد و توثیق ہو چکا ہے خصوصاً

بلکہ خاص کسی عقیدہ اسلامی کے اثبات کے لئے اس قسم کی روایات اخذ کی جا رہی ہوں تو اور احتیاط کی ضرورت ہے، اور صحت و سقم کا خیال کرنا از بس ضروری ہے۔

نوادر الاصول کی بحث کا ضمیمہ

مشہور قول ہے کہ جو نئیہ یا بندہ ہوتا ہے۔ نوادر الاصول حکیم ترمذی کی ثانی روایت جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے جس کی سند کے عدم حصول کا ہم اپنی جگہ افسوس کر رہے تھے۔ اتفاقاً کتاب ینایع المودۃ جز ثالث کا مطالعہ کرتے ہوئے مذکورہ روایت ملنے لگی۔ سند کے ساتھ میسر ہو گئی۔ اس وقت بے حد مسرت ہوئی کہ ملے الفاظ اسناد جو ینایع المودۃ میں پائے گئے ہیں، اس طرح ہیں:

وَحَدَّثَنَا نَوَادِرُ الْأَصُولِ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوُشَّاءُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ

بْنُ الْحَكَمِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ

وَهُوَ عَلَى نَاقَةِ الْقَصْوَى يَخُطِبُ فَمِعْنَاهُ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ

تَرَكْتُ فِيكُمْ مَآثَ أَخَذْتُ بِهَا لَنْ تَعْلَمُوا كِتَابَ اللَّهِ وَتَعْرِفُوا أَهْلَ بَيْتِي لَهُ

اولاً ناظرین کرام پر یہ واضح ہو کہ یہ تمام سند وہی ہے جو ترمذی

شریف میں روایت نقلین کے تحت عنقریب آ رہی ہے۔ صحت و سقم کے اعتبار سے

زید بن الحن انماطی کی وجہ سے یہ تمام معاملہ خراب ہو رہا ہے۔ اس کی تفصیل ہم ابھی

اسی نوادر الاصول کی پہلی سند میں پوری تشریح کے ساتھ درج کر چکے ہیں، اعادہ کی

حاجت نہیں۔

ثانیاً یہ کہ ینایع المودۃ کی توضیحات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کتاب نوادر الاصول حکیم

ترمذی کی روایات مقام اعتماد میں جس درجہ کی جی ہیں۔ اصل نسخہ میں پورے اسناد تمام

کے ساتھ مدون تھیں مگر کتاب کے طبع کرنیوالے لوگوں نے وقت طبع اکثر و بیشتر اسانید قطع و بتر

لے "ینایع المودۃ" الجزء الثالث الباب الخامس والستون ص ۳۱۷ طبع بیروت شام المطبعة الشامية

کر دئے ہیں تاکہ حجم کتاب کم رہے پھیل نہ جاتے۔ صاحبِ ینایع کے ہاں وہ اصل نسخہ قلمی نوادر الاصول محفوظ ہے جس میں وہ بعض اسانید نوئے نقل کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم
بِحَقِیقَةِ الْحَالِ

اسناد صحیح مسلم شریف

از مسلم بن الحجاج القشیری (متوفی ۲۶۱ھ)

روایتِ ثقلین کے جتنے اسانید ہم جمع کر کے میدانِ تحقیق میں پیش کر رہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ صحیح اور متصل اسنادِ مسلم کا ہے اور مسند احمد کی روایات میں سے ہشتم روایت کا اور دارمی کا اسناد بھی بالکل صحیح و متصل ہے اور یہ تینوں متون دراصل تین واحد ہیں۔ مسند احمد کی روایت اور مسلم کی روایت میں تو لفظاً بھی کوئی خاص تفاوت ہی نہیں شاید کسی ایک حرف کا فرق آجائے البتہ دارمی کی روایت لفظاً مختصر ہے لیکن معنی اس میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ رواۃ نے روایتِ باہمی کرتے ہوئے اس مضمون کو مختصر کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک ہی روایت ہے، غلہ ان کی تفصیل بھی یکجا کرنی مناسب ہے۔ امام احمد اور دارمی کے متون روایتِ پہلے اپنے اپنے مقامات پر درج ہو چکے ہیں۔ اب صرف مسلم شریف کی روایت مکمل پیش کی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان ہر سہ متون کی تفصیلات یکجا عرض کی جائیں گی۔

حدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَشُعَايَةُ بْنُ مَخْلَدٍ جَيْفَاعَةُ بْنُ عَلِيَّةٍ (اسلمعليل
بن ابراهيم) قال زهير حدثنا اسلمعليل بن ابراهيم، حدثني ابو حيان
حدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ انْطَلَقْتُ اَنَا وَصَصِيْتُ بْنُ سَبْرَةَ وَعَمْرُ بْنُ مُسْلَمٍ
الْحَنَظَلِيُّ إِلَى زَيْدِ بْنِ اَرْقَمٍ فَلَمَّا جَلَسْنَا اِلَيْهِ قَالَ لَهُ حَصِينٌ لَقَدْ لَقِيتُ يَازِيدَ خَيْرًا كَثِيرًا
رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ حَدِيثُهُ وَعَزَّوَجَدْتُ مَعَهُ
وَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتُ يَازِيدَ خَيْرًا كَثِيرًا حَدَّثَنَا يَزِيدُ مَا سَمِعْتُ

مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي وَاللَّهِ لَقَدْ كُرِهْتُ
سَبْقِي وَقَدْ مَعَهُدِي وَلَيْسَتْ لِعَظْمِ النَّبِيِّ كُنْتُ أَعْمَى مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَاحَدْتُكُمْ فَاقْبَلُوا وَمَا لَكُمْ فَلَا تَكْلَفُونِي رَحِمَهُ
قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَبَيْنَا خَطِيئًا بِنَاءً يَدُ عَنْ خُتْمِ بَيْتِ
مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَنَحَدَ اللَّهُ وَاشْتَى عَلَيْهِ وَدَعَطَ وَذَكَرْتُمْ قَالَ إِمَّا بَعْدَ أَلَا
أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ كُوشِكُ أَتَى يَأْتِيهِ رَسُولُ رَبِّهِ فَاجِيبْ وَأَنَا تَارِكُ
فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أُولَاهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكَتَابِ اللَّهِ
وَأَسْتَسْكُرُ بِهِمْ فَحَفَّتْ عَلَيْهِ كِتَابُ اللَّهِ وَرَغَبَ فِيهِ ثَقَرٌ قَالَ وَاهْلُ بَيْتِي
أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أَذْكُرْكُمْ
اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ الْحَصِينُ وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ يَا زَيْدُ ابْنُ أَبِي نَسَائِطٍ
مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ نِسَائِطُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلَكِنَّ أَهْلَ بَيْتِهِ مِنْ كَرَمِ الصَّدَقَةِ
بَعْدَ مَا قَالَ مَنْ هُمْ؟ قَالَ هُوَ آلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَآلُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَآلُ عُبَايَةَ
قَالَ كُلُّ هَؤُلَاءِ حَرَمُ الصَّدَقَةِ قَالَ نَعَمْ

یعنی زید بن حیان کہتے ہیں کہ میں اور حسین بن سبرہ و عمر بن مسلم تینوں زید بن ارقم رضی اللہ
عنه کے پاس گئے۔ جب ہم لوگ اُن کے پاس بیٹھ گئے تو حسین نے اُن سے کہا کہ اے زید!
آپ نے خیر کثیر حاصل کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کا آپ نے دیدار کیا۔ آپ کی احادیث
سنیں اور اُن کے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ اے زید! آپ نے
خیر کثیر پائی۔ حضور علیہ السلام سے جو آپ نے سنا ہے وہ ہم کو بیان کیجئے۔ زید جواب
میں کہنے لگے۔ اللہ کی قسم، اے بھتیجے! میری عمر بڑی ہو گئی ہے اور بعض چیزیں جو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے یاد تھیں وہ اب بھول گیا ہوں۔ لہذا جو کچھ میں تم کو بیان
کروں اس کو قبول کر لو اور جو بیان نہ کر سکوں اس کی مجھے مت تکلیف دو۔ پھر اس کے
بعد زید کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان غدیر خم میں

جو مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ پس اُن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! میں بھی ایک انسان ہوں۔ غفر رب اللہ کی جانب سے قاصد موت میرے ہاں پہنچے گا میں قبول کروں گا اور میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ان دو میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ پس اللہ کی کتاب کو کھڑو اور اس کے ساتھ تمسک کرو۔ پس حضرت نے کتاب اللہ کے عمل پر براہِ گنجہ کیا اور اس کی رغبت لائی۔ پھر اس کے بعد فرمایا اور میرے اہل بیت ہیں۔ تم کو اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے متعلق خدا کی یاد دلاتا ہوں۔

حاصل یہ ہے کہ اہل بیت کے متعلق وصیت کی جا رہی ہے کہ اُن کے ساتھ عمدہ سلوک اور حسن معاملہ کرنا ہوگا۔ اُن کے ساتھ مودت اور محبت و توقیر و تعظیم کرنی ہوگی اُن کے حقوق کی رعایت پیش نظر رکھنی ہوگی۔ تاکہ اُن پر مظالم اور سختی وارد نہ ہو۔ مندرجہ ذیل امور اس روایت کے متعلق قابلِ توجہ ہیں :

۱۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت اُس زمانہ کی بیان کر رہے ہیں جیسا کہ وہ خود بڑی وضاحت سے فرما رہے ہیں کہ عمر بڑی ہو گئی ہے۔ واثقات کو دیکھے سننے ہوئے مدت دراز ہو گئی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی چیزیں اب پوری طرح محفوظ نہیں رہیں۔ زید بن ارقم نے جیسے یہاں بیان روایت سے قبل ایک معذرت ذکر کی ہے۔ اسی طرح اُن سے مندرجہ صفحہ ۳۶۶/۳۶۷ جلد چہارم کی روایت ہشتم میں بھی یہی الفاظ معذرت مروی ہیں جیسا کہ اپنے مقام روایت میں گزر چکا ہے اور ابن ماجہ باب التوفی فی الحدیث صفحہ ۴ میں بھی یہی الفاظ معذرت حضرت زید موصوف سے منقول ہے چنانچہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ جب اُن کو ذکر کرتے ہیں کہ :

حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ (زید) کبرنا ونبینا
والحدیث عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَشَدِيدٌ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں حدیث سنائے تو زید جواب میں کہتے ہیں کہ ہماری عمر بڑی ہو چکی ہے، نیاں آگیا ہے، حضور اکرمؐ سے حدیث نقل کرنا مشکل کام ہے۔

۲۔ روایت ہذا کے متصلاً بعد اس مضمون کی ایک دوسری روایت زید بن ارقم سے مسلم کے اسی مقام میں مروی ہے۔ اس میں اہل بیت سے ازواج مطہرات کا خارج ہونا ذکر کیا ہے اور روایت ہذا میں اقرار ہے کہ ازواج مطہرات نبی کریمؐ اہل بیت میں داخل ہیں۔ ایک ہی راوی سے ایک ہی روایت میں اس طرح کے دو متخالف قول کا پایا جانا ضبط کے خلاف ہوا کرتا ہے۔

۳۔ اس روایت میں ثقین (دو بخاری چیزیں) کے بعد اذ لھما کتاب اللہ کا ذکر صحیحاً کر دیا گیا ہے اور ثانیہا کا تذکرہ تصریحاً نہیں کیا گیا کہ دوسری کیا چیز ہے؟ نیز کتاب اللہ کے ذکر کے ساتھ ضروری تشریحات فرمادی گئی ہیں کہ اس میں ہدایت و نور ہے، اس کو اخذ کیا جاتے۔ اس کے ساتھ تمسک کیا جاتے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے برانگیختہ کیا گیا ہے۔ اس کے ماننے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ادھر اہل بیت کے ساتھ یہ الفاظ جن سے اُن کا مدار دین ہونا ثابت ہو سکے اور واجب الطاعت ہونا معلوم ہو سکے نہیں ذکر کئے گئے بلکہ اُن کے ساتھ حُر سلوک اور محبت کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ جس میں کسی کو کلام نہیں ہے اور یہ امر بین القریٰین مسلم ہے۔

۴۔ نیز روایت ہذا میں ثقین کے الفاظ اس بات کو ظاہر کر رہے ہیں کہ ثقین میں دوسری چیز اہل بیت ہیں ہے عربی زبان میں ثقیم کا لفظ تراجمی مضمون کے لئے آیا کرتا ہے۔ یہ بتلارہا ہے کہ اہل بیت کا تذکرہ سابقہ مضمون سے جدا ہے۔ اس سے قبل کچھ اور مفہوم بیان کیا جا رہا تھا جس کو روایت کرنے والے نے حذف کر کے ثقین کے الفاظ کہہ کر اب اہل بیت کا نیا مضمون شروع کر دیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ لفظ ثقین کے بعد اہل بیت کا ذکر کیا جانا بالکل جدید چیز ہے۔ اس کا دو نقل کے ساتھ کوئی اور تعلق نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ کسی مسلسل اور متصل کلام کے درمیان ثقین کے الفاظ

موزوں نہیں ٹھہرتا۔ چنانچہ خود اسی روایت میں اس شق سے پہلے دوبار لفظ شق کا استعمال موجود ہے۔ ان تمام مقامات میں غور فرمایا جائے تو مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

۱۔ پہلی بار زید بن ارقم نے اپنے مخاطب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرمانے سے قبل ایک مقول معذرت کی ہے کہ عمر رسیدہ ہو گیا ہوں۔ زمانہ دراز گزر گیا ہے۔ بعض چیزیں فراموش ہو چکی ہیں اب جو کچھ ازراہ خود ذکر کروں۔ اسی پر اکتفا کرنا ہوگا۔ اس طویل تمہید کے بعد شق قال کا لفظ لایا گیا ہے یعنی اب مقصد کی بات شروع ہوتی ہے۔ اس مقام میں شق سے قبل اوشق کے بعد کا متفاوت ہونا بالکل واضح ہے۔

۲۔ دوسری دفعہ اس روایت میں شق کا استعمال اس طرح ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یوم غدیر خم کے مقام پر خطبہ دیا۔ حمد و ثنا بیان فرمائی۔ وعظ و نصیحت کی شق قال آتا ہے یعنی حمد و ثنا اور وعظ و تذکر کے بعد آیتھا الناس کے ساتھ خطاب کر کے، ایک مستقل دوسری چیز بیان فرمائی شروع کی۔ یہاں شق کا ماقبل مضمون شتم کے مابعد والے مضمون سے صاف طور پر جدا اور مختلف چیز ہے، متحد نہیں ہے۔

۳۔ اب تیسری بار یہاں شق کا لفظ ذکر ہوا ہے۔ اس کو بظہر انصاف سوچ لیا جائے یہاں حضور علیہ السلام نے فرمایا، لوگو! ہمارے ارتحال و انتقال کا وقت آ گیا ہے ہم دو بڑی اہم چیزیں تم میں چھوڑ رہے ہیں۔ اول اُن کی کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس کو اخذ کرنے اور تمسک کی طرف توجہ دلائی اور اس پر عمل کی ترغیب دی پھر شق قال کا استعمال ہوا ہے۔ اس شق سے قبل کتاب اللہ کی اہمیت بیان ہو چکی اور اس کا وجوب تمسک و ترغیب عمل کا ذکر ہے پھر اس مضمون سابق سے رخ بدل کر اہل بیت کے ساتھ جن معاملہ کا جدید مضمون شروع کر دیا گیا۔ اگر صاحب کلام کا قصد دو بڑی چیزوں کے درمیان اتحاد فی التمسک اور وجوب فی الاطاعت ہے تو ان چیزوں کے ذکر کے درمیان شق قال کا استعمال ہرگز موزوں نہیں ہے۔ یہ امر بھی واضح رہے کہ محدثین میں کسی روایت کے مضمون کو مختصر کر کے بیان کرنے کا عام دستور جاری تھا۔ اس

چیسے کوئی واقعہ کا شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اس اختصار کے پیش نظر روایت ہذا میں واہ کی طرف سے ثقلین میں سے ثانی چیز ذکر نہیں کی گئی اور اس مقام میں غور و فکر کرنے سے ایسے شواہد و قرائن پائے گئے ہیں جو اس امر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ثقلین میں سے ثانی چیز اہل بیت نہیں ہے بلکہ کوئی دوسری چیز ہے۔

قرینہ اول۔ ثقلین کے بعد مطلقاً اذہما کتاب اللہ فرمایا ہے۔ اول کا لفظ خود نشان دہی کر رہا ہے کہ اول کے مقابلہ میں یہاں ایک ثانی چیز مذکور ہوئی چاہئے جس کو ثانیہ سے تعبیر کیا جائے اور اہل بیت کو ثانیہ کا عنوان سے نہ تعبیر کرنا بتلارہا ہے کہ ثانی چیز اہل بیت نہیں ہے۔

قرینہ دوم۔ ثقلین میں سے کتاب اللہ کا ذکر ہوا ہے تو اس کی اہمیت و ضرورت میں متعدد صفات ذکر کی گئی ہیں۔ اس میں ہدایت و نور کا پایا جانا اس کے اخذ کا حکم کرنا۔ استمساک کا فرمان دینا۔ اس پر عمل درآمد کے لئے براہِ نگیختہ کرنا۔ اس سے فائدہ حاصل کرنے کی ترغیب دلانا۔ لیکن اہل بیت کے ذکر کے ساتھ ان ضروری واہم چیزوں میں سے کوئی بات مذکور نہیں پس ثقل ثانی اہل بیت نہیں اور جہاں اہل بیت کا ذکر ہے وہ ایک علیحدہ مضمون ہے۔

قرینہ سوم۔ نیز اس موقع میں لفظ شہ کا استعمال ہوا ہے جو تراجمی مضمون کیلئے مستعمل ہوتا ہے (جیسا کہ با تفصیل سابقہ گزرا ہے) تو ثقلین میں سے ایک ثقل کے تذکرہ ختم ہونے کے بعد دوسرے ثقل کے مذکور ہونے سے قبل لفظ شہ کا لایا جانا موزوں اور مناسب نہیں ہے۔

ان قرائن اور شواہد کی بنا پر یقیناً کہا جاسکتا ہے کہ ثقلین میں سے ثانی چیز یہاں اہل بیت نہیں ہے بلکہ جمہور علماء کے نزدیک وہ ثانی چیز سنت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اختصار مضمون کی بنا پر اس کا ذکر یہاں نہیں ہو سکا۔

تنبیہ :- رسالہ ہذا کے دوسرے حصہ میں ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور حدیث کتاب اللہ و سنتی کی روایات کو بیجا کر کے پیش کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ ثقلین کا صحیح مفہوم

اور مصداق عوام و خواص کے سامنے آجائے۔ اللہ کریم اس مقصد خیر کی تکمیل کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ اس دوسرے حصہ میں ثابت کیا جائے گا کہ ثقلین کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہیں جن کے ساتھ امت کا تکیہ کرنا واجب ہے۔

۶

ان توضیحات کے بعد اہل انصاف کو ہم اس چیز کی طرف بھی متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ مسلم شریف کی روایت اور مسند احمد و دارمی کی ہر سہ روایات کی تفصیل تو آپ کے سامنے آچکی ہے۔ مزید تین اور محدثین (بیہقی ابن المغازی و بغوی) سے بھی یہ روایت ثقلین مستند طرق سے مروی آدراس کا اندراج حسب ترتیب اپنے اپنے موقع پر ہوگا مگر ان میں حافظ بیہقی کی روایت دوم اور ابن المغازی کی روایت چہارم اور محی السنۃ بغوی کی روایت یہ ہر سہ روایات بالکل مسلم شریف کی روایت کے موافق ہیں۔ الفاظ و روایت میں شاید ہی کسی حرف کا فرق آجائے؛ ورنہ بعینہ روایت مسلم کے مطابق یہ روایات ثلاث زید بن حنیف سے یہ سب مروی ہیں۔ زید بن حنیف سے زید بن حیان راوی ہے اور زید بن حیان سے روایت کنذہ ابو حیان ایسی ہے جس کا نام محی بن سعید ہے یہ سب ثقہ و معتمد و غیر مجروح راوی ہیں۔

اب ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مذکور ہر سہ محدثین کی ان ہر سہ روایات کا متن بھی جب مسلم شریف کے متن کے مطابق ہو تو یہ کل ایک روایت ٹھہری متعدد روایات نہیں ہیں اور مندرجہ بالا تفصیلات جو ہم نے مسلم کے متن کے تحت پیش کی ہیں وہ تمام یہاں معتبر اور جاری تصور ہوں گی جن کا حاصل یہ ہے کہ:

۱۔ یہ ہر شش حوالہ جات (احمد و دارمی و مسلم و بیہقی ابن المغازی و بغوی)

تمام کی تمام روایت ایک ہے۔ الگ الگ ان کو شمار نہیں کرنا چاہئے۔ ان سب مقامات میں ابو حیان اکیلا اور متفرد راوی ہے فلہذا یہ روایت خبر واحد ثابت ہوئی، نہ کہ خبر مشہور اور متواتر۔

۲۔ ان سب روایات میں کتاب اللہ کو ہدایت اور نور کے الفاظ سے ذکر کیا

گیا ہے۔ اہل بیت کے حق میں یہ الفاظ نہیں استعمال کئے گئے۔

۳۔ کتاب اللہ کو اسد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اہل بیت کے حق میں یہ حکم نہیں دیا گیا۔

۴۔ کتاب اللہ کے ساتھ تمسک (مضبوط پکڑنا) کا فرمان ہو رہا ہے، اہل بیت کے واسطے یہ فرمان نہیں ہوا۔

۵۔ کتاب اللہ کے متعلق تحریض (براہن گھٹ) کی گئی ہے۔ اہل بیت کے لئے نہ یہ حکم ہے اور نہ یہ تحریض۔

۶۔ کتاب اللہ کے حق میں ترغیبِ عمل دلائی گئی ہے۔ یہ چیز اہل بیت کے متعلق مذکور نہیں۔

۷۔ شق کا لفظ ترائی مضمون کے لئے ہوا کرتا ہے۔ متحد مضمون اور متفق مضمون کی دو چیزوں کے درمیان لفظ شق لانا موزوں نہیں ہے بلکہ اس کی وضع اور ساخت کے خلاف استعمال ہے۔

۸۔ روایت ہذا میں قرآن موجودہ کی بنا پر تھا کہا جاسکتا ہے کہ تقلید میں سے ثانی چیز اہل بیت نہیں ہے بلکہ سنت نبوی ہے علو صلحہا الصلوٰۃ والتسلیم۔

(۷)

مدعیان حبِ اہلبیت اور ہمارے درمیان ماہی الاختلاف یہ چیز ہے کہ اہلبیت کی اطاعت اور تابعداری قرآن مجید کی طرح واجب اور لازم ہے یا نہیں؟ یہ مسئلہ روایت ہذا سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے تفصیلات بالا میں واضح کر دیا ہے روایت ہذا میں کتاب اللہ کی اطاعت کا بیان صراحتہً موجود ہے اور اہل بیت کے ساتھ تمسک کرنا اور ان کی اطاعت کرنا یہاں مذکور نہیں۔ فلہذا یہ روایت جس دعوے کے اثبات کی خاطر پیش کی گئی ہے اس مدعی کو ثابت نہیں کر سکتی۔

دلیل ۱۔ اہل بیت کے حقوق کی رعایت اور احترام و حسن سلوک تو ثابت ہوتا ہے لیکن جو مدعی وجوبِ اطاعت ہے، وہ بالکل ثابت نہیں ہوتا اور جو دلیل اپنے مدعی کو ثابت نہ کر سکے وہ تقریباً تام نہیں لہذا یہاں تقریباً تام نہیں ہے۔

(۸)

چونکہ مسلم شریف کی روایت ثقلین کی تمام روایات سے نہایت اہم تھی اس وجہ سے اس کی ذیلی تفصیل میں بحث ذرا طویل ہو گئی ہے۔ ناظرین کرام طلال نہ فرمائیں۔ آخر میں ہم ایک چیز کی طرف ناظرین کی توجہ دلا کر مندرجہ بالا روایت کی بحث کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہ کہ ان دو سوتوں کے ہاں اہل بیت کا مفہوم یہی بارہ امام بشمول سیدہ فاطمہ ہیں۔ اب قابل توجہ یہ چیز ہے کہ اہل بیت کا مفہوم و مصداق کیا ہے؟ اہل بیت میں کون کون شامل ہیں؟ اس مقصد کو بھی اس روایت نے صاف بتلا دیا ہے۔ جب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات اہل بیت ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات تو خود اہل بیت ہیں۔ مزید چار خاندان بھی اہل بیت ہیں۔ اولاد علی ابن ابی طالب۔ اولاد عقیل بن ابی طالب۔ اولاد جعفر بن ابی طالب۔ اولاد عباس بن عبدالمطلب۔ یہ سب حضرات روایت ہذا کی دوسرے خاندان اہل بیت میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ اگر اس روایت مسلم سے وجوبِ اطاعت کا مسئلہ ثابت کرنا ہے، تو ثقلِ ثانی، اُن کے گمان میں اہل بیت ہونے اور اہل بیت یہ سب چاروں خاندان بشمول ازواجِ مطہرات ہیں لہذا ان سب کی اطاعت واجب اور لازم ٹھہری دوتوں کو غور و فکر اور تدبر و تحقیق کے بعد یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ مطلب ہذا اخذ کیا جائے یا ترک کیا جائے؟

اسناد از ترمذی شریف

(ابو عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۴۹ھ)

جامع ترمذی میں روایت ثقلین دو طریقوں سے مروی ہے۔ طریقِ اول پہلے درج کیا جاتا ہے۔ اس کے اسناد کی تحقیق ختم کرنے کے بعد دوسرا طریق درج ہوگا :-

روایت اول

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى سَاقَتِهِ الْقَصْوَاءَ يَحْتَلِبُ فَمَسَعَتْهُ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي شَرَكْتُ فِيكُمْ مَلَأْتُ أَخَذْتُكُمْ بِهِ لَوْ تَمَنَّاؤُا كِتَابَ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَهْلَ بَيْتِي لَهُ

نفسرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ نوادر الاصول حکیم ترمذی کی دوسری روایت جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے وہ بعینہ ہی روایت ہے۔ گویا وہاں اسناد مکمل مفقود تھا یہاں موجود ہے۔ جامع ترمذی کے اس اسناد کو اسماء رجال کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس سند میں ایک مہربان زید بن الحسن ہیں، یہ سب کچھ اُن کی کرم فرمائی کا نتیجہ ہے۔ اُن کی پوزیشن ہم تفصیل سے نوادر الاصول حکیم ترمذی کی روایت اول کے تحت واضح کر چکے ہیں۔ یہ بزرگ ضعیف عند المحققین ہیں۔ منکر روایات لاتے ہیں اور معروف مکی جو مشہور شیعہ راوی ہے۔ اس کا سب اندوختہ اہول نے قوم میں پھیلا دیا ہے اور شیعہ کے ہاں یہ بزرگ اُن کا مروی حدیث یعنی مقبول الروایت ہے۔ امامی المذہب ہے اور چھٹے امام جعفر صادق کے خصوصی اصحاب میں اس کا شمار ہے۔ ان تفصیلات کے منتق ہونے کے بعد روایت ہذا اہل السنۃ کے قواعد کی روش سے قبول نہیں کی جاسکتی۔

روایت دوم

دوسرا طریق جو ترمذی شریف میں مروی ہے اس کے من و عن الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عَطِيَّةٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَالْأَعْمَشُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ إِفْرِ ثَابِتٍ عَنْ

ذَیْزَنُ بْنُ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ
ثَمَانِ سَمْتٍ کُمْ بِهِ لَنْ تَمِیْنُوْا بَعْدَیْ اَحَدٌ هُمْ اَنْفَعُ لَکُمْ مِنَ الْاَخْرِ کَتَابُ اللّٰهِ
حَبْلٌ مَّتَدُوْرٌ مِّنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِزَّتِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَلَنْ یَفْرَقَا
حَتّٰی یَرُدَّ اَعْلٰی الْاَرْضِ قَالَتْ لَوْ کَانَ کَیْفَ تَحْسَبُوْنَ فِیْهِمَا - هَذَا لِحَدِیْثٍ
مُعْتَمَدٍ - ۱

اس اسناد کی تحقیق و تفتیش کی گئی ہے۔ اس میں تین بزرگ ایسے برآمد ہوئے ہیں
جو مخلص شیعہ ہیں۔ ان کے اخلاص فی الشیعہ معلوم کر لینے کے بعد رد و قبول کا مسئلہ
خود بخود ہی حل ہو جاتا ہے۔ علی بن المنذر کو فی اور محمد فضیل کے کوائف مندرجہ حاضر
کئے جاتے ہیں اور تمیز کے صاحب عوفی ہیں۔ عطیہ کے متعلقات، ہم
طبقات ابن سعد کے اسناد میں باوضاحت پیش کر چکے ہیں۔ ان کا تکرار بے سود ہے
اب صرف علی بن المنذر کو فی اور محمد بن فضیل کا حال درج ہوگا۔

علی بن المنذر بن علی بن ابی طالب

- ۱۔ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الطَّرِيقِيُّ الْكُوفِيُّ يَشْتَبِعُ مِنْ الْعَاشِرَةِ ۱
- ۲۔ قَالَ النِّسَابِيُّ يَشْتَبِعُ مِنْ خَفَرٍ مَاتَ سَنَةَ ۲۵۶ ۲
- ۳۔ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ بْنِ ذَيْزَنٍ الْأَوْدِيُّ ابْنُ الْحَسَنِ الْكُوفِيُّ الطَّرِيقِيُّ
قَالَ النِّسَابِيُّ يَشْتَبِعُ مِنْ خَفَرٍ قَالَ مُسْلِمٌ عَنْ قَاسِمٍ لَا بَأْسَ بِهِ
وَكَانَ يَشْتَبِعُ ۳

ماہل یہ ہے کہ علی بن المنذر طریق کو فی صاحب خالص شیعہ مسلک رکھتے ہیں۔
۲۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ دسویں طبقہ کے لوگوں میں ان کا شمار ہے۔
نسائی اور مسلمہ بن قاسم نے بھی ان کو شیعہ محض ہی لکھا ہے۔

محمد بن فضیل، سنی جلال میں

دوسرے صاحب محمد بن فضیل ہیں :-

۱- محمد بن فضیل بن عروان الضبی الکوفی رُجِحَ بِالشَّيْخِ

۲- قَالَ أَحْمَدُ حَسَنَ الْحَدِيثِ شَيْخِي وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ كَانَ شَيْخِي

مُحَرِّقًا قَالَ يَعْصُمُهُ لَا يُخْتَلَمُ بِهِ قَالَ أَبُو حَبَاتٍ كَانَ

يَعْلُو فِي الشَّيْخِ قَالَ الدَّارِقُطَنِيُّ كَانَ مُتَحَرِّفًا عَنْ عُثْمَانَ

مطلب یہ ہے کہ محمد بن فضیل ضبی کو فی شیعیت کی طرف منسوب ہے۔ احمد کہتے ہیں 'حسن الحدیث' ہے لیکن شیعہ ہے۔ ابو داؤد نے کہا ہے یہ جلعن والا شیعہ تھا یعنی خلفاء ثلاثہ کے اسماء سے جلتا تھا۔ بعض نے کہا ہے اس شخص کے ساتھ دلیل پکڑنا درست نہیں ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ تشیع میں غالی تھا۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ خلافت عثمان و صداقت عثمان سے منحرف تھا۔

محمد بن فضیل، شیعہ جلال میں

۱- محمد بن الفضیل بن عروان الضبی مِنْ أَصْحَابِ الصَّادِقِ

عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَقَفَهُ وَفِي الرَّجَازَةِ ثَقَفَهُ "

یعنی محمد بن فضیل ضبی ابو عبد الرحمن اصحاب صادق علیہ السلام سے ہے اور معتد علیہ ہے اور کتاب وجیزہ میں ہے کہ یہ معتبر شخص ہے۔

۲- محمد بن الفضیل بن عروان الضبی مَوْلَاهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ مِنْ

أَصْحَابِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَقَفَهُ (صہ - حج - ۵۰) - (مح) ۵

۳- محمد بن فضیل بن عروان الضبی مَوْلَاهُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ ثَقَفَهُ

۱- تقریب ۳۶۷ ۲- میزان ذہبی ۱۲ ج ۳- تہذیب ۳۵ ج ۴- کتاب الجرح والتعديل ۵۷۵

ق اول جلد ۴- ۵- لمحق المقال فی تہذیب الرجال جلد ۱۱ ابن عساکر جلد ۱۲ ج ۲

..... قُلْتُ وَعَنِ السَّمْعَانِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَعْلُو فِي الشَّيْخِ ۱۷

مطلب یہ ہے کہ محمد بن فضیل ضعیفی ابو عبد الرحمن اصحاب صادق علیہ السلام سے ہے۔
ثقة آدمی ہے اور سمعانی کہتے ہیں کہ یہ تشیع میں غالی تھے۔ کتاب خلاصہ میں مندرج
ہے۔ رجال شیخ میں درج ہے اور ابن داؤد نے بھی اس کو ذکر کیا ہے اور محمد رضا
استرآبادی نے بھی اس کو ذکر کیا ہے۔

مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ترمذی شریف کی یہ ہر دو روایات بھی،
دوستوں کی ہی مرہونِ منت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے مقاصد مجوزہ کے موافق،
جزائے عمل عطا فرمائے: کُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَتْ رُحُيْنِہُ نِزْرٌ یہ چیز امام ترمذی
نے واضح کر دی ہے کہ یہ روایت متواتر یا مشہور نہیں ہے بلکہ غریب ہے جیسا کہ
فاضل ابوموسیٰ مدینی نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ یہ روایت ثقلین غریب جدا ہے
ابوموسیٰ مدینی کی تصریح عنقریب اپنے مقام پر درج کی جائے گی۔ اہل علم کے لئے
وہ مقام قابلِ رجوع ہے اور حافظ ابن تیمیہ حرامی نے بھی منہاج السنۃ جلد چہارم
صفحہ ۱۰۵ بحث الثقلین میں اپنی یہ تحقیق لکھی ہے کہ:

وَأَمَّا قَوْلُهُ وَعَنِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَآلِهِمْ أَنَّكَ يَتَقَرَّ قَاصِدُ سِرِّهِ أَعْلَى الْخَوَافِ
فَهَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَأَلَهُ عَنْهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فَصَعَفَ غَيْرَ وَاحِدٍ
مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَالَ لَا يَصِحُّ ۱۸

یعنی عزت و اہل بیت الخ کے الفاظ سے جو فاضل ترمذی نے اس کو روایت کیا،
اس کے متعلق امام احمد سے سوال کیا گیا۔ انہوں نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا اور
بھی متعدد اہل العلم نے اس کو ضعیف بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ روایت صحیح
نہیں ہے۔

۱۷ منہج المقال ابو علی ۳۵۷

۱۸ منہاج السنۃ جلد چہارم صفحہ ۱۰۵ ابن تیمیہ حرامی

اسناد از مسند زبیری بکبر احمد بن عمرو بن عبدالحق الزبیری

متوفی ۲۹۲ھ

روایت اول

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنصُورٍ ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَمْرٍو ثَنَا صَالِحُ بْنُ مُوسَى بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رَفِيعٍ عَنْ ابْنِ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي قَدْ خَلَقْتُ فِيكُمْ
أَشْيَيْنِ لَنْ تَقْتُلَا بَعْدَهُمَا أَبَدًا كِتَابَ اللَّهِ وَنَسَبِي وَلَنْ يَنْفَرَقَا
حَتَّى يَرُدَّ عَلَيَّ الْخَوْضُ " قَالَ الشَّيْخُ لَا تَعْلَمُكَ يَرْوِي عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ
الْأَبِي هَذَا السَّنَدُ وَصَالِحُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنِي لَهُ

اہل علم کی آگاہی کے لئے عرض کیا جاتا ہے کہ مسند زبیری کا تو ادراک زمانہ سے ہونا تو
اظہر من الشمس ہے۔ ہم نے بڑی کوشش سے اس مسند کے قلمی نسخہ جات موجود و کتب خانہ
پیر چنڈا و کتب خانہ حیدر آباد دکن میں سے روایت ثقیلین کے دو اسناد حاصل کئے
ہیں۔ ایک اسناد کا لسطر بالا میں درج کر دیا ہے۔ اس کے رواۃ کی تفصیل کے
بعد دوسرا اسناد بھی حاضر خدمت ہوگا۔ اس اسناد میں ایک صاحب صالح بن
موسیٰ بن عبد اللہ طلمی جلوہ افروز ہیں۔ ہماری دانست کے موافق یہ روایت انہی کے
احسانات بے غایات میں داخل ہے اب ان کا رجال میں مندرجہ حال ملاحظہ فرمائیں

صالح بن موسیٰ طلمی ہنسنی رجال میں

صَالِحُ بْنُ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِسْحَاقَ الطَّلَمِيّ..... صَحِيحٌ

الْحَدِيثُ، مُنْكَرُ الْحَدِيثِ جَدًّا كَثِيرُ الْمَنَكِرِ عَنِ الْفِتَاكِ لَهُ

اس مسند زبیری قلمی درمندات ابی ہریرۃ موجود و کتب خانہ پیر چنڈا (مسند) اسے کتاب
الجرح والتعديل لابن ابی حاتم رازی جلد دوم۔ قسماً اول ۵۵۴ طبع دکن

یعنی صالحہ طلعی باب حدیث میں ضعیف ہے۔ سید منکر الحدیث ہے۔ ثقہ لوگوں کے نام سے منکر روایات چلایا کرتا ہے۔

۲۔ صالحہ طلعی کوفی... قَالَ ابْنُ مُعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ اَيْضًا صَالِحٌ وَاصَحُّ ابْنَا مُوسَى لَيْسَ بِشَيْءٍ وَلَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُمَا... قَالَ التَّيْسَانِيُّ لَا يُكْتَبُ حَدِيثُهُ ضَعِيفٌ وَقَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ... قَالَ الْبُؤْصِيُّ وَتَرَكْتُ يَزِيدُ الْفَنَّاكِيَرِ۔
یعنی ابن معین کہتے ہیں کہ صالح طلعی باب حدیث میں کچھ بھی نہیں ہے اور یہ بھی ابن معین کہتے ہیں، صالح اور اسحاق موسیٰ کے دونوں فرزند ارجمند کوئی شے نہیں ہیں، ان دونوں کی حدیث نہ لکھی جائے اور نسائی نے بھی یہی کہا ہے کہ صالح ضعیف ہے، اس کی حدیث نہ نقل کی جائے اور دوسرے مقام پر کہا ہے کہ ان کی روایت کو چھوڑ دینا واجب ہے، البوصی کہتے ہیں یہ متردک الروایت آدمی ہے۔ منکر روایات امتداد لوگوں کے خلاف لایا کرتے تھے۔

صالح بن موسیٰ طلعی، شیعہ رجال میں

۱۔ صالح بن موسیٰ الطلعی الکوفی (م)، ۲۔ عَدَةُ الشَّيْخَةِ اِيْلَا فِي رِجَالِهِ مِنْ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَام ۳۔ ہر سہ حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ اس بزرگ علمی کو شیخ موسیٰ نے امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ محمد رضا استر آبادی نے بھی اس کو اپنے رجال میں ذکر کیا ہے۔

ناظرین کرام مطلع رہیں، اس روایت مندرجہ بالا کی جرح و قدرح میں ہم منقرض نہیں ہیں بلکہ مجمع الزوائد البیہقی جلد نہم ص ۱۶۳ پر بھی اس روایت کی جرح، ان الفاظ کے ساتھ دستیاب ہو گئی ہے رَوَاهُ الْبَزْزَارُ وَفِيهِ صَالِحٌ بْنُ مُوسَى الطَّلَعِيُّ وَفَوْضُ جَعْفَرٍ یعنی اس روایت کو محدث بزار اپنے مسند میں لائے ہیں اور کہا ہے

لے تہذیب صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴

کہ سند میں صالح بن موسیٰ الطلمی ضعیف شخص ہے اور خود صاحب کتاب محدث ہزار نے بھی ختم روایت پر یہ لفظ ثبت فرمادئے ہیں کہ راوی صالح بن الحدیث ہے یعنی روایت کے باب میں یہ کمزور فرد ہے۔

روایت دوم

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ ثَابِتٍ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ سَعَادِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ ابْنِ إِسْحَاقَ عَنْ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ مَقْبُورُكَ وَإِنْ قَدْ تَرَكْتَ فِيكَدُ الثَّقَلَيْنِ يَعْنِي كِتَابَ اللَّهِ وَ أَهْلَ بَيْتِي وَ أَنْتَ كُنْ فَتَمْلِكُوا بَعْدَ حُمَا وَ أَنْتَ لَنْ تَقْعَمَ حَقَّ سَيْبِ أُمَّةٍ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُجْتَنَى الصَّالَةُ فَلَا تُرَجِدْ ۚ
الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ ۚ

سند ہزار کی اس دوسری سند میں تین چار بزرگ شیعہ حضرات تشریف فرما ہیں۔ ان کی تفصیلات اسما و رجال کی زبانی معلوم کر لینے کے بعد قارئین کو تسلی ہو جائے گی۔ علی بن ثابت۔ سعاد بن سلیمان الحارث الاعمش، ان ہر سہ افراد کے حالات علی الترتیب ذکر کئے جاتے ہیں۔

علی بن ثابت سنی رجال میں

۱۔ عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ... حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَرْزُوقٍ عَنْ...
یعنی علی بن ثابت کو علامہ ذہبی میزان میں نکلتے ہیں کہ صدوق تو ہے لیکن مشہور و معروف شیعہ ہے۔

۱۔ سند ہزار قلمی۔ منہات علیؑ۔

۲۔ میزان الاعتدال ذہبی ص ۲۱۹ ج ۲۔

علی بن ثابت شیعہ رجال میں

۱۔ عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ (پن) (۶) ۱۷

۲۔ عَدَّةُ الشَّيْخِ فِي رِجَالِهِ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۱۷

ان حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ شیخ طوسی نے اس بزرگ علی بن ثابت کو، امام زین العابدینؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور محمد مرزا استر آبادی نے اس کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔ ہر سہ حوالہ جات شیعہ کا خلاصہ ہی ہے

سُعاد بن سلیمان

۱۔ سُعَادُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ صَدُوقٌ يُخْطِئُ وَكَانَ بِشَيْعَةٍ ۱۷

۲۔ سُعَادُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ كَانَ مِنْ عَشْرِ الثَّقَاتِ وَ

لَيْسَ بِقُرْبِيِّ فِي الْحَدِيثِ ۱۷

۳۔ سُعَادُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ بِشَيْعَةٍ لَيْسَ بِقُرْبِيِّ ۱۷

ان تصریحات و مندرجات کا مطلب یہ ہے کہ سعاد مذکور روایت میں خطا کا رہے اور شیعہ بزرگ ہے۔ ابو حاتم کہتے تھے کہ یہ شخص شیعہ کے سرداروں میں سے ہے اور باب حدیث میں قوی نہیں ہے۔

الحارث الاعور سُنی رجال میں

الحَارِثُ الْأَعْوَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّهْمِيُّ الْخَارِجِيُّ الْكُوفِيُّ ...

عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ كَانَ كَذَّابًا قَالَ أَبُو نَعْمَانَ لَا يُحْتَجُّ بِهِ وَكَانَ

أَبُو حَاتِمٍ لَيْسَ بِقُرْبِيِّ وَلَا مَعْنً يُحْتَجُّ بِهِ قَالَ أَبُو حَاتِمٍ كَانَ الْحَارِثُ

۱۷ جامع الرواة ج ۱ ص ۱۷۷ مامقانی ج ۲ ص ۲۷۷ تقریب و تہذیب ج ۳

۱۷ میزان ذہبی ج ۳ ص ۱۷۷

عَالِيَا فِي التَّشْيِيعِ وَاهِيَا فِي الْحَدِيثِ مَا كَانَ حَسَنًا وَكَسْتَوْتُ ۝ ۱۰

الْأَعْوَدُ قَالَ ابْنُ الْمَدِينِ كَذَّابٌ ۝ ۱۱ ۝ قَالَ ابْنُ مُجَلِّبٍ ضَعِيفٌ

۝ ۱۲ ۝ كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَرَى ابْنَ عَالِيَةَ مَا يَرَوْنَهُ عَنْ عَلِيٍّ بِاطِلَ ۝ ۱۳ ۝

قَالَ ابْنُ جَبَانٍ كَانَ الْحَارِثُ الْأَعْوَدُ عَالِيَا فِي التَّشْيِيعِ وَاهِيَا فِي الْحَدِيثِ ۝ ۱۴ ۝

ہر دو حوالہ جات مندرجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اس حارث اعور کو، شعبی نے کذاب کہا ہے اور ابو ذرعتہ کہتے ہیں کہ یہ شخص قابل استدلال نہیں ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں ہے اور ایسے لوگوں میں شمار ہوتا ہے جو قابل حجت نہیں ہیں۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ بزرگ شیعیت میں غالی تھا اور باب حدیث میں بے سند آدمی ہے۔ ابن مدینی اس کو کذاب کہتے ہیں۔ ابن معین اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ محمد بن سیرین کا اعتقاد یہ تھا کہ حارث اعور حضرت علیؑ سے جو روایات لے آتا ہے ان میں اکثریت ان چیزوں کی ہے جو حضرت علیؑ نے ارشاد نہیں فرمائیں بلکہ حارث نے افتراء باندھا ہے۔ ابن حبان نے کہا ہے یہ تشیع میں غالی مذہب رکھتا تھا۔ حدیث کے باب میں وہی (بے اصل) ہے بنیاد آدمی تھا۔

الحارث شیعہ رجال میں

۱: الْحَارِثُ الْأَعْوَدُ رَجُلٌ عَبْدُ اللَّهِ الْهَمْدَانِيُّ هُوَ مِنْ أَهْلِ دِيَّانٍ مِنْ أَصْحَابِ

أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ ۱۵ ۝

۲: أَوَّلُهُ أَنَّهُ لَا يَتَّبِعِي الرَّبَّ فِي وَثَاقِهِ الرَّجُلُ وَفَقُّوا ۝ ۱۶ ۝

حاصل یہ ہے کہ حارث اعور حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے ہے۔ اس کے ثقہ ہونے اور متقی ہونے میں شبہ کرنا مناسب ہی نہیں ہے۔
مُسند بزار کی بحث کے آخر میں ہم ناظرین کو اس امر کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ

لے تہذیب ص ۱۴۵-۱۴۶ ج دوم ۱۴۵۰ م میزان الاعتدال دہلی ص ۲۰۲ ج اول ۱۴۵۰ م جامع الرواة ص ۱۴۱ ج ۱ ۱۴۵۰ م رجال امام قاضی ص ۲۴۵ ج اول ۱۴۵۰ م

اس روایت کو خود صاحب کتاب محدث ہزار نے بھی کہہ دیا ہے کہ الحدیث ضعیفہ یہ حدیث معیار صحت میں بالکل کمزور ہے۔ دوسرے اعلامہ بیہوشی نے مجمع الزوائد جلد نہم ص ۱۶۲ میں بھی اس روایت کو ان الفاظ سے یاد کیا ہے کہ رواہ البزار و دینیر الحارث و ہذا ضعیفہ یعنی روایت کیا اس کو ہزار نے، اس کی سند میں ایک شخص عارض ہے وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ انصاف فرمائے کہ ان تفصیلات کے بعد اس روایت کے عدم قبول میں کوئی اشتباہ باقی رہ جاتا ہے؟

اسانید نسائی

واضح ہو کہ محدث ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ سے یہ روایت ثقلین دو طریقوں سے مروی ہے۔ ایک طریقہ وہ ہے جو ان کی کتاب خصائص سیدنا علیؑ میں مذکور ہے۔ دوسرے طریقہ وہ ہے جو ان کی مشہور تصنیف السنن الکبریٰ میں مرقوم ہے اور موجودہ سنن نسائی میں جو اس کبریٰ سنن کا خلاصہ ہے، نہیں ہے۔ اب پہلے ہم ان تصانیف میں سے ہر دو طریق روایت کو سند کامل کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

اسناد اول

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعَاذٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ حَدَّثَنِي جَبِيْبُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ ثَابِتٍ عَنْ ابْنِ الطُّفَيْلِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ لَمَّا وَفَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَجَّةِ الْوُحْدَانِ وَنَزَلَ غَدِيرِ خَيْمٍ، أَمْرٌ بِدَفْعِ الْحَاثِ فَقَعَمَنْ ثُمَّ قَالَ كَأَنِّي دَعَيْتُ فَأَجَبْتِ وَأَنِّي تَارَكْتُ فَيَكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كُتِبَ لَكُمْ لِقَاءُ اللَّهِ وَغَيْرُكُمْ أَهْلُ بَيْتِي فَاَنْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونَ فِيهِمَا فَإِنَّهُمَا لَوْ يَتَفَرَّقَانِ حَتَّى يَرِدَ أَعْلَى الْخَوْضِ ... ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مَوْلَايَ وَإِنَّا وَلِيُّ

کُلُّ مؤْمِنٍ ثَمَرَةٌ اَتَتْهُ اَخَذَتْ بَيْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ مَنْ وَلِيَهُ هَذَا وَلِيَهُ
 اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَنْ وَالَاهُ وَعَادَ مَنْ عَادَاهُ فَقُلْتُ لَزِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّهَ مَا كَانَ فِي الدُّوْحَاتِ أَحَدًا إِلَّا رَأَاهُ
 بَعِيْنُهُ وَسَمِعَتْهُ بِأَذْنِيهِ ۝

اسنادِ ثانی

قَدْ رَوَى السَّائِقُ فِي مُنْتَهَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُشَقِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ عَنْ
 أَبِي معاويةَ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ جَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْأَنْفُسِ
 عَنْ زَيْدِ بْنِ اِرْقَمَ قَالَ لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
 حُجَّةِ الْوُدَاعِ وَمَنْزِلِ بَعْدِ بَرْخِ، امْرُؤٌ وَجَّاهٌ فَخَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ كَأَنِّي قَدْ
 دَخَلْتُ فَاَجَبْتُ اَنْفَ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كَأَجَبُ اللَّهِ وَعَرَفِي أَهْلُ
 بَيْتِي فَاَنْظُرُوا كَيْفَ يَخْلُفُونِي فِيهِمَا فَاَتَمَّهَا، ... لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرُدَّ
 عَلَى الْحَرَضِ، ... ثُمَّ قَالَ اللَّهُ مَوْلَانِي وَاتَّ وَلِيَّ كُلِّ مؤْمِنٍ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِ
 عَلِيٍّ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا اَوْلِيَاهُ - اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادَ
 مَنْ عَادَاهُ فَقُلْتُ لَزِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ
 مَا كَانَ فِي الدُّوْحَاتِ أَحَدًا إِلَّا رَأَاهُ بَعِيْنُهُ وَسَمِعَتْهُ بِأَذْنِيهِ ۝ تَقَرَّرَ بِهِ
 السَّائِقُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ ۝

ہر دور و آیات کا حامل ترجمہ یہ ہے :
 زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے
 واپسی پر حبيب نالاب غم کے پاس فروکش ہوئے تو درختوں کے کلاں کی صفائی کا حکم
 صادر فرمایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دعوتِ اہل

۱۔ المضائق للشافعی ص ۲ طبع مصر ۱۲۸۵ البدایہ والنہایہ جلد پنجم ص ۲۲۱ علی فطابرحین الشافعی

پہنچے گی میں اسے قبول کروں گا۔ تحقیق میں تمہارے پاس دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک چیز دوسری چیز سے بڑی ہے وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری اولاد میری اہمیت میں۔ اس بات کا خیال کرنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیا معاملہ کر دوں گے؟ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ میرے پاس عوض پر پہنچیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ میرے سردار اور مہربان ہیں اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، جس شخص کا میں دوست ہوں۔ یہ علیؓ امر تقضیٰ بھی اُس کے دوست ہیں۔ اے اللہ! جو اس کے ساتھ دوستی رکھے اس کو تو بھی دوست رکھ اور جو شخص اُس کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اُس کے ساتھ عداوت رکھ!

ابو الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم کو کہا کہ تو نے یہ بات حضور علیہ السلام سے سنی ہے؟ تو اُس نے کہا کہ جو شخص بھی ان درختوں میں حاضر تھا، اُس نے یہ چیز اپنی دونوں آنکھوں سے دیکھی اور اپنے دونوں کانوں سے سنی۔ روایات مندرجہ بالا کا حاصل ترجمہ ذکر کرنے کے بعد ان کی متعلقہ گزارشات پیش خدمت ہیں:-

(۱)

پہلی روایت علامہ نسائی کے ”رسالہ خصائص سیدنا علیؓ“ میں مذکور ہے اس سے پہلے دو نام احمد بن منشیؒ اور اُس کا شیخ یحییٰ بن معاذؒ، مطیع والوں کی طرف سے غلط چھپ گئے ہیں اور رجال کی کتاب میں (جو متداول ہیں) ان میں ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ بڑی تلاش کی گئی ہے۔ پھر شیعہ رجال بھی دیکھے گئے ہیں۔ وہاں بھی یہ دونوں نام لاپتہ ہیں۔ اس کے بعد خصائص کے دیگر نسخوں کی طرف رجوع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کاتب و طابع کی مہربانی سے یہ ہر دو نام غلط طبع ہوئے ہیں۔ احمد بن المنشیؒ کی جگہ محمد بن المنشیؒ صحیح نام ہے اور یحییٰ بن معاذ کی بجائے یحییٰ بن حماد درست نام ہے۔ علامہ نسائی نے خصائص ہذا میں صحت روایت کا بالکل التزام نہیں کیا۔ بہت سی ضعیف روایات بھی اس میں آگئی ہیں اور متہم بالوضع اور متہم بالتشیع اور کئی قسم کے مجروح رواۃ سے اس کی روایات مدون

ہیں اور دوسری روایت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے الہدایہ والنہایہ - جلد پنجم ص ۲۰۹ میں نسائی کی السنن الکبریٰ سے نقل کی ہے اور فرمایا کہ تصدیق بہ الشافعی من هذا انجید مطلب یہ ہے کہ روایت ہذا کو اس طریقہ سے ذکر کرنے میں فاضل نسائی متغزو ہیں۔ اس طریقہ میں اور محدثین اس کے شریک نہیں ہیں۔ امام ترمذی نے روایت ثقلین کو غریب کے لقب سے یاد کیا ہے جیسا کہ عنقریب گذرا ہے اور ابو موسیٰ مدینی نے اس کو غریب جدا سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ عنقریب اپنے مقام پر آ رہا ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے بھی عذوق اہل بیت والی روایت کو ضعیف اور غیر صحیح کہا ہے جیسا کہ ترمذی کی روایت کے آخر میں واضح طور پر لکھا گیا ہے

۲

نیز واضح ہو کہ السنن الکبریٰ کی روایت کو صاحب فہم النجاة اور صاحب غیقات وغیرہما ان کے مجتہدین نے نہیں ذکر کیا۔ ہم نے اپنی تلاش کے موافق، اس کی جستجو کر کے، اس کو پیش کر دیا ہے۔ تصدیق ہے کہ اس نوع کی روایات جس قدر مل سکتی ہیں، وہ سب یکجا کر دی جائیں تاکہ صحیح و سقیم و ضعیف و قوی کا درست اندازہ ہو سکے اور اس کا صحیح محل قائم اور متعین ہو سکے۔

۳

یہ ہر دو روایات مندرجہ بالا دراصل ایک ہی روایت ہے۔ اسناد میں صرف ایک راوی کا فرق ہے اس طرح کہ خصائص میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو عوانہ ہے اور سنن میں یحییٰ بن حماد کا شیخ ابو معاویہ ہے۔ باقی تمام اسناد ایک جیسا ہے اور متن بھی۔ ہر دو اسانید میں سے پہلی سند کے متعلق ہم کوئی کلام نہیں کرتے۔ البتہ ابو معاویہ کے متعلق ذرا سخت الفاظ پائے جاتے ہیں، ان کو سامنے لا دینا ٹھیک ہے۔ ذہبی نے میزان الاعتدال ص ۳۲۷ جلد سوم میں ابو معاویہ کے حق میں لکھا ہے کہ :

وَقَدْ اَشْتَهَرَ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الشَّيْخِ عَمِيْنِ غَالِي شَيْعِهِ تَحْتَهُ اَنْ كَانُوْا فِي الْبَيْتِ مَشْهُوْرًا

(۴)

واضح رہے کہ نسائی کی یہ روایات صحیح مسلم اور اس کے ساتھ جمع کردہ روایات (یعنی مسند احمد کی روایت، ششم اور دارمی کی روایت) سے کم درجہ رکھتی ہیں۔ مسلم اور اس کے ساتھ والی دونوں روایات میں صحت کے شرائط کماتھے پائے جاتے ہیں اور یہاں وہ موجود نہیں ہیں۔ البتہ ان کو ہم ہر سہ روایت مذکورہ کے بعد کا درجہ دے سکتے ہیں۔ اب ہم ہر دو روایات نسائی کے متن روایت کے متعلق گزارش کرتے ہیں:

روایت نسائی کے دو حصے ہیں۔ روایت کا پہلا حصہ عترت، والہیت کے وجوب اطاعت اور وجوب تسک کے لئے پیش کرتے ہیں۔ یہ حصہ حتیٰ یزید علیٰ المحکم تک ختم ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرا اللہ مولای ذانا والی کلمہ مؤمنین آجھ کو، علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کی خاطر تجویز کیا کرتے ہیں۔ یہ آخر روایت تک چلا گیا ہے مختصر یہ ہے کہ ان ہر دو دعاوی پر روایات مندرجہ بالا کو دلیل صریح کے درجہ میں رکھا جاتا ہے۔ اب متن میں غور کر لیا جائے کہ اس سے مذکورہ دعاوی کا اثبات و استنباط کہاں تک درست ہے؟

اولاً: روایات مندرجہ کے پہلے حصہ میں بہ نظر انصاف تدبیر کیا جائے، اس میں کہیں ایسے الفاظ موجود ہیں جن سے مسند وجوب اطاعت ثابت ہوتا ہو، مثلاً یہاں عترت و اہل بیت کے اقوال و اعمال کو عمل درآمد کے لئے اخذ کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔

۲۔ یا ان کے ساتھ تسک کا فرمان جاری کیا گیا ہو۔

۳۔ یا متن روایت کے کسی لفظ سے ان کی اطاعت کا لزوم معلوم ہوتا ہو۔

یہاں یوں ارشاد فرمایا گیا ہو کہ اگر ان کا فرمان مانو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وغیرہ

بہر کیف اس نوعیت کا کوئی حکم یہاں موجود نہیں ہے۔ پس یہ دلیل دوستوں کے اثبات دعویٰ کے لئے ہرگز مفید نہیں یعنی تقریباً تمام مذاہب اس حصہ میں صرف کتاب اللہ کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور اہل بیت کے ساتھ جن معاملہ کے متعلق توجہ دلائی گئی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ قرآن مجید سے اہل بیت ہمیشہ ہمیشہ نہ جدا ہوں گے اور ان کا یہ مستقل نشان بیان کیا کہ قرآن مجید کا ساتھ یہ لوگ دائمی نہ چھوڑیں گے، ان کی کچھ نہ کچھ تعداد ضرور قرآن سے وابستہ رہے گی۔

ثانیاً، روایت ہذا کے حصہ ثانی کی طرف رجوع فرمائیے جس کو حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کے لئے واضح ثبوت قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے نزدیک یہ دلیل اس دعویٰ کے اثبات کے لئے روز روشن سے بھی زیادہ درخشندہ ہے۔

تمام بحث کا دارومدار یہاں لفظ دلی اور مولیٰ پر ہے۔ ان کے نزدیک یہ الفاظ یہاں خلیفہ بلا فصل کے معنی میں مستعمل ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ہے کہ جس کا میں مولیٰ یا ولی ہوں، اُس کے علی بھی مولیٰ اور ولی ہیں۔ فلہذا اس روایت سے ثابت ہوا کہ علی المرتضیٰ تمام مسلمانوں کے لئے خلیفہ بلا فصل ہیں۔

الجواب

یہاں چند چیزیں قابل توجہ ہیں :

۱۔ اہل السنۃ میں سے بہت سے اکابر علماء جیسے امام بخاری۔ ابن ابی حاتم وازنی ابراہیم الحرانی۔ ابن ابی داؤد۔ ابن حزم وغیرہم کو غدیر خم کے واقعہ کی تفصیلات، (مثلاً علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑنا اور فرمانا کہ جس کا میں مولا ہوں، علیؑ بھی اُس کے مولا ہیں وغیرہم) کی صحت میں کلام ہے۔ اس بنا پر کہ جن صحیح اسانید کے ساتھ یہ واقعہ منقول ہے مثلاً صحیح مسلم وغیرہ میں وہاں یہ تفصیل مذکور نہیں ہیں، مہقوق ہیں اور جہاں اس نوعیت کی تفصیلات دستیاب ہوتی ہیں وہاں کے بیشتر طرق متکثر فیہ اور قابل نقد

ہیں صحت روایت کے معیار پر نہیں اتر سکتے۔ فلہذا یہ روایت ولایت عند العلماء قابل بحث بن گئی ہے۔ بہت سے علماء اس کی عدم صحت کی طرف ہیں جس طرح اُپر ان میں سے بعض کا ذکر کیا ہے اور بعض حضرات اس کے صحیح ہونے کے قائل ہیں اور جو اکابر روایت ہذا کو درست تسلیم کرتے ہیں، ان کے نزدیک بھی روایت کا معنی اور مفہوم وہی معتبر ہے جو عنقریب ہم پیش کر رہے ہیں یعنی اس موقع پر دوستی و محبت بیان کرنا مقصود تھا، خلافت بلا فصل ہرگز مراد نہیں تھی اور خلافت کے متعلق کوئی تذکرہ وہاں جاری نہیں تھا۔

(۲) دوسری عرض یہ ہے کہ اگر انسانی کی روایات بالا کے متن پر غور کیا جائے تو یہ معلوم کرنا مقصد ہے کہ یہاں لفظ مولیٰ اور ولایت کا کون سا معنی درست ہے؟ اہل علم جانتے ہیں کہ مولیٰ کے متعدد معانی لغت عربی میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ابن اثیر جزیری نے اپنی کتاب ”التحقیات“ جو لغت حدیث میں مشہور ہے میں لفظ مولیٰ کے سولہ عدد معانی درج کئے ہیں اور ”المجکب“ میں ”میں“ اکتیس معانی لکھے ہیں مگر ان تمام معانی میں لفظ مولیٰ کا معنی خلیفہ بلا فصل کہیں بھی دستیاب نہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ مولیٰ کے اتنے کثیر معانی میں جب بلا فصل خلیفہ کا مفہوم نہیں پایا گیا تو ان معانی میں سے کون سا معنی یہاں روایت ہذا میں درست ہوگا تو اس اشکال کا حل خود اس روایت نے کر دیا ہے اس طرح کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَيْكَ مَوْلَاةٌ کے متعلق بعد اس روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ مَوْلَاَهُ وَعَادَا مَنْ عَادَاهُ یعنی اے اللہ! جو علیؑ کے ساتھ دوستی رکھے تو اُس کے ساتھ دوستی رکھ! اور جو علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے تو بھی اُس کے ساتھ عداوت رکھ! ان کلمات میں موالاة ایک دوسرے سے دوستی رکھنا اور معاداة ایک دوسرے سے دشمنی رکھنا ہر دو کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے، ان کا یہ تقابل ذکر کیا جانا یہ خود اس بات کا واضح قرینہ ہے کہ اس مقام میں مولیٰ اور ولی دوستی و محبت کے معنی میں ہی متصل ہے کوئی دوسرا معنی خلیفہ بلا فصل یہاں مراد نہیں ہے ورنہ یہ جملہ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ مَوْلَاَهُ وَعَادَا مَنْ

عدادہ ماقبل کے ساتھ بے جوڑ ہو کر رہ جائے گا۔ ایک مادہ ولی کے ایک ہی ردِ اٰثبات میں دو معنی متعارف قائم ہونے کی وجہ سے معنوی تشکیک رونما ہو گا جو بلاغتِ کلام کے منافی ہے۔

۳

جب روایتِ ہذا کے الفاظ کے اعتبار سے مولیٰ کا معنی دوست و محب متعین ہو گیا تو اب غور فرمائیے کہ یہ دلیل اثباتِ خلافتِ بلافضل کے لئے کہاں تک مثبت ہو سکتی ہے اور جو دلیل اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے وہ تقریباً تام نہیں ہے دعویٰ تو یہ ہے کہ علی المرتضیٰ نبوت کے بلافضل خلیفہ ہیں اور اس دعویٰ کے اثبات کے لیے جو حجت اور دلیل پیش گئی ہے اس میں وارد ہے کہ جس شخص کا بتی دوستدار ہے علی بھی اسی کا دوستدار ہے۔ لئے اللہ! جو شخص علیؑ کے ساتھ محبت رکھے تو اس کے ساتھ محبت رکھے۔ جو علیؑ کے ساتھ دشمنی رکھے تو اس کے ساتھ دشمنی رکھے! آپ ہی انصاف فرمائیں کیا ایسی دلیل سے دعویٰ مذکور ثابت ہو سکتا ہے جس میں خلافتِ بلافضل کے لئے ایک کلمہ بھی وارد نہیں ہے۔ نسائی کی روایات کا خلاصہ یہ ہوا کہ روایاتِ ہذا اگر صحیح ہیں تو مدعیانِ حبِ اہلبیت کے لئے مفید نہیں اور مسلکِ اہل السنۃ کے لئے مضر نہیں کیونکہ روایتِ ہذا کو صحیح تسلیم کرنے کی صورت میں یہاں صرف فضیلتِ مرتضوی ثابت ہوتی ہے، اس کے ہم قائل و معترف ہیں۔ خلافتِ بلافضل نہیں ثابت ہوتی جس سے اُن کا مدعا پورا ہو سکتا۔

تنبیہ: تحقیق کے شائق اہل علم کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ میر حامد حسین صاحب تصنیف مجتہد شیعہ لکھنوی نے جس طرح روایتِ ثقلین پر دو ضخیم جلدیں عیقاتِ الانوار کی مرتب کی ہیں اور اپنے زعم میں اس کو متواتر ثابت کرنے کے لئے تمام تر قوت بے فائدہ صرف کر دی ہے، ٹھیک اسی طرح میر صاحب نے روایتِ "ولایت" مِنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ کو بھی لفظاً و معنی متواتر ثابت کرنے کی خاطر اپنی کتاب عیقاتِ الانوار کی کلاں جلدیں مدون کر دی ہیں اور اپنی جانب سے انہوں نے اس

مقصد پراثری چوٹی کا زور لگایا ہے۔ لیکن مدار حق کو اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے جواب کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا تھانوی مرحوم نے اپنی تصنیف بیان القرآن پارہ ششم آیت یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے حواشی مٹھی بہ تصحیح الاغلاط متعلقہ جلد سوم مطبوعہ نجفائی دہلی میں اس روایت "ولایت" (من کنت مولاه فعلی مولاه) کی عربی عبارت میں طویل بحث کی ہے جس میں اس روایت کے تمام طرق و اسانید جمع کر کے محققانہ تنقید فرمائی ہے وہاں صاحب مباحث کی تمام مساعی کو خوب رد کیا ہے۔ ہم تحقیق کے طلبکار لوگوں سے گزارش کریں گے اگر اس روایت کی کما حقہ تحقیق دیکھنی مطلوب ہو تو اس مقام سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ وہاں بڑے بڑے عجیب علمی انشاف حاصل ہوں گے۔ اور شععی استدلال کی پوری حقیقت بھی واضح ہو جائے گی۔

اسناد مندا بی یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ التیمی الموصلی

متوفی ۳۷۵ھ

"حدثنا بشر بن ولید ثنا محمد بن طلحة عن الاعمش عن عطیہ بن سعد عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی ادرک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ جبل ممدود بین السماء والارض وعترتی اهل بیتی وان اللطیف الخیر اخیرنی انھما لن یفترقا حتی یرداعلیٰ العوض فانظروا بعنا تحلفون فیھما" (مندابی یعلیٰ الموصلی ص ۶۲ قلمی کتب خانہ سعید حیدر آباد دکن) واضح ہو کہ ابو یعلیٰ موصلی کا یہ سنہ زوادات زمانہ میں سے ہے۔ بڑی جیتو کے بعد حیدر آباد دکن کے کتب خانہ سعید یہ میں ملا ہے۔ وہاں کے ثقہ اور معتد علیہ مشہور اہل علم مولانا ابوالوفاء افتخانی مدیر لجنۃ احیاء معارف النعمانیہ دکن کے ذریعے یہ روایت منکاتی گئی ہے جو ملفظ و بعینہ یہاں مندرج ہے۔ اس کے اسناد کی طرف توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس سند میں بعض بزرگ ایسے تشریف رکھتے ہیں جن کی وجہ سے سند ماقطال اعتبار ہو چکی ہے۔ یہ

صاحب عطیہ بن سعد عوفی کو فی ہیں۔ یہ ضعیف الحدیث ہے۔ کثیر الخطا ہے مشہور مدس ہے۔ (جس سے روایت لیتا ہے اس کا اصلی نام واضح نہیں کرتا)۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا "شیعان کوفہ" میں شمار ہے اور "دوستوں" کا عمدہ نمائندہ ہے۔ محمد بن سائب الکلبی (چشم شور کذاب ہے) سے اس شخص نے جعلی روایات کا بہت بڑا ذخیرہ (الوسعیہ کفایت تجویز کر کے) اُمت میں پھیلا دیا ہے۔ تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال ذہبی وغیرہ میں ان استاد و شاگردوں کے حالات ملاحظہ فرما کر تسلی کر لی جائے۔ اندریں حالات ان کی مرویات کو قبول کر لینا قواعد اہل السنۃ کے بالکل بعکس ہے۔

نیز اگر ہم اس روایت کو علی سبیل الفرض صحیح تسلیم کر لیں تو بھی دوستوں کا معنی مطلوب اس سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ روایت ہذا میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں ہے جس سے اہل بیت و عترت کی وجوب اطاعت ثابت ہوتی ہو۔

- ۱۔ نہ اس متن مندرج بالا میں تمکک کا حکم دیا گیا ہے۔
 - ۲۔ نہ اس میں یہ حکم ہو رہا ہے کہ عترت کا قول و فعل قبول نہ کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔
 - ۳۔ نہ ہی یہاں خلافت کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے۔
- البتہ یہاں کتاب اللہ کی اہمیت ایک تشبیل کے ساتھ مذکور ہے اور حقوق اہل بیت کی رعایت رکھنے کی ترغیب مندرج ہے اور یں ۱۔
- اسی طرح مندا ابی یعلیٰ جلد اول تحت منہات ابی سعید الخدری میں ثقیلین کی ایک اور روایت بعینہ اسی نوع کی منقول ہے وہ بھی عطیہ عوفی (عن سعید الخدری) کی وجہ سے مجرد و مقدوح ہے۔ اہل علم کی تسلی کے لیے یہ وضاحت کر دی گئی ہے۔

اسناد محمد بن جریر طبری۔ المتوفی ۳۱۰ھ

(بحوالہ کنز العمال - جلد اول)

.... عن محمد بن عمر بن علی عن ابیہ عن ابی طالب قال
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضر الشجرۃ بنخم فخرخ

اخذاً بيد علي فقال يا ايها الناس الستم تشهدون ان الله ربكم
قالوا بلى قال الستم تشهدون ان الله ورسوله ادلى بكم من
انفسكم وان الله ورسوله مولاكم قالوا بلى قال من كنت مولاه
فعلني مولاه اني قد تركت فيكم ما ان اخذتم لن تضلوا بعدي
كتاب الله بايديكم واهل بيتي

(کنز العمال جلد اول ص ۹۶ طبع اول تفتی کلاں)

ترجمہ روایت ہذا:

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم کے پاس درختوں میں تشریف لائے۔ و قیام فرمایا، پھر
علی کا ہاتھ پکڑے (اپنی قیام گاہ سے)، باہر تشریف لا کر فرمایا کہ اے لوگو! کیا تم اس بات کی
گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تمہارا رب ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! ہم گواہی دیتے ہیں۔
پھر حضرت نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ اور اس کا رسول
تمہارے نفسوں سے بھی تمہارے ساتھ زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اور اللہ اور رسول تمہارے مولا
ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں صحیح ہے پھر فرمایا جس کا مولا میں ہوں اس کے علی مولا ہیں۔
تحقیق میں تم میں ایسی چیز کو چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اس کو پکڑو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے
وہ اللہ کی کتاب ہے تمہارے ہاتھوں میں اور میرے اہل بیت ہیں۔

واضح ہو کہ اس روایت مندرجہ بالا کی کامل سند تلاش کے باوجود کہیں سے دستیاب
نہیں ہو سکی جس کا ہمیں از حد افسوس ہے۔ ممکن ہے طبری کی کتاب تہذیب الآثار میں یہ
مکمل سند مل سکے۔ ہم کو اس کا نسخہ کہیں سے دستیاب نہیں ہے۔ پھر ہم نے تلاش کی
ہے کہ یہ روایت حضرت علیؑ کے پوتے محمد بن عمر بن علی کے واسطے سے جن جن محدثین (صحاب
تخریج) نے روایت کی ہے ان کے ہاں سلسلہ روایت ہذا کس طرح پایا گیا ہے، اس جستجو
کے ذریعے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ محمد بن عمر بن علی سے روایت کرنے والا راوی اس
جگہ کثیر بن زید ہے جو بلا واسطہ محمد بن عمر مذکور سے راوی ہے۔ اب کثیر بن زید تک سلسلہ روایت
واحد ہے۔ اس سے نیچے اسناد ہذا میں اختلاف شروع ہوتا ہے۔ یہ چیز کم کہ محمد بن جریر

طبری کے ہم زمان اور قریب زمانہ والے لوگوں کے اسانید میں دستیاب ہو گئی ہے۔ ایک تو محدث اسحاق بن راہویہ کے منہ میں روایت ہذا اسی اسناد کے ساتھ قمر ہو گئی ہے۔

دوسرا ابو جعفر امام طحاوی کی شکل الآثار جلد دوم ص ۳۷۷ میں بھی یہی روایت ہے اسی اسناد کے ساتھ مذکور ہے اور الفاظ روایت بعینہ ابن جریر طبری والے ہیں۔ فلہذا ان قرائن سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ محمد بن عربی علی کے تحت کثیر بن زید راوی ہے اور کثیر مذکور حقی میں مندرجہ ذیل الفاظ جرح علماء رجال نے درج کیے ہیں۔

ضعیف فیہ لین۔ لیس بشیء۔ لیس بقوی لا یحجج بنقلہ۔ یعنی یہ شخص کثیر بن زید محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، قوی نہیں، اس میں ضعف ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے جو چیز یہ نقل کرے وہ قابل محبت و دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح جامع صغیر سیوطی کی شرح فیض القدیر میں عبدالرؤف منادی نے اس کثیر کو مجروح قرار دے دیا ہے (ملاحظہ ہو فیض القدیر ص ۳۸۷ ج ۱) تحت حدیث لا یتکوا علی الدین (الخ) قبل ازیں ہم نے منہ اسحاق بن راہویہ کی سند کے تحت الفاظ جرح پر کے حوالہ جات کے ساتھ لکھ دیئے ہیں، رجوع کر لیا جائے۔

اب لقامہ الحجرج مقدم علی التقدیل اس کثیر کی اگرچہ بعض حضرات توثیق بھی نقل کریں تو لائق التفات نہ ہوگی۔ اور یہ روایت درجہ صحت کو نہ پہنچ سکے گی۔ مقام استدلال میں صحیح و ثابت صحیح سند کے ساتھ مطلوب ہے۔

روایت ثقلین منہ ابی عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم الاسفراہینی

المتوفی ۳۱۶ھ

طبقات الانوار میں درج ہے کہ محمود الشجانی قادری در صراط المستوی گفتہ
واخرج ابو عوانہ عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
قال لما رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع ونزل
غدير خم فقمتم ثم قال کانی قد دعیئت فاجبت انی قد ترکت فیکم
الشکلین کتاب اللہ وعترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما

فانهم ان يفتروا حتى يروا على الحوض ثم قال ان الله مولاي وانا
 ولي كل مؤمن ثم اخذ بيد علي فقال من كنت مولاه فعلي مولاه الخ
 (عقبات ج ۱ ص ۱۶۱) اس کے متعلق چند معروضات پیش کی جاتی ہیں :

(۱)

مسند ابی حازم کا مکمل اسناد کا مل کتاب نزدستیاب ہونے کی وجہ سے غیر نہیں برسر کا۔ کتاب
 مسند ابی حوائج کے صرف دو جلد ابتدائی دائرۃ المعارف دکن میں طبع ہوئے ہیں، وہ ہمارے سامنے
 ہیں ان میں یہ روایت نہیں مل سکی مزید کتاب کے غیبیہ مطبوعہ اجزاء طبع کے بعد ہی پتہ آ سکتے ہیں۔

(۲)

متن کے اعتبار سے یہ من و عن وہی روایت ہے جو علامہ نسائی سے السنن الکبریٰ للنسائی
 میں مروی ہے اور البیہ لابی بن کثیر کے حوالہ سے ہم قبل ازیں نقل کر چکے ہیں یعنی میر شدہ اسناد
 کے ساتھ اس کو نقل کیا گیا ہے۔ متن کے اعتبار سے اس کی تمام متعلقہ بحث وہاں نسائی کی روایت
 کے تحت مندرج ہے، ملاحظہ فرمائی جائے۔ آمادہ کرنے کی حاجت نہیں ہے۔

اسناد مشکل الآثار امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلیمان المصری الطحاوی

(متوفی ۳۲۱ھ)

حدثنا ابراهيم بن مرزوق ثنا ابو عاصم العقدي ثنا يزيد بن كثير
عن محمد بن عمر بن علي عن ابيه عن علي ان النبي صلى الله عليه وسلم
حضر الشجر بجمعة فخرج اخذ ابيد علي فقال يا ايها الناس الستم
تشهدون ان الله ربكم قالوا بلى قال الستم تشهدون ان الله ورسوله
اولى بكم من انفسكم وان الله ورسوله مولاكم قالوا بلى قال من
كنت مولا فاعلى مولاه اني قد تركت فيكم ما ان اخذتم من قتلوا
بعد كتاب الله بايد بكم واهل بيتي

(مشکل الآثار لابی جعفر الطحاوی ص ۳۰ جلد ۲ طبع وزارت المعارف دکن)

روایت ہذا کا ترجمہ ابن جریر طبری کی روایت کے تحت گزر چکا ہے، اس لیے دوبارہ
درج کی حاجت نہیں ہے۔ البتہ اس اسناد کے متعلق ذیل میں مندرجہ گزارشات لائق توجہ ہیں۔

(۱)

یہ حوالہ ہمارے دوستوں میں سے صاحب فلک النجاة و صاحب حقائق وغیرہ کسی حدیث
نے ذکر نہیں کیا۔ ہم نے اپنی تلاش سے اس کو حاصل کر کے پیش خدمت کر دیا ہے اگر قبولیت
کے لائق ہو تو اس کو قبول کیا جائے ورنہ نہیں۔

(۲)

مندرجہ بالا سند کی اسناد الرجال سے تحقیق کی گئی ہے۔ اس سند میں ایک شخص یزید بن کثیر
تشریف فرما ہے۔ یہ حضرت باکل مہول الذات و مہول الحال ہے۔ رجال و طبقات کی مندرجہ ذیل
کتاب میں تاحال اس کا کہیں سراغ نہیں مل سکا۔ بڑی کوشش کے باوجود ہم اس نام کی تلاش
میں ناکام رہے ہیں۔ تقریب التہذیب، تہذیب التہذیب، لسان المیزان، تاریخ صغیر امام بخاری
تاریخ کبیر امام بخاری، کتاب المخرج والتحصیل لابن ابی حاتم لازمی، طبقات ابن سعد علیہ السلام

اصغمانی۔ انخار اصغمان لابی نعیم۔ تاریخ جرجان سہمی۔ تاریخ بغداد و خلیب بغدادی۔ تذکرۃ الحفاظ و سبک
میزان الاعتدال و سبک۔ تذہیب الکمال خزرجی۔ تعجیل المنقذ لابن حجر۔ تاریخ ابن خلکان وغیرہ وغیرہ کی
کافی ورق گردانی کی گئی ہے۔ مگر یہ بزرگ ناماحال محض ہی ہیں۔

(۳)

اہل علم کی آگاہی کے لیے عرض کیا جاتا ہے کہ یزید بن کثیر شیعہ رجال میں بھی منقود ہے۔
مندرجہ ذیل کتب اس نام کی تلاش کی خاطر اپنے اپنے مقام میں دیکھ لی گئی ہیں یہ حضرت
روپوش ہی ہیں کہیں دکھائی نہیں دیتے۔ رجال کشی۔ رجال نجاشی۔ رجال تفرشی۔ رجال متانی
رجال ابن علی رشتی انتقال، رجال علی۔ جامع الروایۃ اروپائی مخصر ائصال فی تحقیق احوال الرجال
روضات البیئات خوانساری قصص العلماء تحفۃ الاحباب شیخ عباس قمی۔ تتمۃ المنتہی شیخ
عباس قمی۔ احسن التواریخ فی تراجم الشیعہ۔ مجالس المؤمنین شوتری۔ ان چارہ کتب تراجم و
رجال میں کہیں اس کا ویدار نصیب نہیں ہو سکا۔

ان گزارشات کے بعد منصف مزاج حضرت خود ہی فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کیا ایسی روایت
قابل قبول ہو سکتی ہے جس کے رواۃ متداول کتابوں میں لاپتہ و منقود و الجبر ہوں۔

(۴)

اس سند کے متعلق آخر میں ایک رائے پیش کی جاتی ہے اگرچہ خاطر ہو تو قبول کر لی جائے
ورنہ چھوڑ دی جائے۔ وہ یہ ہے اسناد بالا میں یزید بن کثیر کے نام میں رواۃ کی طرف سے یا
ناقلین کی جانب سے قلب واقع ہو گیا ہے۔ اصل نام کثیر بن زید درست ہے یہاں وقوع
قلب کو دوسرے قرآن کے ذریعہ معلوم کیا گیا ہے۔ ایک تو سند اسحاق بن راہویہ کی سندیں (اسی
روایت الثقلین میں) محمد بن عمر بن علی کا شاگرد کثیر بن زید ہے۔

اسناد بھی واحد ہے۔ روایت بھی یہی ہے۔ دوسرا جہاں کتب رجال میں محمد بن عمر بن
علی کے شاگردوں کی فہرست شمار ہوتی ہے وہاں اس کے شاگردوں میں کثیر بن زید بھی ملتا ہے۔
یزید بن کثیر مذکور نہیں ہے۔ اور اس کثیر بن زید کے متعلق اسناد اسحاق بن راہویہ کی روایت
کے تحت مفصل کلام گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔ یہ شخص مجروح ہے۔ روایت میں

خطا کرنے والا ہے۔ لہذا اس کی روایت درج صحت کو نہیں پہنچ سکتی۔

اسناد بغوی (متوفی ۳۱۷ھ)

عیقات الانوار جلد اول میں ابوالقاسم بغوی کی مندرجہ ذیل روایت مذکور ہے۔ اور کتاب فرائد اسمین حموی میں سے یہ روایت صاحب عیقات نے نقل کی ہے۔

"انبأنا ابوالقاسم عبد الله بن محمد بن عبد العزيز بغوی انبأنا بشر بن الوليد الكندي انبأنا محمد بن طلحة عن الاعمش عن عطية عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اني اوشك ان ادعى فاجيب والني تارك فيكم الثقلين كتاب الله عز وجل جبل ممدود من السماء الى الارض وعترتي اهل بيتي وان اللطيف الخبير اخبرني انهما لن يتفرقا حتى يردا على الحوض فانظروا تخلفوني فيهما" (عیقات الانوار ص ۱۶۰ ج ۱ بحوالہ فرائد اسمین حموی)

اس روایت کا اصل ماخذ تو کتاب فرائد اسمین حموی ہے جو ہم کو تا حال تیسرئیں ہو سکی۔ اللہ اعلم کس پایہ کی کتاب ہے۔ یوثقی و مستبر روایت اس میں جمع کی گئی ہیں یا رطب و یا لبس کا مجموعہ ہے۔ تاہم اس اسناد میں شدہ و مندرجہ بالا، میں غور و فکر سے ثابت ہوا ہے کہ اس کی سند میں علیہ بن سعد کوئی تشریف فرما ہے۔ یہ بزرگ کثیر الخطا ہے۔ ضعیف الحدیث ہے اور مشہور شیخ ہے، عجیب قسم کا مدلس ہے۔ اپنے شیخ محمد بن اسحاق کلبی سے روایات نقل کر کے ابوسعید کے نام سے لوگوں میں پھیلاتا تھا۔ اس کی پوری اور ضروری تشریح ہم طبقات ابن سعد کی سند کے تحت درج کر چکے ہیں تفصیل وہاں ملاحظہ کر لی جائے اور شیعوں کے ہاں یہ شخص اصحاب محمد یا قرہیں شمار کیا جاتا ہے۔ جامع الرواة اور رجال امتحانی نے اس چیز کی خوب وضاحت کر دی ہے۔ لہذا یہ روایت قابل تسلیم نہ تصور ہوگی۔

صاحب عیقات نے آگے چل کر ۲۹۲ھ میں الوطاہر محمد بن عبد الرحمن المنفلوطی نے ایک روایت مستقل درج کی ہے۔ ناظرین کرام کی خدمت میں یہ عرض کرنا ہے کہ

وہ کوئی الگ اسناد کے ساتھ علیحدہ روایت نہیں ہے۔ وہ روایت بھی کتاب فرائد المسلمین مخریج
ابوالقاسم بغوی مذکور کی سند مندرجہ بالا کے ساتھ مروی ہے جس میں عطیہ عوفی وغیرہ بزرگ موجود ہیں۔
فلہذا ابوالطاهر محمد بن عبدالرحمن المخلص الذہبی کی روایت کی خاطر الگ بحث کی حاجت نہیں مخلص ذہبی
کی روایت عتبات الانوار ص ۸۹ جلد اول پر آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ میر صاحب نے المخلص ذہبی الگ
اسناد قائم کر کے کثرت اسناد دکھانے کی بے جا کوشش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کتاب ضخیم بنانے
کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بیشتر مقامات میں انہوں نے یہی روش اختیار کر رکھی ہے۔

Www.Ahlehq.Com

www.jmmpak.tk

روایت ثقلین کے ہشت گانہ (آٹھ عدد) اسانید

از احمد بن محمد بن سعید الکوفی المعروف بابن عقدہ کتیبۃ ابوالعباس (مستثنیٰ)
 واضح ہو کہ صاحب عجقات الانوار میر حامد حسین لکھنوی نے عجقات ص ۱۷
 جلد اسے لے کر ص ۷۷ جلد انک ابن عقدہ کے ہشت عدد اسانید سخاوی اور
 مسعودی وغیرہ کے واسطہ سے نقل کئے ہیں اگر یہ اسانید بمع متن مکمل نقل کئے جائیں تو
 بڑی طوالت ہو جائے گی اب ہم بغرض اختصار صرف عجقات کے درج کردہ
 اسانید کو پیش کرتے ہیں۔ متون روایت کو ذکر نہیں کریں گے۔ نیز یہ بھی معلوم
 رہے کہ عجقات میں جو کچھ اسناد ذکر ہوا ہے وہ ابن عقدہ کا مکمل اسناد
 نہیں ہے۔ بعض اسناد ہے تاہم جو کچھ مندرج ہے۔ اسی کو ہم بھی یہاں اندراج
 میں لائیں گے۔

نیز یہاں یہ بات بھی ذکر کرنی مناسب ہے کہ ابن عقدہ نے روایت من
 کنت موکاة فعلی موکاة کے اثبات میں ایک مستقل تصنیف مدون کی ہے۔

اس کا نام کتاب الموالاة ہے اور کتاب الوالایۃ بھی اسی کا دوسرا
 نام ہے۔ اس تصنیف میں ابن عقدہ نے روایت من کنت موکاة الخ کے ساتھ
 ساتھ روایت ثقلین کے لئے بھی بعض اسانید درج کئے ہیں۔ اب عجقات کی
 عبارات میں اس تصنیف کا ذکر جا بجا پایا جائے گا۔ ناظرین کرام کے لئے مناسب
 معلوم ہوا کہ پہلے سے ان کو مطلع کر دیا جائے۔ ذیل میں آٹھ عدد اسانید درج
 کئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان پر جو ناقدانہ تبصرہ ہے وہ بعد میں یکجا پیش
 ہوگا۔ کہ ابن عقدہ کس معیار و مقدار کے آدمی ہیں اور ان کی تالیفات و تصانیف
 کا پایہ اعتبار کیا ہے؟

روایت جابر بن عبد اللہ (مقات ۱۴ جلد ۱)

این محقق در کتاب الولائیت کہ بکتاب الموالاتہ نیز معروف است این حدیث شریف (ثقلین) را بہ ہشت طریق روایت نمودہ چنانچہ این سخاوی در "استبصار" ارتقاء العزف و ذکر حدیث ثقلین مردی از جابر گفتہ و رواہ ابوالعباس ابن عقیقہ فی الولائیۃ "من طریق یونس بن عبد اللہ بن ابی فرود عن ابی جعفر محمد بن علی جابر رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع فلما رجع الجبۃ

علی المرتضیٰ (مقات ۱۴ جلد ۱)

و نیز سخاوی در استبصار ارتقاء العزف گفتہ و اما حدیث خزیمہ فہو عند ابن عقیقہ من محمد بن کثیر عن فطر دانی الجارود کلاہما عن ابی الطفیل ان علیاً رضی اللہ عنہ قام فحمد اللہ و اشہد علیہ دایہ طویل روایت ہے اس میں مجمع کثیر میں حضرت علیؑ کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے یوم غدیر غم میں خود نبی کریمؐ سے یہ روایت سنی ہو وہ گواہی دیں پس سترہ صحابی کھڑے ہو کر گواہی دیتے ہیں اور علی المرتضیٰؑ تصدیق کرتے ہیں الخ

روایت ابن ضمیرہ (۳)

نیز سخاوی در استبصار گفتہ و اما حدیث ضمیرہ الاسلمی فہو فی الموالاتہ من

حدیث ابراہیم بن محمد الاسلمی عن حسین بن عبد اللہ بن نمیرۃ عن ایمیہ عن
مبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من حجة الوداع الخ (عقبات صفحہ ۱۷۶ جلد ۱)

(۴)

حذیفۃ وعامر بن لبیل

واما حدیث عامر فاخرجه ابن عقیلۃ فی الموالاتۃ من طریق عبد اللہ بن سنان
عن ابی الطفیل عن عامر بن لبیل بن خمرۃ وحذیفۃ بن اسید رضی اللہ عنہما
قالا لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع ولم یحج غیرہما
(عقبات ص ۱۷۶ جلد ۱)

(۵)

البوذری

نیز سخاوی در استیلاء کفۃ و اما حدیث ابی ذر ... فاشار الیہ الترمذی
فی جامعہ و لخرجه ابن عقیلۃ من حدیث سعد بن طریف عن الاصحیح بن
بیاتہ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ انه اخذ بحلقۃ باب الکعبۃ فقال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - (عقبات ص ۱۷۶ جلد ۱)

(۶)

روایت ابی رافع مولى

واما حدیث ابی رافع فهو عند ابن عقیلۃ ایضاً من طریق محمد بن عبد اللہ
بن ابی رافع عن جدہ ابی مولى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیرہم مصدرہ من حجة الوداع فام خلیباً (عقبات ص ۱۷۶ جلد ۱)

ام سلمہ

ذیہر سخاوی در استیلاء الزعماء الغرفہ گفتہ و اما حدیث ام سلمہ فتحیث ہا
عتاب بن عقیقہ عن حدیث ہارون بن خارجہ عن فاطمۃ بنت علی عن ام
سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید علی بن ابی
غفور فعمہا الخ۔ (عبقات مثلاً جلد ۱)

ام ہانی

و اما حدیث ام ہانی قد یشہا عنہ ایضاً من حدیث عمر بن سعید بن عمرو بن
جعفر بن ہبیرہ عن ابیہ ائہ سمعہا تقول رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من حجۃ الخ۔ (عبقات مثلاً جلد ۱)

نوٹ: روایت ”موالات“ (من کنت مولاً فعلی مولاً) و روایت ثقیلین کو اس
ابن عقرہ بزرگ نے بے شمار اساتید کے ساتھ اپنی تصنیفات میں
کتاب الموالات یا ”کتاب الولایت“ وغیرہ ہما میں مدون کیا ہے اور
جن لوگوں نے فضائل و مناقب کی تالیفات مرتب کی ہیں ان میں بہت
سے لوگوں نے اپنی تالیفات و تصنیفات میں اسی ابن عقرہ کی روایات
پر اعتماد کیا ہے اور اسی کی مرویات کو ماخذ قرار دیا ہے اس چیز کا خود
صاحب عبقات کو بھی اقرار ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”وہمہ این روایات را از ابن عقرہ علامہ نور الدین سمہودی در
”جواہر العقیدین“ و احمد بن الفضل بن محمد باکثیر کی در وسیلۃ المآل

نیز آورده و انہیں روایات و روایات محمود بن علی الشیخانی
در صراط سوتی از این عقدہ نقل کرده، (عقبات الانوار ص ۱)
حافظ شمس الدین سخاویؒ کی ”استبصار“ اسی نوعیت کی کتاب

ہے۔ ابن عقدہ سے اس نے بے شمار روایات اخذ کی ہیں۔ اس طرح
ایک کتاب ”ینایع المودۃ“ از شیخ سلیمان البیہقی القندوری کی اہل السنۃ
کی جانب منسوب کی جاتی ہے اگرچہ حقیقتہ الامر اس کے خلاف ہے۔ اس
میں بھی اس ابن عقدہ سے بے شمار روایات لی گئی ہیں اس قندوری سے
اس کو اپنے ناخذ میں شمار کیا ہوا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لا تعداد مصنفین اور
مؤلفین نے ابن عقدہ سے بڑے ذخیرے روایات کے حاصل کئے ہیں۔
اس طرف بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے۔ یہ کیسے بزرگ ہیں؟ کس مسلک کے
آدمی ہیں؟ باب روایت میں ان کا پایہ اعتبار کیا ہے؟ اب ہم ابن عقدہ
کی پوزیشن جو بڑے بڑے علماء و رجال و تراجم نے واضح کر دی ہے وہ بلا کم و
کاست پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد منتصف طبائع اور سنی و باطل کی تیز کرنے
والے خود فیصلہ کر سکیں گے۔ ہماری جانب سے کسی تبصرہ کی حاجت نہ ہوگی
نیز تمام عبارات کا خلاصہ ہم پہلے درج کرتے ہیں۔ اس کے بعد حوالہ کتاب بمع
صفحات، بیجا حوالہ جات میں ایک تو اختصار عبارات آجاتا ہے دوسرا
یہ کہ ان محمولہ مقامات کو من و عن دیکھنے سے ہماری معروضات کی تصدیق
پائی جائے گی۔ اب محمولہ مقامات کا حاصل ملاحظہ فرمادیں۔

ابن عقدہ کا ذکر خیر!

(۱) اول اس کا پورا نام اس طرح ہے۔ ابو العباس احمد بن محمد بن سعید کوفی
المعروف ابن عقدہ۔ یہ ”زیدی و جبار و دی شیعہ“ ہے اور مسلمین و الفرقین

ہے کہ یہ حضرت زبیدی و جاردودی "شیلہ" ہیں۔

۲۔ دوم اہل بیت کے فضائل اور بنی ہاشم کے مناقب میں تین لاکھ روایات (علی قول) یا ایک لاکھ بیس ہزار روایات باسانید اس بزرگ نے روایت کی ہیں۔ ان میں روایت "ثقلین" بھی ہے جو متعدد طرق سے اس نے روایت کر ڈالی ہے۔

۳۔ یہ بزرگ مشائخ کوفہ کے سامنے روایات تیار کر کے پیش کرتے کہ ان کو آپ روایت کریں اور بعض اوقات خود ان سے راوی و ناقل بن جاتے ہیں۔ خاص کر منکر روایات لانے میں یہ صاحب بڑے مشہور تھے۔

۴۔ اس نے بڑی ترکیب سے مصنوعی روایات لوگوں میں جاری کی ہیں۔ اس طور پر کہ بڑے بڑے ثقہ و متہد اسانید مرتب کر کے چلا دیتا ہے اور خود درمیان سے غائب ہو جاتا ہے (بیان استاد میں راوی کا اپنے آپ کو غائب رکھنا صریح جعل و فریب ہے)۔

۵۔ موقعہ پاکر مطاعن صحابہ کرام و مشائب و معائب (مخصوصاً شیخینؓ کے متعلق) املا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے کئی محدثین نے (مثلاً عمر بن حویرہ) اس شخص سے روایت کا نقل کرنا ترک کر دیا تھا اور کئی محدثین نے اس کی روایت رد کر دی تھی۔

۶۔ نیز یہ شخص شیعوں کے اصول کے اصول اربعہ "اصول کافی و فروع۔ تہذیب الاحکام۔ الاستبصار۔ من لای یحضرہ الفقیہ" کا معتد و مستند راوی ہے۔ تمام شیعہ اصحاب رجال و تراجم نے اس کی توثیق و تصدیق کی ہے۔ چنانچہ ہم مثنی رجال کے بعد شیعہ رجال سے بھی اس کی تائید بطور الزام درج کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ ابن عقدہ بزرگ نے شیعی علماء کے لئے ایک زبردست علمی کارنامہ ترتیب کیا ہے اس طرح کہ چھٹے امام جعفر صادقؑ ایک سب امم کے الگ الگ رجال و تلامذہ امم جمع کر کے کتابیں تدوین کر دی ہیں (۱) اس معاملہ میں متاخرین علماء شیعہ سب اس کے خوش چین ہیں اور تاقیامت اس کے مرہون منت ہیں)

تاریخ و تراجم و رجال مثنی علماء بحوالہ قبیل ملاحظہ ہوں۔

اول: تاریخ بغداد جلد پنجم ۲۲۱-۲۲۲

دوم: المنتظم فی تاریخ الملوک والامم لابن الجوزی جلد ششم ۳۳۶-۳۳۷

سوم: تذکرہ الحفاظ للذہبی جزء ثالث ۵۶-۵۷۔ طبع دکن

چہارم: میزان الاعتدال فتویٰ جلد اول۔

پنجم: مرآة آبخان للیافعی ۳ جلد دوم

ششم: البدایة والنهاية جلد ششم للحافظ ابن کثیر دمشق ۴۶۸-۴۶۹

ہفتم: منهاج السنة لابن تیمیہ ۱۸۶ جلد رابع بحث روالشمس علی ۱۹۱

ہشتم: منهاج السنة لابن تیمیہ ۱۸۶ جلد رابع بحث روالشمس علی ۱۹۱

برائے ابن عقدہ تراجم و رجال شیعی بحوالہ قبیل ملاحظہ فرمادیں۔

اول: رجال نجاشی طبع ایران تقطیع خورد ۵۷۱

دوم: رجال تفرشی طبع ایران ۳۱۱

سوم: رجال علامہ علی " " ۵۷۱

چہارم: مجالس المؤمنین " " تقطیع کلاں ۱۷۱

پنجم: جامع الرواة از محمد بن علی اربیلی جلد اول ۶۶۱-۶۶۲

ششم: منتہی المقال ابوعلی ۱۰۸-۱۰۹ طبع ایران

ہفتم: روفاات الجنات از خوانساری ۵۷۱

ہشتم: رجال نامقانی تنقیح المقال جلد اول صفحہ ۸۶۔

نہم: لمخص المقال فی تحقیق احوال الرجال القسم الثانی فی الموثقین ص ۱۱۱۔

دہم: تحفۃ الاحباب شیخ عباس قمی ص ۱۱۱ مطبوعہ ایران۔

یازدہم: تتمۃ المنتہی شیخ عباس قمی ص ۳۰۔

رجال کشتی میں یہ بزرگ نہیں پائے گئے۔ اس لئے کہ اس میں بہت
تعدد ہے۔ قدیم رجال کا تذکرہ ہے اور یہ شخص ۳۳۲ کا متوفی ہے۔ مقررین
یہ ہے کہ ابن عقدہ سے رجال کشتی پہلے مرتب ہوئی ہے اگرچہ بعد میں شیخ طوسی
نے رجال کشتی کا خلاصہ مرتب کیا ہے گویا اس کی ایک قسم کی نئی ترتیب ہے مگر
صاحب اس ترتیب رجال کشتی میں بھی نہیں لائے گئے۔ ایک رجال کشتی کے بغیر
مشہور شیخ رجال کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے (جو کتابیں بندہ کے ہاں
موجود ہیں) اور قوثیق و توصیف کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ مگر مقامات کی طرف
رجوع فرما کر علماء تسلی کر سکتے ہیں امید ہے ہماری گزارشات کی تصدیق ہو جائیگی۔

آخری گزارش

ایک سوال: بعض طبائع کی طرف سے یہ سوال دار کیا جاسکتا ہے کہ سخاوی اور
سہودی وغیرہ جیسے بڑے بڑے اکابر علماء تو اس کے مسلک پر اعتراض نہ کر سکے،
نہ انہوں نے یہ گرفتیں پیدا کیں آج چودھویں صدی میں اگر اس کی روایات رتھ
کرنے کی یہ تدبیریں تیار کی گئی ہیں۔

اس کے جواب میں اول بات تو یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے ابن عقدہ کے متعلق
چیزیں فراہم کی ہیں۔ ان سب میں ہم ناقل ہیں اہل سنت کے سات عدد شاہیر
اہل علم ابن عقدہ پر مذکورہ تنقیدات اپنی اپنی تصنیفات میں مثبت فرما چکے ہیں
ان حقائق کو آج کی خود ساختہ تدابیر قرار دینا بڑی نا انصافی ہے۔ صحت نقل

کے ہم ذمہ دار ہیں مذکورہ مقامات مکمل دیکھ لئے جائیں۔ اس میں خیانت نہ ہوگی انشاء اللہ۔ البتہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ابن عقده کے متعلق ہمارے مصنفین و اہل تراجم نے بڑی بڑی توثیق بھی درج کی ہے لیکن جن علماء پر اس کی حقیقت منکشف ہو گئی ہے۔ انہوں نے ساتھ ہی اس پر مفصل تنقید بھی درج کر دی ہے اور جن لوگوں کے ہاں اس کی تصویر کا دوسرا رخ سامنے نہیں آ سکا انہوں نے صرف مدح و توثیق لکھ دی ہے اور وہ اس درجہ میں ایک گونہ بالکل معذور ہیں۔ البتہ قاعدہ الحجرج مقدم علی التعذیل کے تحت ان کی توثیقات کی طرف التفات نہ کیا جائے گا۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ شیعہ علماء نے تراجم کی تصریحات ہمارے علماء کی تنقیدات کی تائید کرتی ہیں اس طرح کہ حجتی علماء کہتے ہیں یہ شخص (ابن عقده) زیدی جاوودی شیعہ ہے۔ شیخ اہل علم بھی کہتے ہیں کہ بالکل صحیح ہے۔ یہ زیدی جاوودی شیعہ ہے، ہمارے ہاں معتبر و مستند راوی ہے، اس کی بڑی بڑی تصنیفات مقبول ہیں، "ایسے حالات میں جب کہ یہ شخص بین الفریقین مسلم شیعہ ہے تو اس کی مرویات متنازعہ فیہ مسائل میں بے چوں و پیرا کیوں کر تسلیم کی جاسکتی ہیں؟ اور اس فن کے علماء نے فرمایا ہے کہ بدعتی (مثلاً شیعہ خارجی وغیرہ) کی روایت جبکہ وہ اس کے مذہب کی طرف داعی ہو تو قبول نہیں کی جاتی۔ یہ ہماری محرومات اپنے قواعد کے موافق پیش کی جا رہی ہیں۔ حکم اور سبب زوری کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس باب میں ابن عقده کی روایات پر بالکل اعتماد نہیں ہے فلہذا یہ متروک ہیں۔

اسناد ثقہین و علی بن احمد بن علی سجری (متوفی ۳۳۵ھ)

اہل علم کو معلوم ہے کہ یہ سجری دارقطنی محدث کا بھی شیخ ہے اور حاکم نیشاپوری صاحب مستدرک کا بھی صاحب عیقات نے روایت ثقہین اس سے یا سند نقل کی ہے۔ اس کے متعلق ہم نے یہ واضح کرنا ہے کہ سجری کی روایت بمع سند تمام ترویجی ہے جو مستدرک حاکم کی روایات میں تیسری روایت اپنے اسناد کے ساتھ مندرج ہے اس کا اسناد اس طرح ہے کہ علی بن احمد بن ابی یوسف ثنا الازرق بن علی ثنا حسان بن ابراہیم انکرائی ثنا محمد بن سلمہ بن کلیل عن ابیہ عن ابی الطفیل ابن واثلہ رحمہ اللہ سمع زید بن ارقم رد یعول بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین مکہ والمدينة المنہ اس سند پر مستدرک حاکم کی روایت سوم کے تحت منقل کلام درج ہے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ سند محمد بن سلمہ مذکور کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ اس کے بارے میں یہ الفاظ علماء رجال نے درج فرمائے ہیں کہ کان ضعیفا، ذاہب و ابی الحدیث، کان یقدم من متشی الکوفۃ طبقات ابن سعد۔ میزان الاقتدال۔ لسان المیزان عمقلانی وغیرہ۔

صاحب عیقات الانوار ثلث جلد اول پر اس کو مندرج کیا تھا تنبیہ: مذکورہ جرح کے بعد مزید کسی جواب کی حاجت نہیں ہے۔ مگر یہ چیز تو ناظرین کرام پر واضح ہونی چاہیے کہ جب علی بن احمد بن علی سجری کی سند اور حاکم کی سند سوم ایک ہی چیز ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ من وعن وہی رواۃ اور وہی روایت ہے اس کو الگ الگ اسناد قائم کر کے جدا جدا روایت بنا کر پیش کرنا صریح جہل اور دھوکہ ہے۔ یا فریق مخالف پر کثرت حوالہ جات کا رعب قائم کرنے کے لئے اور کتاب کو ضخیم بنانے کے لئے یہ تمام کاروائی کی جا رہی ہے۔

روایت ابی بکر محمد بن عمر بن محمد بن مسلم التمیمی المعروف

(بابن جعابی (المتوفی ۳۵۵ھ)

عقبات ص ۱ جلد اول میں لکھا ہے کہ سخاوی در استجلاء گفتہ :
 رواہ الجعابی من حدیث عبد اللہ بن موسیٰ عن ابیہ عن عبد اللہ
 بن حسن عن ابیہ عن جندہ عن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم قال انی مختلف فیکر ما ان تسکتہ بہ لن
 تضلوا کتاب اللہ عزوجل طرفہ پیدا اللہ وطرفہ بایدیکر و عترت
 اہل بیٹی و لن یتفرقا حتی یرد اعلیٰ الخوض : و نور الدین سمودی در
 جواہر العقیدین در ذکر طرق ایں حدیث شریف گفتہ ۔

(عقبات الانوار ص ۱ جلد ۱)

ناظرین کے سامنے عقبات کی عبارت بلقظہ پیش کی گئی ہے ۔ استجلاء سخاوی
 یا جواہر القرآن سمودی ہمارے ہاں موجود نہیں ہے ۔ یا جوہر تلافی کے نہ مل
 سکی بمقصد یہ تھا کہ ابن الجعابی کی مکمل سند تیسرا ہو سکے تاکہ اس کی صحت و سقم و قوت
 ضعیف کا اندازہ ہو سکے میرزا حسین صاحب عقبات نے جعابی کی پوری سند
 روایت ہذا نہیں نقل کی صرف حوالہ سخاوی و سمودی کا حوالہ دے کر بات ختم کر دی ہے
 کتب بالایہاں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے پوری سند حاصل کرنا دشوار
 ہے ۔ فلہذا ہم اس روایت کے صحت و سقم کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ روایت
 مذکورہ مکمل اسناد کے ساتھ سامنے لائی جائے اگر صحیح ہوئی یعنی اسناد اودتاً تو
 قبول کرنے میں دریغ نہ ہوگا ۔

جن حضرات کو عقبات الانوار کے مطالعہ کا اتفاق ہوا وہ خوب جانتے

ہیں کہ صاحب عقبات نے بہت سے مصنفین و محدثین کی جانب اس روایت کو منسوب کیا ہے مگر حوالہ مکمل باسند نہیں پیش کیا۔ علائکہ جب وہ اس روایت کو لفظاً و معنی متواتر ہماری کتب سے ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر لازم ہے کہ اس روایت کو مکمل اسانید صحیحہ کے ساتھ پیش کریں تا مکمل اسانید کو جمع کرنا یا اسانید مکمل ہوں غیر صحیح ہوں ان کو فراہم کرنا یہ مقصد کے لئے بالکل غیر مفید ہے

روایت ابو بکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک

بن شذیب قطیعی (متوفی ۳۶۰ھ)

ناظرین کرام! پر واضح ہو کہ ابو بکر قطیعی مذکور کی روایت بمع اسناد وہی ہے جو مستدرک حاکم کی روایت دوم ہے اس کی مکمل بحث تو وہاں اسانید حاکم کے تحت مل سکے گی البتہ مختصر آئے ذکر کر دینا کافی ہے کہ اس سند میں ایک شخص خلف بن سالم الخزرمی ہے۔ وہ معائب صحابہ کرامؓ اور مشائب صحابہؓ جمع کرتا تھا اور خالص شیعہ تھا تسلی کے لئے قریب و تہذیب و تاریخ خطیب بغدادی ملاحظہ فرمائیں۔ لہذا اس کی روایت شیعہ متنی مختلف فیہ مسائل میں مقبول نہیں ہو سکتی۔
تنبیہ: عقبات الانوار جلد اول شمار میر عابد حسین صاحب نے اس کو ذکر کیا ہے۔

اسناد از معاجم طبرانی ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ابوبکر

الطبرانی (متوفی ۳۶۰ھ)

سند اول از معجم صغیر

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ مُصْعَبٍ، بِالْأَسْنَانِ، الْكُوفِيُّ، سَنَدًا
عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ، الْأَسَدِيُّ، سَنَدًا، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، الْمَسْمُوعِيُّ، عَنْ

كثير التواضع عن عطية العوفي عن أبي سعيد الخدري قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم إن تارك فيكم الثقلين أحدهما
أكبر من الآخر كتاب الله عز وجل حبب منه وددت النساء
إلى الأرض وعترتي أهل بيتي وإنهما لن يفترقا حتى يردا
على الحوض كثر رواه عن كثير التواضع إلا المسعودي.

(معجم الصغير طبرانی طبع انصاری دہلی ص ۱۷)

طبرانی کے معجم سے ”روایت ثقلین“ متعدد روایات تلاش کر کے فراہم
کی گئی ہیں۔ معجم صغیر سے دو روایت معجم اوسط سے ایک روایت معجم کبیر سے دو
روایت دستیاب ہوئی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ ہے کہ ناظرین بالمشکین کی خدمت
میں ہر ایک سند کی متعلقہ تحقیق پیش کی جائے۔ اگر ضوابط محدثین کے موافق یہ
روایات صحیح پائی جائیں تو بسرو چشم مقبول ہیں اور دل و جان سے تسلیم ہیں اور
اگر کوشش کے باوجود بھی معیار صحت کے قریب نہ ہو سکیں تو بلا محسالت
ان کو رد کرنا ہوگا۔ سنداؤل کے رواۃ کی موجودہ پوزیشن پیش خدمت ہے۔

سند مندرجہ بالا میں اس وقت ہم صرف تین آدمیوں عباد بن یعقوب
اسدی کثیر التواضع، عطیہ عوفی کے متعلقات درج کرتے ہیں۔ اگرچہ دوسرے رواۃ
میں بھی کلام ہو سکتا ہے لیکن تطویل کو چھوڑ کر اختصار پر اکتفا کرتے ہوئے صرف
ان تینوں کے حالات کا اندراج ہی کافی وافی تصور کیا جاتا ہے۔ پہلے عباد کا
حال ملاحظہ ہو۔

عباد بن یعقوب سُنی حِجَال میں

۱۔ تقریب میں ہے:

(تقریب ۲۵۲)

عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّوَاحِيُّ الْأَسَدِيُّ رَافِضِيٌّ

۲

عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّوَاحِيُّ الْأَسَدِيُّ إِكْبَالُ شَيْخِهِ

الْتَفَتُ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ عِبَادٌ فِيهِ غُلُوُّ الْقَشِيعِ وَرَوَى

أَحَادِيثَ أَكْثَرَتْ عَلَيْهِ فِي الْفَضَائِلِ وَالْمَثَالِبِ... قَالَ

صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ كَانَ يُشَبِّهُهُمَا... قَالَ الدَّارِقُطِيُّ

شَيْخِي... قَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ رَافِضِيًّا دَاعِيَةً وَمَعَ

ذَلِكَ يَرَوِي الْمَتَاكِيرَ مِنَ الْمَشَاهِيرِ كَأَسْحَقَ التَّرْتُكِيُّ

عَنْ شَرِيكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ دَرْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مَرْفُوعًا إِذَا

رَأَيْتُمْ مُعَاوِيَةَ عَلَى مَنَبَرٍ فَأَقْبِلُوهُ - (تذیب التذیب صفحہ ۱۱ جلد ۵)

(میزان الاحتمال ۱۱ جلد ۲ صفحہ ۱۱)

غلام ہے کہ عباد بن یعقوب رافضی ہے۔۔۔۔۔ اور خلفاء ثلاثہ کو

سب دشتم کیا کرتا تھا۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ اس میں تشیع کا غلو پایا جاتا ہے اور

اس نے ایسی روایات ذکر کی ہیں جو ثقہ لوگوں کے خلاف فضائل صحابہ و معاصی

صحابہ میں مروی ہیں۔ صاحب بن محمد نے کہا ہے کہ عباد مذکور حضرت عثمان کو دشنام

دیا کرتا تھا اور دارقطنی نے کہا ہے یہ صاحب شیعہ ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے

کہ یہ رافضی ہے اور اپنے مخصوص عقائد کا زبردست مبلغ تھا۔ نیز منکر روایات

مشاہیر لوگوں سے نقل کرتا ہے یہ شخص ترک کردینے کے قابل ہے۔ اس عباد

نے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو قتل

کر دینا یعنی ہچھول قم جلی چیزیں چلایا کرتا ہے۔

عباد بن یعقوب شیعہ رجال ہیں

۱۔ عِبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الرَّوَاحِيُّ أَبُو سَعِيدٍ... وَابْنُ الْجُبَلَةِ

فَكُونُوا عِبَادَ هَذَا إِمَامًا مِمَّا لَا يَكْبَلُ فِيهِ الْفِتْنَةُ

یعنی اس شخص کے امای ہونے میں تامل کرنا مناسب ہی نہیں۔

(رجال ما مقانی تنقیح المقال جلد دوم)

۲- جامع الرواة جلد اول ص ۴۳ میں شیعہ رواۃ میں درج ہے اس سے روایات

شیعی مروی ہیں اور مستند آدمی ہے۔ پانچ عدد روایات صاحب جامع الرواة

نے اس عباد سے نقل کی ہیں۔ (جامع الرواة جلد اول ص ۴۳)

دوسرا کثیر النواہ ہے جو عطیہ عوفی کا شاگرد و رشید ہے اس کے کوائف بھی

عبرت انگیز ہیں۔ اصول کافی و فروع کا مشہور راوی ہے اس کو پہلے سنی

رجال میں سے ملاحظہ فرمایا جائے اس کے بعد دوستوں کے حوالہ جات

بطور تائید سامنے لائے جائیں گے۔

کثیر النواہ سنی رجال میں

۱- کَثِيرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ النَّوَّاهُ أَبُو إِسْمَاعِيلَ..... رَضِيَ عَنْهُ أَبُو حَاتِمٍ

وَالنَّسَائِيُّ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ مُفَرِّطٌ فِي التَّشْيِيعِ قَالَ السَّعْدِيُّ زَائِعٌ۔

(میزان الاعتدال ذبی ص ۳۵۲ جلد دوم)

۲- کَثِيرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ يُقَالُ ابْنُ نَافِعٍ النَّوَّاهُ... قَالَ أَبُو حَاتِمٍ

صَحِيحٌ الْحَدِيثِ... قَالَ أَبُو جَرَانٍ زَائِعٌ قَالَ النَّسَائِيُّ

صَحِيحٌ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ كَانَ عَلِيًّا فِي التَّشْيِيعِ مُفَرِّطًا فِيهِ۔

(تہذیب ص ۳ جلد ہفتم)

ہر دو حوالہ مندرجہ کا حاصل مقصد یہ ہے کہ کثیر النواہ شیعہ بزرگ ہے۔ ابو حاتم و

نسائی نے اس کو منیع قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر مذکور شیعہ

مسک میں عد سے گزرنے والا ہے۔ السعدی نے کہا ہے کہ یہ حق سے انحراف

کونے والا ہے۔ کثیر النواہ اہم ضعیف الحدیث کہتے ہیں اور جو زبانی نے اس کو حق کو پہنچا ہوا بیان کیا ہے۔ نسائی اس کو ضعیف شمار کرتے ہیں ابن عدی نے کہا ہے کہ کثیر النواہ تشیع میں غالی قسم کا آدمی ہے۔ اور حد اعتدال سے بڑھ جانے والا ہے۔

کثیر النواہ شیعہ رجال میں

۱/ کَثِيرُ النَّوَاهِ بْنِ قَارُونَ أَبُو اسْمَاعِيلَ (ق) (ح) رجال تفرسی ص ۲ جامع ارواح جلد ۲

مطلب یہ ہے کہ کثیر النواہ اصحاب صادق علیہ السلام میں سے ہے اور شیخ طوسی نے اس کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔

۳۔ امامانی میں ہے: قَدْ عَدَّ الشَّيْخُ فِي رَجَالِهِ تَادَةً مِنْ أَصْحَابِ بَاقِرٍ بِمَوْلَاهُ كَثِيرُ النَّوَاهِ بَكْرِي وَأَخْرَجَ مِنْ أَصْحَابِ الصَّادِقِ يَقُولُهُ كَثِيرُ بْنُ قَارُونَ أَبُو اسْمَاعِيلَ النَّوَاهِ وَظَاهِرُهُ إِتِّحَادُهُ مَعَ كَثِيرِ بْنِ قَارُونَ۔ (رجال امامانی ص ۲ جلد ۲ نیز شمار دای ص ۶۸)

یعنی شیخ نے اس کو بعض اوقات امام باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے اور دوسری جگہ اس شخص کو امام جعفر صادق کے اصحاب میں درج کیا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ دونوں شخص متحد ہیں یعنی ایک ہی ذات کے دو نام ہیں تھوڑا سا نام میں فرق ہے ایک جگہ کثیر النواہ متری ہے دوسری جگہ ابن قاروند ابو اسماعیل ہے۔

عظیہ عوفی تیسرے صاحب عطیہ بن سعد عوفی ہیں۔ اس کی تفصیل بحث ہم نے طبقات ابن سعد کے اسناد میں ذکر کر دی ہے۔ ورق الٹ کر اس کے کوائف مندرجہ پھر ایک دفعہ ملاحظہ کر لے جائیں تو موجب تسکین خاطر ہوں گے۔

استاد دوم از مجسم صغیر طبرانی

حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ بْنُ الْقَطِيبِ الصَّنَعَانِيُّ ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ
بْنُ صَيْحٍ ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَرْقَمَ عَنْ هَارُونَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطِيَّةَ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَذْرَجِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ مَا إِنْ تَمَسَّكَتُم بِهِمَا لَمْ تَضِلُّوا كِتَابَ
اللَّهِ وَنِعَمَتِي وَإِنَّمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْعَوْصِ لَوْ رُوِيَ
عَنْ هَارُونَ بْنِ سَعْدٍ الْيُونُسِيُّ (مجموع صغیر طبرانی ص ۴)

اس روایت کے اسناد کی طرف توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ پہلے دو صاحبان
حسن بن مسلم بن القطیب صنعانی اور عبد الحمید بن یسح تو مجہول ہیں۔ ان کا تو کچھ پتہ ہی
نہیں چلتا۔ ان سے اوپر ہر سر حشرات (یونس بن ارقم ہارون بن سعد۔ عطیہ۔)
شیعی ملت کے دلدادگان ہیں لہذا تسلیم روایت کا درجہ خود بخود واضح ہو گیا۔
تفصیلات علی الترتیب ملاحظہ ہوں۔

یونس بن ارقم

... یُونُسُ بْنُ أَرْقَمَ ... لَيْثُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خُرَاشٍ ...
... قَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ يَتَّبِعُهُ (لسان المیزان جلد ۲)

یعنی یونس بن ارقم کو عبد الرحمن بن خراش نے پیچھا کر دیا ہے۔ ابن
حبان کہتے ہیں کہ یہ شیعہ بزرگ تھا۔

ہارون بن سعد — سنی رجال ہیں

(۱) ہارون بن سعد العجلی و یقال الکوفی الا عور ... قال

كَانَ غَالِيًا فِي الرَّفْضِ لَا تَحِلُّ عَنْهُ الرِّوَايَةُ بِحَالٍ
 قَالَ الدَّورِيُّ كَانَ مِنْ غُلَاةِ الشَّيْعَةِ... قَالَ السَّاجِي كَانَ
 يَغْلُزُ فِي الرَّفْضِ..... (تہذیب صفحہ ۱۱)

یعنی ہارون بن سعد علی جعفر اپنے مذہب رخص میں غالی تھا۔ کسی حال میں اس شخص سے روایت کرنی حلال نہیں ہے اور دوری نے کہا ہے کہ غالی قسم کے شیعوں میں سے تھا۔ الساجی کہتے ہیں کہ مذہب رخص میں غلو رکھتا تھا۔

(۲) "هَارُونَ بْنُ سَعْدٍ الْعَجَلِيُّ صَدُوقٌ فِي نَفْسِهِ لَكِنَّهُ رَافِضِيٌّ بَخِيفٌ"
 یعنی ہارون مذکور اگرچہ اپنی جگہ صدوق ہے لیکن کہینہ در رافضی ہے۔

(میزان قریبی صفحہ ۲۴۷ جلد ۳)

ہارون بن سعد — شیعہ رجال میں

- | | | |
|--|---|---|
| <p>جامع الرواة ۲۶
 رجال تفری ۳۶
 رجال مامقانی ۳۴</p> | { | (۱) هَارُونَ بْنُ سَعْدٍ الْعَجَلِيُّ الْكُوفِيُّ - (ق) |
| | | (۲) هَارُونَ بْنُ سَعْدٍ الْعَجَلِيُّ - (ق) |
| | | (۳) ... عِدَّةُ الشَّيْخِ فِي رِجَالِهِ مِنْ أَصْحَابِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ - |

یعنی ہارون مذکور کوشخ طوسی نے اپنے رجال میں امام جعفر صادق کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

عطیہ بن سعد عوفی

تیسرے بزرگ عطیہ عوفی ہیں جن کے حالات بڑی وضاحت سے پہلے گزر چکے ہیں اس نے اپنے شیخ محمد بن السائب کلبی کی کنیت ابو سعید

قائم کر رکھی تھی۔ تاکہ لوگ ابوسید خدی صحابی تصور کریں۔ اس طرح کلی صاحب کی مجوزہ روایات اس نے قوم میں خوب پھیلانی ہیں۔

روایت از معجم اوسط (طبرانی)

سن ۳۶۰

(۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكُ فِيمَا أَتَى الْخَلْقَ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ كِتَابُ اللَّهِ وَغَيْرُ أَهْلِ سَبِيٍّ إِلَّا زَوَاهِ الْخُلْبَرِ فِي الْأَوْسَطِ وَفِي الْأَسْنَاءِ رِجَالٌ مُخْتَلَفٌ فِيهِمْ۔ (معجم الزوائد جلد ۹ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر البیہقی)

اولاً۔ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ طبرانی کی معجم اوسط ہو یا معجم کبیر ہو اس کو زمانہ کے نوادرات میں شمار کیا جاتا ہے اصل میں یہ ہر دو معجم ہم کو میسر نہیں ہیں۔ جس کا از حد افسوس ہے البتہ معجم الزوائد بیہقی کے ذریعہ ہم ان معاجم کی روایات سے منتفع ہو رہے ہیں۔ حافظ بیہقی نے مذکورہ مندرجہ روایت کے اسناد کے حق میں یہ الفاظ ثبت فرما دیے ہیں کہ یہ ایسا اسناد ہے جس کے روایت مختلف فیہ لوگ ہیں یعنی اسناد رجال والوں کے نزدیک یہ لوگ متفق علیہ نہیں اور معتمد علیہ بالاتفاق نہیں ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ روایت صحیح الاسناد نہیں ہے۔ اصل مقصد یہ تھا۔ کوئی روایت صحیح اسناد کے ساتھ (جس کے روایت مجروح نہ ہوں اور ثقہ ہوں نیز مدعی بھی نہ ہوں)۔ دستیاب ہو جائے بعد افسوس یہ اظہار کیا جاتا ہے کہ طبرانی سے معیار صحت پر پوری آنے والی تاحال کوئی روایت تقلید کی نہیں مل سکی۔

ثانیاً۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس سند میں صرف ایک آدمی مجروح نہیں ہے بلکہ متعدد رجال ہیں جن میں کلام ہو سکتا ہے۔ پھر یہ بحث کہ وہ رجال مختلف فیہ

کون کون بزرگ ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ ابو سعید خدری کے نیچے عطیہ عونی ہے اور پھر عطیہ عونی کے نیچے اور کچھ لوگ قابل قدح و جرح چلے گئے ہیں جن کی صحیح تیسین یا کم از کم نشان دہی بہت مشکل ہے جب تک کہ خود کتاب مجملہ اوسط طبرانی نہ مل جائے۔

اب ہم اس بات پر قرائن پیش کرتے ہیں کہ مذکور سند میں ابو سعید کے تحت عطیہ صاحب ہی تشریف فرما ہیں وجہ یہ ہے کہ ہم کو جتنی ”روایات نقلین“ جتنی کتابوں سے دستیاب ہوئی ہیں ان میں جہاں جہاں بھی ابو سعید خدری سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہاں سب جگہ ابو سعید کا شاگرد عطیہ عونی ہی ہے کسی ایک جگہ بھی ابو سعید سے ناقل عطیہ کے بغیر کوئی اور صاحب ہم کو نہیں مل سکا۔

۱۔ طبقات بن سعد کی سند میں بھی ابو سعید کا شاگرد عطیہ ہے۔

۲۔ مسند احمد کی چار سندوں میں بھی ابو سعید کا شاگرد عطیہ ہے۔

۳۔ ترمذی کی ایک سند میں بھی اسی طرح ابو سعید کا شاگرد ہے۔

۴۔ مسند ابی یعلیٰ کی سند میں بھی یہی عطیہ ابو سعید کا شاگرد ہے۔

۵۔ تذکرۃ الخواص سبط ابن جوزی کی ایک سند میں بھی ابو سعید کے نیچے

متصلاً عطیہ عونی ہی جلوہ افروز ہے۔ پہلی چار کتابوں کے اسانید تو آپ

ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب دوبارہ غور سے توجہ فرمائیں اور آخری کتاب

”تذکرۃ الخواص“ کے اسانید انشاء اللہ عنقریب آپ کے سامنے

رکھے جائیں گے۔ اور یہ حقیقت واضح ہو جائے گی۔

۶۔ مجملہ صغیر طبرانی کی ہر دو روایات مندرجہ بالا میں بھی ابو سعید کا شاگرد عطیہ

ہی ہے تو کل کس عدد اسانید ایسے ٹھہرے جن میں ابو سعید کے تحت

متصلاً عطیہ صاحب کا فرما ہیں۔

فلہذا ان مشاہدات کے پیش نظر ہمیں تو یقین ہے کہ مذکورہ بالا سند

میں جو رجال قابل کلام قرار دیئے گئے ہیں۔ ان میں پہلے نمبر پر سہی عطیہ صاحب ابوسعید کا شاگرد رشید ہے اور ابوسعید سے مراد صحابی نہیں بلکہ محمد بن السائب کلبی ہے جیسا کہ متعدد بار یہ نکتہ واضح کیا گیا ہے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا روایت جو اوسط طبرانی سے منقول ہے اس میں مشکل یہ رہی کہ آ رہی تھی کہ صاحب مجمع الزوائد نے اس کے اسناد کے حق میں یہ کہہ دیا تھا کہ ”فی اسنادہ رجال مختلف فیہم“ اب ان رجال کی تعیین میں محض گمان و تخمین سے کام لے کر ہم نے یہ رائے قائم کی تھی ابوسعید خدری کے نیچے عطیہ عوفی ہے اور عطیہ کے تحت اس سند میں اور لوگ بھی غیر معتبر و غیر معتمد موجود ہیں، پچھلے دنوں حسن اتفاق سے عبقات الانوار میر حامد حسین لکھنوی شیعہ کے وہ جلد مطالعہ سے گزرتے جو خاص بحث ثقلین کے لئے میر صاحب شیعہ موصوف نے مدون کئے ہیں اس میں جہاں طبرانی کے اسناد ذکر کئے ہیں۔ وہاں میر حامد حسین نے مذکورہ اسناد کے حق میں تصریح کی ہے کہ رواہ الطبرانی فی الاوسط من حدیث کثیر النواء عن عطیہ (عبقات الانوار ص ۱۸۲ جلد اول) الحمد للہ جو بات محض تخمین کے ذریعہ ہم نے متعین کی ہے وہ واقع میں بھی صحیح ثابت ہوئی یعنی اسناد بالائیں ابوسعید کا شاگرد عطیہ عوفی ہے اور عطیہ کا شاگرد کثیر النواء ہے اور عطیہ اور کثیر النواء دونوں مجروح ہیں اور خاص شیعہ ہیں لہذا قبول روایت کا مسئلہ واضح ہو گیا۔ الحمد للہ!

روایت از معجم کبیر طبرانی (المتوفی ۳۲۰ھ)

استناد اول

عن ابی الطفیل عن حدیفة ابن آسیہ الغفاری قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجة الوداع فقال ایہا الناس انہ قد انبأ اللطیف الخیر انہ لن یعم بنی الامثل نصف عمر النبی الذی یلیہ من قبل وانی اظن الی یوشک ان ادعی

فاجیب وانی فرطکم علی الحوض وانی سائلکم حین تردون علی عن الثقلین فانظروا کین
 فیہما الثقل الا کبر کتاب اللہ عزوجل سبب طرفہ بید اللہ و طرف
 باید یکہر فاسمکوا بہ ولا یضلو ولا یتبدلو آدعتی اہل بیتی فانہ قد انبأنی
 اللطیف الخبیر انہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض (واہ الطبرانی المعجم فی زین الدین علی بن ابی طالب) ^{حدیث}
 (مجمع الزوائد للبیہقی ص ۱۶۵ ج ۹ جلد نم از نور الدین علی بن ابی بکر - البیہقی)
 مجمع کبیر کی مذکورہ روایت مجمع الزوائد سے ہم نے نقل کی ہے، حافظ نور الدین
 بیہقی سند روایت تو نہیں نقل کرتے لیکن اس سند پر ایک اجمالی تنقید درج کر دیا کرتے
 ہیں۔ چنانچہ اس مقام میں بھی انہوں نے سند ہذا میں ایک شخص زید بن حسن النفاطی
 پر جرح کر کے نشانہ ہی کر دی ہے۔

۱۔ ایک توینایع المودۃ ص ۲۹ جلد اول میں بحوالہ نوادر الاصول حکیم ترمذی یعینہ
 یہی روایت مکمل سند کے ساتھ نقل گئی ہے۔ اس کا اسناد مکمل اس طرح درج ہے۔
 وانی نوادر الاصول حدیث ابی قال حدیثنا زید بن حسن قال حدیثنا معروف
 بن بودمکی عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ عن حذیفۃ بن اسید
 الغفاری قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
 حجة الوداع الخ (یتابیع المودۃ جلد ۲۹ باب رابع)

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ حذیفہ ابن اسید سے یہ روایت حلیۃ الاولیاء اصغہانی
 ص ۳۵۵ جلد اول پر بھی زید بن حسن کے واسطے سے پائی گئی ہے جو ترمذی
 حلیۃ الاولیاء سے یہ روایت نقل ہوگی۔ پورا اسناد اس طرح ہے۔
 حدیثی محمد بن احمد بن محمد ان ثنا حسن بن سفیان حدیثی
 فسر بن عبد الرحمن الوشاء ثنا زید بن حسن الانماطی عن
 معروف بن خربوذمکی عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ عن حذیفۃ
 بن اسید الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ

۳۔ تیسری عرض یہ ہے کہ حذیفہ بن اسید کی اس روایت کا اسناد جس میں زید بن حسن انماطی موجود ہوں تاریخ خطیب بغدادی جلد ہشتم ص ۴۴۲ پر بھی دستیاب ہوا ہے۔ خطیب بغدادی کا مکمل اسناد مع روایت انشاء اللہ اپنے مقام پر درج ہوگا۔ مگر اس کا ضروری حصہ ہم یہاں ناظرین کے لئے تحریر کرتے ہیں۔

حدثنا محمد بن حسن النقاش أملاء أخيراً المطين حدثنا نصر بن عبد الرحمن ثنا زيد بن الحسن عن المعروف عن أبي الطفيل عن حذيفة بن أسيد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في (تاريخ بغداد الخطيب جلد ہشتم) حاصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "الاولیاء والاولیاء" اور حذیفہ بن اسید نے یہ روایت کا مذکور اسناداً یقیناً اس طرح ہے۔

حدثنا زید بن حسن انماطی عن معروف بن خربوذ المکی عن ابی الطفیل عامر بن داؤد عن حذیفۃ بن الیاس اب ہم قارئین کرام کی خدمت میں یہ عرض کریں گے کہ اسناد ہذا بالکل خیر مقبول ہے۔ زید بن حسن انماطی اور معروف مکی (استاذ شاگرد) دونوں کے کوائف پورے بسط کے ساتھ قبل ازیں نوادر الاصول حکیم ترمذی کے اسناد اول کے تحت مفصل پیش کئے جا چکے ہیں۔ وہاں واضح ہو گیا ہے کہ یہ دونوں راوی ناقابل اعتماد اور مجروح ہیں۔

اسناد دوم

مجم کبیر طبرانی کی دوسری روایت بھی مجمع الزوائد بیہی کے حوالہ سے ہم نقل کرتے ہیں۔ روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

عن زید بن ثابت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انی ترک

فیکر خلیفتین کتاب اللہ و اہل بیعتی و انہما لن یتفرقا حتی یرد اعلیٰ الخوض۔
رداء الطبرانی فی الکبیر۔ (مجمع الزوائد منہ جلد اول)

اس روایت کا تمام اسناد تو اصل کتاب طبرانی کے زیر میسر ہونے کی وجہ سے
نہیں مل سکا البتہ دوسرے قرائن ایسے دستیاب ہیں جن کی وجہ سے اس روایت
کے اسناد کا بعض حصہ یقیناً حاصل ہو جاتا ہے۔

اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے کہ زید بن ثابت صحابی مذکور سے ”روایت
ثقلین“ دوسری کتابوں میں بھی پائی گئی ہے۔ ایک مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۲۱ جلد

چہارم میں دوسری مسند احمد جلد پنجم ص ۱۸۹-۱۹۰
تیسری مسند عید بن حمید ص ۲۳ پر بھی یہی

روایت درج ہے۔ یہ تینوں روایات مع اسانید اپنے اپنے مقام پر ہم درج کر چکے
ہیں۔ اب ان سب مقامات مذکورہ میں زید بن ثابت صحابی سے روایت کرنے
والا القاسم سے نقل کرنے والا رکیں ہے اور رکیں کا شاگرد شریک بن عبد اللہ ہے
اسی طرح یہاں معجم کبیر طبرانی میں بھی یہ سلسلہ اسناد اس طرح ہے

شریک بن عبد اللہ عن رکیں عن القاسم بن حسان عن زید بن ثابت سلسلہ
اسناد لہذا پر مصنف ابن ابی شیبہ اور مسند احمد کی روایات کے تحت ہم مفصل بحث
کر چکے ہیں۔ بار بار اعادہ کی حاجت نہیں۔ مختصر یہ کہ یہ اسناد محدثین کے ضوابط
کے اعتبار سے مقبول نہیں۔ یعنی شریک بن عبد اللہ اور رکیں دونوں مجروح ہیں۔
جیسا کہ قبل انیس ذکر ہو چکا، ہمیں معلوم ہے کہ دوست اس چیز پر سخت نالاں ہوں
گے اور رجما یا الخیب کا فتوے صبار فرمائیں گے۔ کہا جائے گا کہ یہ محض قیاس
آرائی سے صحیح اسناد کو رد کیا جا رہا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ بحث بڑی آسانی سے اس
طرح طے ہو سکتی ہے کہ ہمارے دوست ہمت کر کے معجم کبیر طبرانی اصل کتاب سے
زید بن ثابت کی مذکورہ روایت سند تمام کے ساتھ پیش کر دیں۔ اگر وہ اسناد

صحیح میسر ہو جائے تو ہمارا قیاس غلط متصور ہوگا اور اس تحقیق سے ہم بطیب خاطر رجوع کریں گے۔

استاد سوم معجم کبیر للطبرانی

عقبات الانوار ص ۸۲۲ ج ۱ میں معجم کبیر طبرانی کا ایک اور اسناد بحوالہ اتجلا سخاوی درج ہے۔ لہذا ہم ذیل میں اس کو نقل کر کے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

فرواہ (حدیث ثقلین) الطبرانی فی مجہد الکبیر من طریق سلمۃ بن کہیل عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہما قال لما صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حجة الوداع.... وانی سائلکم حين تردون علی عن الثقلین فانظروا کیف تخلقونی فیہما التل الاکبر کتاب اللہ عزوجل سبب طرفہ بید اللہ و طرفہ باید یکو فاستسکوا بہ ولا تفلوا ولا تبدلوا وعترتی اهل بیتی فانه قد نبأنی اللطیف الخیر انہما لن ینقضیا حتی یرد علی الخوض۔ (عقبات الانوار ص ۸۲۲ جلد اول طبع لکھنؤ)

طبرانی کبیر کے اس اسناد پر مکمل بحث تو اس صورت میں مفید ہے کہ یہ تمام اسناد اصل کتاب سے حاصل ہو جائے مگر اصل کتاب تو اس ملک میں نوادرات سے ہے لہذا عقبات الانوار کے ذریعے سے جو کچھ اسناد بالا میسر ہوا ہے اس کے متعلق ذیل کی تشریحات کافی ہیں۔

روایت بالا سلمہ بن کہیل حضرمی کوفی کے واسطے سے منقول ہے اور سلمہ بار جو ثقاہت کے شیعہ بزرگ ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نے تہذیب میں تصریح کی ہے۔

قال العجلی کوفی تابعی.... وکان فیہ تشیع قال یعقوب بن شیبہ.... ثبت علی تشیعہ.... قال ابوداؤد کان ابوسلمۃ یشتع۔ (تہذیب التہذیب جلد چہارم ص ۱۵۶) یعنی متعدد علماء رجال نے سلمہ بن کہیل کا شیعہ ہونا بالوضاحت لکھا ہے

اس تحقیق کے بعد پوری روایت کا مسئلہ واضح ہے کہ اہل تشیع کی روایت جو ان کے مذہب و مسلک کی مؤید ہو وہ تسلیم نہیں کی جاتی خلاصہ یہ ہے کہ طبرانی کی معجم صغیر و اوسط و کبیر کی پچھلے عدد ”روایات ثقیلین“ میسر ہوئی تھیں ہر ایک کی متعلقہ بحث ذکر کر دی گئی ہے ان میں سے کوئی روایت بھی معیار صحت پر نہیں اتر سکی اور قواعد کے اعتبار سے تسلیم نہیں۔

آخر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا ایک قول جو معاجم طبرانی کے متعلق انہوں نے لکھا ہے۔ وہ ”بتان المحدثین“ سے ہم نقل کرتے ہیں۔
فرماتے ہیں:

”اما محققین اہل حدیث گفتہ اند کہ دروے (معاجم طبرانی) منکرات بسیار است“

یعنی محدثین میں سے اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ طبرانی کے معاجم میں بہت سی منکر روایات یعنی ثقہ لوگوں کی روایات کے خلاف پائی جاتی ہیں۔
(بتان المحدثین ص ۵۳ فارسی طبع قدیم تحت بحث معاجم طبرانی)

اسناد از مستدرک حاکم ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیشاپوری

متوفی ۴۰۵
روایت اول

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُصْلِحٍ، الْفَقِيرُ،
بِالرِّقَى، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ الْمُغِيرَةِ السَّعْدِيُّ،
ثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّخَفِيُّ،
عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَيْحٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ

اللّٰهُ وَاَهْلَ بَيْتِيْ وَاقْرَءُوْا كِتٰبِيْ حَتّٰى يَرِدَ اَعْلٰى الْخَوْضِ

(مسندک حاکم مشکا جلد ۲ مناقب اہل بیت)

واضح ہو کہ مسندک حاکم میں روایت ثقلین تین بار مروی ہے اگرچہ دستوں نے حوالہ جات میں کثرت پیدا کرنے کے لئے چار مرتبہ اس روایت کا مسندک حاکم میں پایا جانا شمار کیا ہے مگر یہ چیز واقعات اور انصاف کے خلاف ہے۔ فلذا ہم پہلے ان روایات کی صحت یا عدم صحت کی جانب توجہ کرنا چاہتے ہیں بعد میں اس چوتھی روایت کی متعلقہ گفتگو بھی پیش خدمت کی جائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

مذکورہ سند میں دو شخص ایسے موجود ہیں جن کی وجہ سے تمام روایت درجہ قبولیت سے گر گئی ہے ایک ابوبکر محمد بن حسین بن مصلح الفقیہ بالری "دوسرا جریر بن عبد الحمید ہے ہر ایک کی تفصیلی پوزیشن ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

ابوبکر محمد بن حسین

ابوبکر محمد بن حسین بن مصلح الفقیہ بالری یہ حضرت سنی کتب رجال متداولہ سے تلاش کیا گیا ہے کہیں سے اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ یعنی مبہول ہے پھر شبہ رجال سے کوشش کی گئی ہے کہ کہیں سے دستیاب ہو جائے مگر یہ شخص روپوش ہی رہا ہے۔ اہل علم پر واضح ہو کہ عام کتب رجال کے علاوہ خاص کئی کی کتابوں (کتاب الکئی دو لابی و کتاب الکئی امام بخاری) میں ابوبکر کے نام سے جہاں جہاں کنیت مذکور ہیں ہاں سب جگہ باوجود تلاش کے نہیں مل سکا۔ اللہ اعلم۔ یہ کیسا مبہول الحال بزرگ ہے۔

جریر بن عبد الحمید الضبی

دوسرا بزرگ جو یحییٰ بن المغیرہ السعدی کا استاد ہے اور حسن بن عبد اللہ نخعی کا شاگرد ہے۔ یعنی جریر بن عبد الحمید بن القرضا الضبی الرازی۔

۱-..... قَالَ قَتِيبَةُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بِالحَافِظِ المُتَمِّمِ لِكِتَابِي سِتْعَةً
يُسْتَعْمَلُ مَعَاوِيَةَ عَلاَرِيَّةَ - (تہذیب مسک جلد ۲)

۲-..... وَأَجْمَعُوا عَلَى تَفْيِئِهِ وَرُحَى بِالشَّيْخِ

(قانون الموضوعات للطاهر الفتحي ص ۲۴۶)

۳- مقدمہ فتح الباری لابن حجر عسقلانی میں ہے۔

..... وَنَسَبَهُ قَتِيبَةُ إِلَى الشَّيْخِ الْمُفَرِّطِ..... (مقدمہ فتح الباری ص ۱۲۱ جلد ۲)

ہر سہ حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ جریر رضی رازی شیعہ صاحب ہیں اور شیعہ بھی سخت قسم کے ہیں۔ امیر معاویہؓ کو علی الاعلان سب و شتم کرتے تھے۔

جریر بن عبد الحمید لہستانی رازی۔ شیعہ رجال میں

۱- جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ نَزَلَ الرَّحَى (ق) (ج)

(باص الرواة ص ۱۱۱ جلد اول)

۲-..... أَقُولُ مُقْتَضَى عَمَّا الشَّيْخُ رَحِمَهُ الرَّجُلُ فِي طَيِّ رِجَالِ الشَّيْعَةِ

دُونَ قَدَاحٍ فِي مَنْهَبِهِ كَوْنِهِ (مَامِيًا)

(ماتقانی رجال جلد اول ص ۲۱)

حاصل یہ ہے کہ جریر رضی کوفی نے مقام رسی میں قیام کیا اور یہ صاحب امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں شمار کئے جاتے ہیں۔ محمد مرزا استر آبادی نے ان کو اپنے رجال میں درج کیا ہے۔ ماتقانی کہتے ہیں کہ شیخ طوسی کا اس شخص کو بغیر کسی مذہبی جرح کے اپنے شیعہ رجال میں شمار کر لینا اس کے امامی المذہب ہونے کا متناقض ہے۔ مذکورہ مندرجہ روایت کے اسناد میں مزید بھی کلام ہو سکتی ہے مگر ہم نے اسی مقدار پر اکتفا کرنا مناسب خیال کیا ہے پس مجہول الحال راویوں کی روایت کو صحیح نہیں کہا جاسکتا خدا جانے حاکم نیشاپوری بزرگ نے اس کو صحیح الاسناد کیسے

فرض کر لیا ہے۔ نیز روایت کے رواۃ میں جب تشیع موجود ہے اور تشیع بھی جس میں سب شتم تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ تو قبولِ روایت کی بحث خود بخود طے ہو گئی۔

روایت دوم

حَدَّثَنَا أَبُو الْخَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ تَمِيمٍ الْحَطَلِيُّ بِغَدَادَ
شَا أَبُو قَلْبَةَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَّاشِيُّ
ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ
يَاجُوجٍ وَابْنُ بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ الْبَزَّازِ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ حَيْثُ أَتَى ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ وَ
حَدَّثَنَا أَبُو نُصَيْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَهْلٍ فِي الْقَعْبَةِ بِبَغْدَادٍ ثَنَا صَالِحُ
بْنُ مُحَمَّدٍ فِي الْحَافِظِ الْبُغْدَادِيِّ ثَنَا حُلْفُ بْنُ سَالِمٍ فِي الْمَخْرُجِ
ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعَشِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا
حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ أَبِي الْكَفَيْلِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ حَجَّةِ الْوَدَّاعِ وَنَزَلَ عَذِيرَ حَقٍّ أَمَرَ بِدَوَابِّ قَبَائِلِهِمْ
فَقَالَ كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ فَأَجِبْتُ إِيَّاهُ قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ
الْقَلْبَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْأُخْرَى كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي
فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُقُونِي فِيهِمَا فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى يَرِدَا
عَلَى الْحَوْضِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَوْلَايَ وَأَنَا مَوْلَا
كُلِّ مُؤْمِنٍ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَدَا
وَلِيَّهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ -

(متدرک حاکم ص ۱۰۹ ج ۳)

(باب فضائل علیؑ)

مستدرک کا یہ اسناد متعدد تحلیلوں کی وجہ سے کافی طویل ہے۔ اسناد رجال کی جانب توجہ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان رواۃ میں دو صاحب (عبدالملک الرقاشی و خلف محرمی) ایسے موجود ہیں جن کی موجودگی میں اس روایت کو صحیح الاسناد نہیں کہا جاسکتا۔ ان کے ماسوا بھی اس سند میں ایسے بزرگ موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ اسناد غیر مقبول ہے لیکن فی الحال ان دونوں دوستوں کے کوائف پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

عبدالملک الرقاشی

(۱) أَبُو قَلَابَةَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَاشِيُّ الْقَسْرِيُّ
... قَالَ الدَّارِقُطِيُّ صَدَّقَ كَثِيرٌ الْخَطَاءِ فِي الْأَسَانِيدِ
وَالْمَتُونِ ... كَانَ يُجَدِّثُ مِنْ حِفْظِهِ فَكَثُرَتْ الْأَوْهَامُ
فِيهِ (۱) تنذیب ۳۲۰ جلد ششم

(۲) تاریخ بغداد للخطیب ۳۲۵ جلد ۱۰

(۳) عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ ... كَثِيرٌ الْوَهْمِ لَا يَصَحِّحُ
بِهِ (میزان الاعتدال ذہبی ۱۵۲ جلد دوم)

مندرجہ ہر سہ حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ ابوقلابہ عبدالملک الرقاشی کے متعلق دارقطنی کہتے ہیں کہ متون روایات اور اسانید میں یہ شخص کثیر الخطا ہے اور یادداشت سے روایت کو بیان کرتا تھا۔ فلہذا اس کی روایت میں کثرت سے وہم کو دخل ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ کثیر الوہم ہے قابل احتجاج نہیں ہے۔

خلف بن سالم محرمی

(۱) خَلْفُ بْنُ سَالِمٍ مَحْرُمِيُّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْمَلِكِيُّ ... عَابُوا عَلَيْهِ
التَّشْيِيعَ (تقریب التذیب ۱۳۲)

(۲) قَالَ الْأَجْرِيُّ وَكَانَ أَبُو دَاوُدَ لَا يُحَدِّثُ عَنْ خَلْفٍ....
 قَالَ عَبْدُ الْخَالِقِ بْنُ مَنْصُورٍ إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ بِمِثَالِ
 الصَّحَابَةِ قَالَ قَدْ كَانَ يَجْمَعُهَا - (تہذیب ۱۵۲ جلد ۳)
 (۳).... وَتَقَمُّوْا عَلَيْهِ تَبَعِيَّةً هَذِهِ الْأَحَادِيثُ -

(تاریخ بغداد للخطیب ص ۳۲۸ جلد ۳۲۸)

بہر سہ عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ خلف محرمی مہلبی حافظ تو ہے لیکن اس پر
 شیعہ ہونے کا عیب چسپاں ہے۔ آجری کہتے ہیں کہ خلف مذکور سے ابو داؤد حدیث
 نہیں روایت کرتے تھے۔ عبد الخالق بن منصور نے کہا ہے کہ اس شخص نے صحابہ
 کے مثالب و معائب جمع کر رکھے تھے۔ خطیب بغدادی بھی یہی کہتے ہیں۔ کہ یہ صحابہ
 کے مثالب و معائب کے پیچھے لگا رہتا تھا۔ اس بنا پر محدثین نے اس پر عیب لگایا۔
 اہل نظر غور و فکر کر سکتے ہیں کہ جن روایات کے راوی کثیر الخطاء ہوں کثیر الوہم
 ہوں۔ ناقابل احتجاج ہوں صحابہ کرام پر جن جن کے عیب جمع کرنے والے ہوں ان کی
 روایت کو قابل تسلیم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟

روایت سوم

حَدَّثَنَا أَبُو يَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ وَدُعْلُجُ بْنُ أَحْمَدَ السَّجَزِيُّ قَالَا
 أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ ثَنَا الْأَكْزَرِيُّ بْنُ عَلِيٍّ ثَنَا حَسَنُ بْنُ
 إِبْرَاهِيمَ الْكُزَمَانِيُّ ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهْمِيلٍ عَنْ أَبِيهِ
 عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ الْبُزْجَانِيِّ وَابْنِ وَائِلَةَ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ نَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ
 مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ عِنْدَ شَجَرَاتٍ خُمُسٍ دُوحَاتٍ عِظَامٍ
 فَكَلَسَ النَّاسُ مَا تَحْتَ الشَّجَرَاتِ ثُمَّ رَاحَ رَسُولُ اللَّهِ

وَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةً فَصَلَّى ثُمَّ قَامَ خَطِيبًا فَحَمِدَ
اللَّهَ فَاشْتَفَى عَلَيْهِ وَذَكَرَ وَوَعظَ فَقَالَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ
يَقُولَ ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ أُمُورَ دِينٍ لَكُمْ
تَضِلُّوا إِنْ اتَّبَعْتُمُوهَا وَهِيَ كِتَابُ اللَّهِ وَاهْلُ بَيْتِي
عِزَّتِي ثُمَّ قَالَ اتَّعْلَمُونَ إِنِّي أَوَّلِي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوا نَعَمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ كُنْتُ مُوَلًى فَعَلَى مُوَلًى

(مستدرک حاکم جلد سوم)

مستدرک حاکم کی اس تیسری روایت میں متعدد افراد ناقابل احتجاج ہیں۔ لیکن
اختصار کے پیش نظر ہم صرف ایک بزرگ محدث بن سہل بن سہل کے کوائف پیش کرنا
چاہتے ہیں۔ روایت کا درجہ معلوم کرنے کے لئے یہی کافی ہوگا۔

محمد بن سلمہ بن کہیل — سنی رجال میں

(۱) مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ الْخَضَرِيُّ... كَانَ ضَعِيفًا

(طبقات ابن سعد ج ۲۲ ق ۲)

(۲) ... ذَاهِبٌ وَاهِي الْحَدِيثُ " (میزان الاعتدال ج ۳)

(۳) ... قَالَ الْجَوْزْجَانِيُّ ذَاهِبٌ الْحَدِيثُ ... قَالَ ابْنُ

سَعْدٍ كَانَ ضَعِيفًا كَذَا قَالَ ابْنُ الشَّاهِينَ فِي الضُّعَفَاءِ ...

قَالَ وَكَانَ يَغْتَابُ مِنْ مُتَشَبِّهِ الْكُوفَةِ " (لسان المیزان ج ۸)

خلاصہ المرام یہ ہے محمد بن سلمہ مذکور محدثین کے ہاں ضعیف ہے، درجہ اعتبار
سے ساقط ہے اور اس کی روایت بے اصل ہے، جو جوزجانی کہتے ہیں کہ اس کی روایت
بے اصل ہے۔ ابن سعد نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ابن شاہین نے بھی اس طرح

کہا ہے اور یہ بزرگ خیر سے شیعان کوفہ میں شمار کئے جاتے ہیں

محمد بن سلمہ حضرمی — شیعہ رجال میں

(۱) مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ بْنِ الْحَضَرَمِيِّ أَسْنَدَ عَنْهُ (ق)

(مجتبیٰ المقال ص ۳ جامع الرواة ص ۱۱۹ جلد ۲)

(۲) مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كَهِيلٍ... عَدُوُّ الشَّيْخِ فِي رَجَالِهِ

مِنْ أَصْحَابِ صَادِقٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَحَالَهُ كَسَابِقِهِ (كُوْنُتْ)

(امامیہ)

(امامیہ)

حاصل یہ ہے کہ محمد بن سلمہ سے شیعہ کے ہاں روایات مروی ہیں۔ شیخ طوسی نے اپنے رجال میں اس شخص کو اصحاب جعفر صادق سے شمار کیا ہے اور سابق اروی کو طرح یہ شخص بھی امامی بزرگ ہے۔

اسناد سابق میں ان روایت کی موجودگی روایت کی عدم قبولیت کے لئے کافی ہے۔ مزید بحث و تمحیث کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

تنبیہ : علامہ ذہبی نے اپنی تلخیص میں اس مندرجہ بالا روایت کے حق میں "ناقدانہ الفاظ" یہ درج فرمائے ہیں

یعنی بخاری و مسلم ہر دو بزرگوں نے اس روایت کی تخریج محمد بن سلمہ بن کھیل کی وجہ سے نہیں کی محمد بن سلمہ کو ابو اسحاق السعدی الجوزجانی نے غیر مستحب و بے اہل قرار دیا ہے۔
(تلخیص ذہبی ص ۱۱۰ ج ۳)

روایت چہارم

(از مستدرک حاکم)

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الشَّيْبَانِيِّ بِالْمُؤَوَّفَةِ بِسَنَةِ أَحْمَدَ

بْنُ حَارِثٍ بْنِ الْعَفَّارِ شَأْنُ ابْنِ أَبِي كَامِلٍ أَبُو الْعَلَاءِ قَالَ
 سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ يَخْبُرُ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْفَرٍ
 عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى غَدِيٍّ خَفِمْ فَأَمَرَ
 بِدَوْجٍ فَكَسَحَ فِي يَوْمٍ مَا أَتَى عَلَيْنَا يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ حَرًّا
 مِنْهُ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاشْتَمَى عَلَيْهِ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ
 يُبْعَثْ نَبِيٌّ قَطُّ إِلَّا عَاشَ نِصْفَ مَلَأَشِ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ
 وَإِنِّي أَوْشِكُ أَنْ أَدْعِيَ فَأُحْيِي وَإِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ مَقَالَنْ
 تَقِيلُوا بَعْدَهُ كَتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ قَامَ فَأَخَذَ بِيَدِ
 عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ
 أَنْفُسِكُمْ فَقَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ... مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكُمْ
 فَعَلِيٌّ مَوْلَاكُمْ (مسند رک ماکم ص ۳۵ جلد ۲)

حاصل مطلب یہ ہے۔ زید بن ارقم کہتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ غدیر (طالب جس کا نام خم ہے) کے پاس آئے پس رشتہ
 کی صفائی کا حکم دیا گیا وہ ہم پر سخت ترین گرمی کا یوم تھا۔ حضور نبی کریم نے حمد و ثنا
 کے بعد خطاب فرمانا شروع کیا فرمانے لگے۔ لوگو! ہر ایک نبی اپنے سے سابق نبی
 کی نصف عمر کی مقدار زندہ رہتا ہے۔ عنقریب پیغام وفات پہنچے گا میں اسے قبول
 کروں گا۔ میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے
 اللہ عز و جل کی کتاب ہے پھر کھڑے ہوئے اور علی ابن ابی طالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا
 اے لوگو! تمہارے متعلق تمہاری جان سے زیادہ مہربان اور دوست دار کوں شخص
 ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں تو آپ نے فرمایا
 جس کا میں دوستدار ہوں پس علی بھی اس کے دوستدار و مہربان ہیں۔

دوست اس روایت کو بھی ”اثبات ثقلین“ کے لیے پیش کر دیتے ہیں چنانچہ رسالہ ”ارشاد رسول ثقلین“ میں اس کو دیگر روایات کے ساتھ شمار کیا ہے۔ لہذا اس کے متعلق ہم مختصراً ایک دو چیزیں عرض کرتے ہیں۔

(۱)

اگر روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس میں ”ثقلین یا خلیفتین“ کا لفظ مفقود ہے جس سے شیعہ کا مقصد پورا ہو سکتا ہو۔ جب متن حدیث میں ثقلین یا خلیفتین کا لفظ ہی نہیں ہے تو اپنی طرف سے دو چیزیں اختراع کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ روایت کی عبارت کا مطلب صاف ہے کہ میں تم میں ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو گے وہ کیا ہے؟ کتاب اللہ ہے، اس کے بعد حضرت علی کے متعلق بعض لوگوں کو چند بدگمانیاں یا غلط فہمیاں سفر میں پیدا ہو گئی تھیں۔ وہ بے بنیاد تھیں ان کے ازالہ کی خاطر اہتمام کر کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر یہ الفاظ فرمائے گئے جس کا میں دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔ تاکہ بعض لوگوں کے دلوں میں حضرت علی کے حق میں جو انقباض سا پیدا ہو گیا ہے وہ انبساط سے بدل جائے اور نفرت زائل ہو کر مودت پیدا ہو جائے، مزعومہ خلافت کی طرف کہیں اشارہ تک میسر نہیں ہوتا چاہے جاسیکہ بلا فصل کے دعوے پر اس روایت کو نص قطعی کا درجہ دیا جائے۔

(۲)

اور اگر تارک فیکو سے مراد ثقلین (دو بھاری) ہی تجویز کرنا مقصود خاطر ہے تو پھر بڑی آسانی سے یوں کیوں نہ کہہ دیا جائے کہ اس سے مقصد دو اہم چیزیں یعنی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہیں جب یہ اہم مدعی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما چکے تو ایک دوسرے مسئلہ کی طرف توجہ منعطف فرما کر فرمایا یا ایہا الناس الختم قائم کے الفاظ سے اس پر قرینہ قویہ قائم ہے، ثم کا لفظ اپنی وضع کے اعتبار سے واضح

کر رہا ہے کہ پہلے کچھ کلام کسی معاملہ کے لئے جاری تھا اور اس معاملہ کو ختم کر کے پھر اس دوسرے کام کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں پس ثمرہ قائم کے الفاظ سے یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ثمرہ سے قبل ایک الگ مقصد ہے اور ثمرہ کے بعد ایک دوسرا مطلب ہے۔ فافہم

بحث مستدرک کا تتمہ

مستدرک حاکم کی روایات متعلقہ ثقلین کی بحث کے اختتام پر ہم شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی وہ تنقید بھی درج کرنا چاہتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب "بستان المحققین" میں علامہ ذہبی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ اس تنقید کے پیش نظر مستدرک کی روایات کافی الجملہ درجہ اعتماد واضح ہو جاتا ہے۔ حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ:

احادیث بسیار راست در مستدرک کہ بر شرط صحت نیست بلکہ بعضی از احادیث موضوعہ نیز بہت کہ تمام مستدرک بائنا معیوب گشتہ یعنی بہت سی احادیث مستدرک میں ایسی ہیں جو صحت کی شرط پر نہیں ہیں۔

بلکہ بعض حدیثیں اس میں موضوع بھی ہیں جن کی وجہ سے تمام کتاب مستدرک معیوب ہو گئی ہے۔ (بستان المحققین ص ۴۲ فارسی بحث صحیح حاکم)

پھر لکھتے ہیں کہ:

"حافظ ذہبی و تاریخ گفتمہ است و بقدر ربع باقی و اہیات و مناہک بلکہ موضوعات نیز بہت۔ چنانچہ من در اختصار آں کتاب کہ مشہور تلخیص ذہبی ست خبر دار کردہ ام" انتہی

(بستان المحققین ص ۴۳ فارسی)

یعنی بقدر جو تھانی کتاب ہذا بے اصل اور موضوع حدیثوں سے مزین ہے چنانچہ میں نے اپنی تلخیص میں ان روایات سے خبردار کیا ہے۔

استاد (ثقلین) از مشہور مفسر ثعلبی

ابو اسحاق احمد بن ابراہیم الثعلبی النیشاپوری
المتوفی ۲۲۷ھ

حد ثنا حسن محدث بن حبیب المفسر قال وجدت فی
کتاب جدی بخطہ حد ثنا احمد بن الاحجم القاضی المروزی
حد ثنا الفضل بن موسی الشیبانی أخبرنا عید الملک بن ابی
سلیمان عن عطیة العوفی عن ابی سعید الخدری قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایہا الناس انی قد
ترکت فیکم خلیفتین ان اخذتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما
اکبر من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی
الارض وعترتی اهل بیتی الا انہما لن یتفرقا حتی
یردوا علی الخوض۔ (معجمات الانوار جلد اول)

ناظرین کرام پر واضح رہے کہ ثعلبی کے استاد مذکور میں دو بزرگ ایسے موجود
ہیں۔ جن کی موجودگی میں اس استاد کو از روئی قواعد صحیح نہیں کہا جاسکتا۔ ایک احمد
بن الاحجم ہے دوسرا عطیہ عوفی ہے۔ ان کی متعلقہ تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

احمد بن الاحجم القاضی

قال لسان المیزان۔ احمد بن الاحجم المروزی۔۔۔ قال
فیہ ابن الجوزی قالوا کان کذا ایاً۔

{ ۱۔ لسان المیزان ص ۳۴ جلد اول طبع دائرہ المعارف دکن }
{ ۲۔ و میزان الاعتدال ص ۳۸ جلد اول طبع مصر }

یعنی حاکم ابن حجر عسقلانی و حافظ ذہبی ہر دونے اس کی جعلی روایت ذکر کرنے کے بعد ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ محدثین اس احمد بن الاحم کے کذاب تھے ہیں۔
عطیہ عوفی : دوسرا عطیہ عوفی ہے۔ اس کی پوزیشن اور مکمل تشریح ”طبقات ابن سعد کے اسناد کے تحت تحریر کی جا چکی ہے۔ عطیہ ضعیف ہے، شیعہ ہے۔ محدثین کے نزدیک قابلِ حجت نہیں ہے۔ اس نے اپنے شیخ محمد بن السائب الکلبی (جو مشہور دروغ گو ہے) سے بہت سی روایات لوگوں میں پھیلا رکھی ہیں اور اس کی کینیت ابو سعید تجزی کی ہوئی ہے تاکہ لوگ ابو سعید خدری صحابی سمجھ کر روایت بلا حرج و چرا تسلیم کر لیں۔ اس قسم کے رواۃ کی روایت قطعاً قابلِ قبول نہیں ہو سکتی۔

اسناد از حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی احمد بن عبد اللہ

بن احمد بن اسحاق اصفہانی متوفی ۳۸۵ھ
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمْدَانَ ثنا حَسَنُ بْنُ سَفْيَانَ حَدَّثَنِي
 نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْوُشَاءُ ثنا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَنْمَاطِيُّ
 عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خُرَيْبٍ ذِي الْمَكِيِّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ
 وَائِلَةَ عَنْ حَدِيفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْعَقَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَإِنَّا دَارِدُونَ
 عَلَى الْحَوْضِ فَإِنِّي سَأَلْتُكُمْ حِينَ تَرُدُّونَ عَلَى الْحَوْضِ
 فَإِنِّي سَأَلْتُكُمْ حِينَ تَرُدُّونَ عَلَى عَنِ الثَّقَلَيْنِ فَانْظَرُوا
 كَيْتَ تَخْلَفُونِي فِيهِمَا الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ كِتَابُ اللَّهِ سَبَبَ طَرَفِهِ
 بَيْدُ اللَّهِ وَطَرَفُهُ يَأْتِيكُمْ فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ وَلَا تَضَلُّوا
 وَلَا تَسْبَلُوا وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي فَإِنَّهُ قَدْ نَبَّأَنِي اللَّطِيفُ
 الْخَبِيرُ أَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ

(منیۃ الاولیاء لابن نعیم اصفہانی ص ۳۵۵ جلد اول تذکرہ حذیفہ)

اس اسناد کو رمیں سے صرف تین دوستوں محمد بن احمد بن حمدان اور انماطی اور معروف مکی کی پوزیشن معلوم کر لینے سے سارا معاملہ حل ہو جاتا ہے۔ انماطی صاحب اور معروف مکی صاحب ہر دو کا ذکر خیر "نوادرا اصول" حکیم ترمذی کے اسناد کے تحت مفصل درج کر دیا گیا ہے۔ بار بار دہرانے کی حاجت نہیں ہے خالص شیعہ بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ضعیف عندالمحدثین بھی ہیں اور محمد بن احمد بن حمدان ابو عمر والمحدث نیشاپوری کا حال اس طرح درج ہے کہ قال ابن طاہر یشتیخ۔

- { ۱۔ میزان الاعتدال ص ۱۶ ج ۳ }
{ ۲۔ لسان المیزان ص ۳۸ ج ۵ }

حاصل یہ ہے کہ کوشیق کے باوجود یہ حضرت شیعہ مسلک رکھتے تھے۔ یہ قاعدہ تو مسلم ہی ہے کہ دوستوں کی روایات ان کے مسلک کی تائید کے سلسلہ میں قبول نہیں کی جاسکتی لہذا اہلسنت پر اس قسم کی روایات پیش کرنا بالکل بے جا اور ناروا طریقہ ہے جو قواعد کو بر طرف ڈال کر اختیار کیا جاتا ہے۔

تنبیہ: بحقیقات الانوار جلد اول ص ۲۰۶ پر ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصفہانی کی مزید روایات ثعلین کتاب مناقب المطہرین کے ذریعہ سے درج کی گئی ہیں مگر ان تمام روایات کی ایک سند بھی نہیں ذکر کی۔ جن جن روایات کی سند پیش کی جائے اس کا جواب لکھنا بے سود ہے جو روایت صحیح سند کے ساتھ پیش کی جائے گی البتہ وہ قابل قبول ہے اور مندرجہ بالا روایت بمع کمل سند کے ہم نے براہ راست حلیۃ الاولیاء اصفہانی سے تلاش کر کے پیش کی ہے اور اس پر جو جرح از روئے قواعد پائی جاتی ہے وہ بھی پیش کر دی ہے۔

اسناد از تاریخ بغداد للخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدَانَ الْغَنَاءُ عَنْ حَسَنَةَ ثَنَا

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ التَّقَاشِ إِمْلَاءً - أَخْبَرَنَا الْمُطَيِّنُ
 حَدَّثَنَا قُصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ
 عَنْ مَعْرُوفٍ عَنْ أَبِي الطُّغَيْلِ عَنْ حُدَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ
 أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي
 فَرَطُ لَكُمْ وَأَنْتُمْ وَارِدُونَ عَلَى الْحَوْضِ وَإِنِّي سَائِلُكُمْ
 حِينَ تَرِدُونَ عَلَى عَرِي الثَّعْلَيْنِ " فَانْظُرُوا كَيْفَ تَحْلُمُونَ فِي
 فِيهِمَا الثَّقَلُ الْأَكْبَرُ كِتَابُ اللَّهِ سَيَبِطُ طَرْفَهُ بَيْنَ اللَّهِ وَ
 طَرْفِهِ بِأَيْدِيكُمْ فَاسْتَمْسِكُوا بِهِ وَلَا تَضِلُّوا وَلَا تَبْذُلُوا
 (تاریخ بغداد ص ۴۲۲ جلد ۲ ذکر زید بن حسن انطاکی)

خطیب کی مذکورہ روایت میں بھی دو بزرگ مندرجہ بالا یعنی زید بن حسن انطاکی
 اور معروف کی کاموجودہ ہونا ہی عدم قبولیت کے لئے کافی ہے مزید کسی اور راوی
 مجروح تلاش کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ ضغفاء و شیعہ لوگوں کی روایات غیر مسلم
 ہوا کرتی ہیں۔

مذکورہ ہر دو راویوں کی تشریح اسامہ درجال سے نو اور الاصول کی روایت کے
 تحت درج کی جا چکی ہیں۔ وہاں تفصیل ملاحظہ ہو۔

تنبیہ: صاحب حقائق نے جلد اول ص ۲۲۱ پر خطیب بغدادی کی ایک قوت
 جابر بن عبد اللہ سے کتاب مفتاح النجا (از میرزا محمد بدخشانی) کے حوالہ سے درج کی
 ہے مگر سند روایت ندارد ہے فلہذا اس کے جواب کی طرف ہم کو توجہ کرنے
 کی ضرورت نہیں ہے اگر صحیح سند کے ساتھ روایت پیش ہوگی تو وہ قبول ہے۔
 اور مندرجہ بالا روایت مکمل سند کے ساتھ ہم نے تاریخ بغداد (خطیب بغدادی)
 جلد ہشتم ص ۴۲۲ سے ازراہ خود نقل کی ہے اور جرح و قدرج بھی ساتھ ہی مختصراً
 درج کر دی ہے۔

اسناد ابو الجریبی

متوفی ۸۰ھ

(منقول از عیقات الانوار ۲ جلد اول)

اسناد اول، اخطب خوارزم متوفی ۱۱۵ھ در مناقب گفتہ عن احمد بن حسین بن علی (البیہقی)۔

فقال اخبرنا ابو عبد الله فقال حدثنا ابو نصر احمد بن سهل الفقيه بخاري قال حدثنا صالح بن محمد الحافظ قال حدثنا خلف بن سالم قال حدثنا يحيى بن حماد قال حدثنا ابو عوانه عن سليمان الاعمش قال حدثنا جيب بن ابي ثابت عن ابي الطويل عن زيد بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حجة الوداع و نزل بعد يومين امر بدوحات قد تروكت فيكم الثقلين احدهما اكبر من الآخر كتاب الله وعترتي اهل بيتي فانظروا كيف تختلفون فيها الخ (عیقات الانوار ۲ جلد اول)

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ ابو الجریبی کا یہ اسناد بعینہ مستدرک حاکم کے اسناد دوم میں ایسی تشریحات کے ساتھ گزر چکا ہے۔ حاصل یہ ہے۔ اس سند میں خلف بن سالم مخفی حلوہ افروز ہے یہ خلف محدثین کے نزدیک "شیعہ" ہے اور صحابہ کرام کے معائب و نقائص کی روایات کو جمع کرنا اس کا شیوہ تھا۔ یہی مشغلہ اس کے اندرونی خیالات کا پورا آئینہ دار ہے۔ مزید تسلی کے لئے اہل علم توبیہ التہذیب و تہذیب عقلانی و تاریخی بغداد للخطیب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ مکمل حوالہ جات مستدرک حاکم کے اسناد دوم کے موقع پر عرض کئے جا چکے ہیں۔ فلہذا اس اسناد کے عزیز معقول ہونے کے لئے صرف ایک اس بزرگ کا تئیں ہی کافی ہے۔

اگرچہ مزید کلام بھی بعض روایہ سند ہذا کے باعث کیا جاسکتا ہے۔ تاہم اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا ہے۔

خود اخطب خوارزم (متوفی ۵۶۵ھ، ۵۷۱ھ) بزرگ بھی قابلِ توجہ تینیمہ اول ہے۔ اس کے متعلق اور اس کی روایات کے متعلق ابن تیمیہ حرانی اور شاہ عبدالعزیز نے جو کچھ درج فرمایا ہے وہ بعینہ ہم ناظرین کرام کے سامنے پیش کرنا مناسب سمجھتے ہیں منہاج السنۃ لابن تیمیہ جلد سوم عن میں ہے کہ

۱۔ ان اخطب خوارزم هذا له مصنف في هذا الباب فيه من الاحاديث المكنوزة ما لا يخفى كذا به على من له ادنى معرفة بالحديث فضلا عن علماء الحديث وليس هو من علماء الحديث ولا ممن يرجع اليه في هذا الشأن المبتدئ الخ

یعنی اخطب خوارزم نے اس باب (فضائل علی المرتضیٰ واہل بیت) میں کتاب ”مناقب“ کے نام سے تصنیف کی ہے۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس کتاب میں بہت سی روایات جھوٹی ہیں جس شخص کو فنِ حدیث کے ساتھ کچھ مناسبت ہے اس پر ان کا کذب واضح ہے۔ چرچانیکہ علماء حدیث کے سامنے پیش کی جائیں اخطب خوارزم علماء حدیث میں سے نہیں ہے اور نہ اس قابل ہے کہ اس باب میں اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ (منہاج السنۃ لابن تیمیہ ص ۱۰۱) جلد ۳ تحت لفصل الثامن تحت اثنا عشر فی فارسی میں تحت حدیث ہفتم (من ناصب علیا فی الخلافۃ فہو کاخر) لکھا ہے کہ

ابن المطهر الحلی نسبت روایت ایس حدیث باخطب خوارزم کردہ و ابن المطهر در نقل بسیار خاشن ست و اخطب خوارزم ہم معتبر نیست کہ مخالف احادیث صحاح است کہ در کتب امامیہ موجود اند الخ پھر کہتے ہیں کہ:

”محدثین اہل سنت اجماع وازند کہ روایات اخطب زبیدی ہمہ از
مجاہیل وضعف است و بسیاری از روایات او منکر و موضوع و ہرگز
فقہائے اہلسنت برویات اور احتجاج نمایند“

(تختہ اثنا عشری ص ۳۳۸ و ۳۳۹ فارسی بحث احادیث

امامتہ و خلافتہ تحت حدیث ہفتم طبع ۱۳۰۹ لکھنؤ)

یعنی تختہ اثنا عشریہ کی ہر دو عبارات کا حاصل یہ ہے کہ ابن مطہر حلی شیعہ نے
اس روایت من ناصب علیا فی الخلاۃ فہو کافر کی نسبت اخطب خوارزم کی
طرف کی ہے۔ ابن مطہر مذکور نقل روایات میں بہت خیانت کرنے والا ہے
اور اخطب خوارزم کی طرف اس حدیث کی نسبت ہونا اس کے غیر معتبر ہونے
کے لئے کافی ہے۔ اخطب خوارزم غالی زیدی شیعوں میں سے ہے۔ نیز یہ بات ہے
کہ اخطب مذکور نے جو مناقب امیر المومنین علی کے فضائل میں کتاب لکھی ہے۔ اس
میں یہ روایت مذکورہ ہرگز نہیں ہے اگر بالفرض پائی جائے تب بھی معتبر نہیں ہے
اس وجہ سے کہ صحیح روایات امامیہ کے بھی بالکل مخالف ہے پھر شاہ صاحب فرماتے
ہیں کہ.... اہلسنت کے محدثین اس بات پر اجماع رکھتے ہیں کہ اخطب زبیدی مذکور
کی سب روایات مجہول و ضعیف لوگوں سے منقول ہیں اور اس کی بیشتر روایات
معتبر لوگوں کے خلاف اور جعلی ہیں۔ اہل السنۃ کے فقہاء اس کی برویات کے ساتھ
ہرگز احتجاج و استدلال نہیں کرتے۔ (تختہ اثنا عشریہ بحث امامت حدیث ہفتم)

معلوم رہے کہ بیہقی کا شیخ ابو عبد اللہ حاکم ہے۔ فلذا یہی سند حاکم کی ہے
تنبیہ دو کوئی الگ روایت بیہقی نے نہیں پیش کی۔ یہ روایت حاکم والی ہی ہے
پھر ایک ہی روایت کو الگ الگ کر کے صاحب عبقات نے دو روایتیں دوسروں
کے ساتھ ذکر کر ڈالی ہیں۔ تاکہ ناظرین کرام سے تکثیر حوالہ جات کی
داو حاصل کی جائے۔ اس قسم کی چالاکیاں کر کے اس کتاب کو ضخیم بنایا گیا ہے۔

حتیٰ کہ صرف ایک روایت ثقلین پر دو ضخیم جلد مرتب کر ڈالے ہیں۔

اسناد دوم: بیہقی

از سنن کبریٰ بیہقی ۱۱ جلد ۱۱۴ جلد ۱۱۴ طبع دکن

صاحب حقائق لکھتے ہیں۔

کہ نیز بیہقی اس حدیث شریف راز زید بن ارقم بلفظ دیگر روایت کر رہ
چنانچہ حموی در فرائد السطین لکھتے ہیں..... اخبرنا الامام
الشیخ ابویکراحمہ بن حسین بن علی البیہقی قال انبأنا
ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح القاضی بالکوفۃ قال
انبأنا ابو جعفر محمد بن علی بن رعیق قال انبأنا ابراہیم
بن اسحاق الزہری قال انبأنا جعفر یعنی ابن عون و یعلیٰ
عن ابن حیان التیمی عن یزید بن حیان قال سمعت زید بن
ارقم قال قال فیما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطیباً
فحمد اللہ واثنی علیہ فقال اما بعد ایہا الناس انما انا
بشر یوشک ان یتاہی رسول ربی وانی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ فیہ الہدٰی والنور فاستسکوا بکتاب اللہ وخذوا
بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال اذکرکم اللہ تعالیٰ
فی اہل بیتی ثلاث مرات اخرجه مسلماً فی الصحیح من
حدیث ابی حیان التیمی (السنن الکبریٰ جلد ۱۰)

اولاً: معلوم ہونا چاہیے کہ اس اسناد میں متعدد ایسے بزرگ موجود ہیں جن
کا تذکرہ عام رجال و تراجم کی کتابوں میں مفقود ہے۔ بیہقی کے استاد جناح ابن نذیر
کا تذکرہ کہیں مفصل نہ مل سکا۔ صرف اتنی بات بڑی کرید کرنے سے معلوم ہوئی ہے

کہ بہت سی کے مشائخ میں ان کا شمار پایا گیا ہے۔ اور بس پھر جناح کے شیخ ابو جعفر محمد بن علی مذکور تو بالکل ہی مفقود الخیر ہیں۔ تا حال کوئی سراغ نہیں مل سکا اسی طرح اس کا شیخ ابراہیم بن اسحاق زہری بھی مجہول الحال ہے۔ اس کا باوجود کثیر تلاش کے کچھ سراغ نہ مل سکا۔ متعدد ایسے مجہول الحال و مفقود الخیر لوگوں کی روایت کو صحت کے درجہ میں کیے تسلیم کر لیا جائے؟

ثانیاً، یہ عرض ہے کہ اگر اس اسناد سے قطع نظر کر کے نفس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مفہوم اور اس کا درست محل بھی وہی ہے۔ جو مسلم شریف والی روایت کے متعلق علماء محققین نے درج فرمایا ہے۔ روایت مسلم کے تحت اس کے معنی کو اپنی ضروری تشریح کے ساتھ درج کر دیا گیا ہے وہاں کے مباحث یہاں معتبر ہیں دوبارہ نقل کرنے کی حاجت نہیں۔

ابن المغازی کے اساتید

ابو الحسن علی بن محمد الطیب الجلالی المعروف بابن المغازی
المتوفی ۳۸۲ھ

اول سوايت ثقلین از ابن بشران النخوی

حدیث ثقلین را پس ابن المغازی در کتاب المناقب گفت۔

اخبرنا ابو غالب محمد بن احمد بن سهل التحوی المعروف بابن
بشران ثنا ابو عبد الله محمد بن علی السقطی ثنا ابو محمد عبد الله
بن شوذب ثنا محمد بن ابی العوام الریاحی ثنا ابو مامر العقدی
عبد الملك بن عمرو ثنا محمد بن طلحة عن الاعمش
عن عطیة بن سعد عن ابی سعید الخدری ان رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب و
انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ حبلممدود
من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی و ان اللطیف
الخبیر اخبرنی انھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض
فانظروا کیف تغلفونی فیھما» (عقبات الانوار ص ۲۱۸ جلد اول)

روایت دوم ابو محمد الغنجدانی

ابو محمد الحسن بن احمد بن موسیٰ الغنجدانی متوفی

ابن المغازلی در مناقب گفتہ

اخبرنا الحسن بن احمد بن موسیٰ غنجدانی ثنا احمد بن
محمد ثنا علی بن محمد المقرئ (الممری) ثنا محمد بن عثمان
ثنا مصطفیٰ بن عمر ثنا عبد الرحمن بن محمد بن طلحة عن
ابیہ عن الاعمش عن عطیة عن ابی سعید الخدری قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوشک ان ادعی فاجیب
وانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ عز وجل وعترتی اهل بیتی
فانظروا کیف تغلفونی فیھما» (عقبات الانوار ص ۲۲۴ جلد اول)

(۱)

واضح ہو کہ ابن المغازلی (متوفی ۴۸۳ھ) نے بھی کتاب المناقب لکھی ہے

اس میں یہ روایت ثقلین اپنے ۵ عدد اسانید کے ساتھ لائے ہیں جیسا کہ عقبات
ظاہر ہے۔ ورنہ خود ابن مغازلی تاحال ہمیں دستیاب نہیں ہو سکا تا کہ پتہ چل سکتا ہے
کس درجہ کے، کس معیار کے بنہ رگ ہیں، رطب و یابس جمع کر ڈالنے والے حضرت
ہیں یا صحیح و سقیم کو کچھ دیکھنے والے ہیں یا کیسے ہیں۔ اپنی کتب سے تو کچھ پتہ نہ چلا

البتہ شیعہ تراجم میں تلاش کرنے سے تمتہ المنتہی للشرح عباس قمی ص ۴۴ ۴۵ طبع طهران میں یہ بزرگ پائے گئے ہیں۔ جس درجہ کے بزرگ ہوں تاہم ان کی اسانید کو قواعد روایت کے رو سے دیکھنا لازمی ہے۔ فلہذا ہر ایک سند درج کر کے اس کا حال صحت و سقم پیش کیا جاتا ہے۔

(۲)

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ ابن مغازلی کی ۵۰ عدد اسانید میں سے پہلی سند جو اوپر درج کی گئی ہے اور ابن بشران النحوی کے ذریعہ سے منقول ہے۔ اس میں عطیہ عوفی جدلی کو فی موجود ہے۔ اسی طرح دوسری سند ابن مغازلی میں جو ابو محمد لند جانی کے واسطے سے اوپر مندرج ہے وہاں بھی عطیہ عوفی جدلی کو فی جیلوہ افروز ہے جو ابو سعید کا شاگرد دکھلایا جاتا ہے۔

اور عطیہ عوفی اور ابو سعید (جو اصل میں محمد بن السائب کلبی ہے) کے متعلق تشریح ہم متعدد دفعہ واضح کر چکے ہیں اور پورے حوالہ جات کے ساتھ ان کی پوزیشن واشکاف کی جا چکی ہے۔ طبقات ابن سعد کی سند پر جہاں کلام کیا گیا ہے وہاں حوالہ جات مکمل درج کر دیئے ہیں جس صاحب نے تسلی کرنی ہو وہاں رجوع کریں حاصل یہ کہ عوفی شیعہ بزرگ ہیں۔ بڑے چست قسم کے شیعہ ہیں۔ اپنے شیخ محمد بن السائب کلبی سے (جو مشہور کذاب ہے) روایت چلاتے ہیں اور اس کی کنیت ابو سعید مقرر کر رکھی ہے۔ پھر خدری کا لفظ اضافہ کر دیتے ہیں۔ تاکہ سامع ابو سعید خدری صحابی سمجھ کر بے چون و چرا روایت کو تسلیم کر لے۔ یہ اس کا تمام جعل علماء رجال نے خوب واضح کر دیا ہے فلہذا شیعہ سنی مسائل مختلف فیہ میں اس کی روایت قابل قبول نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب تہذیب التہذیب جلد ہفتم ص ۲۲۵ ج ۷ طبع حیدرآباد دکن، اور قانون المفوض طاہر لفتی ص ۷۸ طبع مصر اور شیعہ رجال میں سے رجال امام قاضی تنقیح المناقب

عطیہ عوفی کے حالات کے لئے کافی ہوگی وہاں اس شخص کو امام محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے، (رجال امام قافی ص ۲۵۳ جلد دوم)
ان حالات مندرجہ کے بعد ان کی قبول روایت کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے مزید کسی غور و فکر کی حاجت نہیں۔

(۳)

ابن المغازلی کی تیسری اور چوتھی روایت بمع سند پہلے ملاحظہ "طبقات" سے نقل کر کے ہم درج کرتے ہیں اس کے بعد اس کے اسناد کی متعلقہ گفتگو پیش کی جائے گی۔

اخبرنا ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان المعروف بابن
الصيرفي البغدادي قدم علينا واسطاً (۲۳۷) قال ثنا
ابو الحسين غيبه الله بن احمد بن يعقوب بن البواب
ثنا محمد بن محمد بن سليمان الباغندي ثنا وهبان و
هو ابن بقره الواسطي ثنا خالد بن عبد الله عن الحسن
بن عبد الله عن ابي الفضل عن زيد بن ارقم قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اني تارك فيكم الثقلين كتاب الله
وعترتي اهل بيتي وانهم لاني يفرق قاحتي يردا على الحوض
(طبقات الانوار ۲۲۷ جلد اول)

اخبرنا ابو طالب محمد بن احمد بن عثمان ابو الحسين محمد
بن المظفر بن موسى بن عيسى الحافظ اذنا ثنا محمد بن محمد
بن سليمان الباغندي ثنا سويد ثنا علي بن مسهر عن ابي
حيان التيمي ثنا يزيد بن حيان قال سمعت زيد بن ارقم
يقول قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فخطبنا فقال

اما بعد ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان ادعی فاجبت
وانی تارک فیکم الثقلین واما کتاب اللہ فیہ الہدے و
النور فخذوا بکتاب اللہ وامتسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ و
رغب فیہ ثم قال واهل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل
بیتی قال لھا ثلاث مراتب۔

(عقبات الانوار ص ۲۲۷، ۲۲۸، ج اول)

ناظرین کرام کو معلوم ہونا چاہیے کہ ابن المغازی کی اس تیسری روایت کہ محمد بن محمد
ابا غندی نے روایت کیا ہے۔ اس کے متعلق علماء رجال نے جو تنقید و گرفت کی ہے
اس کے پیش نظر اس کی روایت کو صحیح نہیں شمار کیا جاسکتا۔ اب ہم علی الترتیب اس پر
جو تنقید پائی جاتی ہے، وہ درج کرتے ہیں۔

۱۔ "قال الخطیب فی تاریخ بغداد.... قال ابو بکر بن عبدان انہ
کان یخلط ویدکس.... قال حمزة قال الدارقطنی کان کثیر
التدلیس یحدث بالمعصم وربما سرق.... قال ابو بکر
الاسماعیلی لا اتمہ فی قصد الکذب وکنہ خبیث التدلیس وکثیر
التصحیف۔" (تاریخ بغداد ص ۲۱۲-۲۱۳ جلد ثالث)

یعنی خطیب بغدادی اپنی تاریخ بغداد جلد ۳ میں لکھتا ہے کہ ابن عبدان کہتے ہیں یہ
شخص باغندی، روایت خلط اور ملاوٹ کر دیتا تھا اور اپنے مری عنہ کا پتہ نہ دیتا تھا۔ قطری
کے حوالہ سے حمزہ کہتے ہیں کہ شیخ بہت تدلیس کرتا اور جو روایت نہ سنی ہوتی تھی اس کو روایت
کر دیتا تھا۔ اور بسا اوقات روایت میں سرقہ یعنی چوری کرتا۔ اس طرح کہ کسی کی روایت اس کے
اذن کے بغیر لے کر چلا دیتا اور اسماعیلی کہتے ہیں کہ یہ بُری تدلیس کرتا تھا۔ اور بہت ملاوٹ سے
کلام لیتا تھا۔

۲۔ حافظ ذہبی نے اپنی تصانیف میزان الاعتدال اور تذکرۃ الحفاظ میں یاغندی کا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

... کان مدلسا وفيه شيء... قال الدارقطني

عن محمد بن محمد الباغددي فقال مخطئ، مدلس
يكتب عن بعض اصحابه ثوريسقط بيده وبين شيخه ثلاثة
وهو كثير الخطاء { میزان الاعتدال جلد سوم صفحہ ۱۲۹ جلد ۳ }
{ تذکرۃ الحفاظ ذہبی صفحہ ۲۴۲ جلد دوم }

۳۔ اور حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں بھی یہ درج کیا ہے۔

قال الدارقطني... مخطئ، مدلس يكتب عن بعض

اصحابه ثوريسقط بيده وبين شيخه ثلاثة وهو كثير

الخطاء... قال ابن عدي وله اشياء انكرت عليه۔

(لسان الميزان صفحہ ۳۶۱ جلد پنجم)

نوٹ: اب اس کی اگرچہ توثیق بھی مقبول ہے مگر البحر مقدم علی التذیل کے تحت اس کی روایت درجہ صحت میں تسلیم نہ ہوگی۔

میزان الاعتدال و تذکرۃ الحفاظ و لسان المیزان، ہر سہ حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ یہ شخص مدلس (اپنے شیخ کو نہ بیان کرتے والا) ہے اور اس میں ضعف ہے اور اپنے اوپر کے شاخ حدیث سے تین تین آدمیوں کو سند سے ساقط کر دیتا ہے۔ کثیر الخطاء یعنی غلطی کنندہ ہے اور کئی چیزیں ثقہ لوگوں کے خلاف ذکر کر دیتا ہے۔

(۴)

ابن مغازی کی پوچھی روایت بمعہ سند جو اوپر درج کی گئی ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ پہلی گزارش تو یہ ہے کہ یہ روایت بھی الباغندی مذکور کے ذریعہ مروی ہے جس کی ہرج صاف الفاظ میں اوپر درج کی ہے۔ اس جرح کے باوجود اس روایت

کا درجہ صحت تسلیم کرنا مشکل امر ہے۔

علی سبیل الترتیل اگر یہ روایت صحیح تسلیم کر لی جائے تو اس میں دوسری گنجائش موجود ہے جس پر ثعلبی کے الفاظ مراحۃ دلالت کر رہے ہیں۔ اس کی تفصیل مندرجہ ذیل روایت کی روایت کے تحت مکمل طور پر مل سکے گی وہاں رجوع کر لینا چاہیے فلہذا دوستوں کے مدعا کے لئے یہ مفید نہیں ہے یعنی تقریب نام نہیں۔

تنبیہ: صاحب بیانات نے سند ہجری کی ترتیب کے تحت کتب میں اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۱ جلد اول پر روایت ثقلین کا ایک مزید اسناد درج کیا ہے کہ محمد بن المنظر بن موسیٰ بن عیسیٰ الحافظ البغدادی اذننا محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی شناسوید ثنا علی بن المسهر عن ابی حیان التیمی حدثنی یزید بن حیان قال سمعت زید بن ارقم یشی قول قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اس کے متعلق یاد رہے کہ یہ کوئی الگ اسناد کسی دوسرے محدث کا نہیں ہے۔

اسی ابن المغازلی کی جو بعض سند مندرجہ بالا بعینہ ہے لہذا اس سند کے لئے کسی الگ بحث کی حاجت نہیں ہے جو کچھ اس چارم سند مغازلی کے لئے لکھا گیا وہی کافی ہے۔ کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے میر عابد حسین صاحب نے یہ طرز اور یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ ایک روایت کے ایک اسناد میں جو متعدد روایات ایک دوسرے سے نقل کنندگان ہیں ان کو ہی الگ الگ محدث قرار دے کر جدا جدا اسانید تجویز کر کے کثرت اسناد دکھانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ پرہیز حقیقت الامر کے بالکل خلاف ہے بحان اللہ! کیا عجیب طرز تصنیف ہے۔

روایت پنجم (۵)

ابن المغازلی کی پانچویں روایت بلفظ بمعہ سند درج ہے۔ اس کی سند

الفاظ کر لینے سے اس کا مقام صحت و سقم اور درجہ رد و قبول خود بخود سامنے آجائے گا کسی گمراہ غور و فکر کی ضرورت نہ ہوگی۔ صاحب بیعتات لکھتے ہیں کہ:

میزابن المغازی، در کتاب المناقب علی ما نقل عن العلامة ابن بطریق طاب ثراه فی کتاب الموسوم بالعمدة گفتہ۔

اخبرنا ابو یعلیٰ علی بن ابی عبد اللہ بن العلاء البزار اذنا
قال اخبرنی عید السلام بن عبد الملک بن حبیب
البزار قال اخبرنی عبد اللہ محمد بن عثمان قال
حدثنی محمد بن بکر بن عبد الرزاق حدثنی ابو
حاتم مغیرة بن محمد بن المہدی قال حدثنی
مسلم بن ابراہیم قال نوح بن قیس الجذامی حدثنی
ولید بن صالح عن امرأة زید بن ارقم قالت قال اقبل النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من مکة فی حجة الوداع حتی نزل بعذیر الجففة
بین مکة والمدینة فامر بدعوات (روایت بڑی طویل چلی گئی ہے) قال تو شکون
ان تردوا علی الحوض واسألکوحین تلفونی عن الثقلان کیف خلفتونی فیہما
فانزل علینا ما ندری ما الثقلان حتی قام رجل من المهاجرین فقال یابی
انت وامی یا نبی اللہ ما الثقلان قال الاکبر منہما کتاب اللہ سب طرفہ بید اللہ
تعالیٰ وطرف بایدیکم فمکواہم ولا تولوا ولا تفضلوا ولا اصغر منہما عترتی الخ
اس طویل روایت کے اسناد میں صرف ایک شخص نوح بن قیس کے متعلق ہی تحقیق
کر لی جائے تو یہی کافی ہے حاتم ابن محمد نے تقریب و تہذیب میں اور ذہبی نے میزان
میں جو اس کے بارے میں تصریح کر دی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

.... رد بالتشیع... بلغنی عن یحییٰ ابنہ ضغفہ

وقال مرة یتشیع.... قال ابو داؤد کان یتشیع.... یحییٰ

ضغفہ....

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ یہ شخص نوح بن قیس ہزامی شیعہ مذہب کی طرف منسوب ہے یحییٰ نے اس کو متعین قرار دیا ہے اور دوسری بار شیعہ بھی کہا ہے۔ ابو داؤد بھی اس کو شیعہ کہتے ہیں۔ (تقریب التہذیب ص ۵۲۷ طبع نول کشور)
 (تہذیب التہذیب ص ۸۹۱ جلد دوم)
 (میزان الاعتدال ذہبی ص ۵۲۲ جلد دوم)

روایت ثقلین حمیدی (ابو عبد اللہ محمد بن قنوح بن عبد اللہ

بن حبیبہ الازدی الاندلسی القرطبی المتوفی ۲۸۸ھ)
 صاحب ”عجقات الانوار“ نے حمیدی موصوف سے روایت ثقلین ذکر کی ہے اور علامہ حمیدی محدث کی توصیف و توثیق میں پورے دس عدد صفحات عجقات کے پر کر دیئے ہیں۔ جو اگلا گزارش ہے کہ
 ۱۔ الجمع بین الصحیحین میں حمیدی نے یہ روایت نقل کی ہے اس کتاب میں بخاری شریف اور مسلم شریف کے صرف متون کو جمع کیا گیا ہے اور ان کے اسناد کو ترک کر دیا گیا ہے صرف صحابی کا نام باقی رکھا گیا ہے اس صورت میں مسلم شریف کی روایت جو زید بن ارقم صحابی سے مروی ہے وہی من و عن روایت ”جمع الصحیحین حمیدی“ میں آگئی ہے۔ یہ کوئی جدید روایت جدید سند کے ساتھ حمیدی نے پیش نہیں کی یہ صحیح مسلم کی ہی گزشتہ روایت ہے۔

۲۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ حمیدی کی توثیق و توصیف میں اتنا زور لگایا گیا ہے اور پورے دس عدد صفحات کلاں پر کر ڈالے ہیں حالانکہ ہمارے ہاں تو یہ فاضل پہلے سے مسلم و معتمد محدث ہیں۔ اہل سنت کی جانب سے کسی صاحب کی طرف سے ان پر کوئی جرح و قدح نہیں وارد کی گئی اور

نہی ان پر عدم اعتقاد کا شبہ کیا گیا ہے۔ یہ تمام کاروائی آپ کی تکثیر حوالہ جات کی خاطر معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح بلا ضرورت بحثوں کو طول دے کر کتاب طویل کی گئی ہے اور اپنے ہوا خواہوں سے مفت داد حاصل کی گئی ہے۔
۳۔ تیسری غرض یہ ہے کہ اس کا محمل و مفہوم مسلم شریف کی روایت کے تحت جو بیان کیا گیا ہے وہی درست ہے۔ اگ جواب کی حاجت ہی نہیں۔

روایت ابی المنظر منصور بن محمد السمعانی (۲۸۹ھ)

صاحب عبقات لکھتے ہیں کہ حدیث ثقلین را در رسالہ "توامیہ" کہ معروف بفضائل الصحابہ "است علی ناقل عنہ آورده۔

عن طلحة بن مصرف عن عطية عن ابي الخدری رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم المثلین کتاب اللہ حبیل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی وان اللطیف الخیر لخبیر فی انہما لن یفترقا حتی یرد اعلی الخوض (عبقات الانوار جلد اول ص ۲۴)

سمعانی کی تمام سند تو صاحب عبقات نے نقل نہیں کی جتنی قدر انہوں نے سند مذکور نقل کی ہے عدم قبول روایت کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ عطیہ عوفی اپنے شیخ محمد بن سائب کلبی سے روایت کرتا ہے۔ الخدری کا لفظ لمیس کے لئے اضافہ کر دیا ہے۔ اس استاد شاگرد دونوں کی پوزیشن کو طبقات ابن سعد، مسند احمد، مسند ابی یعلیٰ کی روایات کے تحت مفصل حوالہ جات کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے بار بار اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں وہاں تفصیل ملاحظہ کی جائیں۔

روایت کتاب الفردوس للدیلمی

(ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار بن شیرویہ الدیلمی الہمدانی المتوفی ۵۰۹ھ)

صاحب عبقات جلد اول ص ۲۵۰ پر رقم طراز ہے کہ،

در کتاب فردوس الاخبار دیلمی حدیث ثقلین از زید بن ارقم آورده۔

اف تارك فيكم الثقلين كتاب الله فيكم منه حبل من

اتبعه كان على الهدى ومن تركه كان على الضلالة و

اهل بيتي اذكركم الله في اهل بيتي ولن يتفرقا حتى يردا

على الحوض يعني الاخذ بهما ثقيل (عبقات جلد ۱ ص ۲۵۰)

گزارش ہے کہ کتاب ”فردوس الاخبار“ سے سند روایت نہیں لائی گئی۔

تاکہ پتہ چل سکتا کہ صحیح سند کے ساتھ یہ مروی ہے یا سند صحیح نہیں۔ دوسری عرض

یہ ہے کہ صاحب فردوس الاخبار پر علماء کی حرج بھی موجود ہے بغیر جتو اور نقیش

کے اس کی روایت قابل قبول نہیں ہونی چاہئے چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب

”بستان المحدثین“ میں اس دیلمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”اماد اتقان معرفت و علم او قصور سے ست در سقیم و صحیح احادیث

تمیز نمی کند و لہذا در کتاب او موضوعات وواہیات تودہ تودہ مذکور شد“

(بستان المحدثین تذکرہ دیلمی ص ۶۲)

یعنی دیلمی کے علم میں قصور ہے۔ روی اور صحیح حدیث میں فرق نہیں کرتا

اس وجہ سے اس کی کتاب فردوس الاخبار میں موضوع جعلی اور بے اصل روایات

کے ڈھیر کے ڈھیر (انبار) مندرج ہو گئے ہیں“

بنابریں بغیر تحقیق سند اس کی روایت کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

نیز واضح ہو کہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ ص ۷۷ ج ۳ میں فردوس الاخبار

دلی کو ان الفاظ کے ساتھ درج کیا ہے۔

ان کتاب الفردوس فیہ من الاحادیث الموضوعات ماشاء اللہ
ومستفاد شیریہ بن شہریار الدلی وان کان من طلبۃ الحدیث
ورواتہ فان ہذا الاحادیث التي جمعها وحذف اسانیدھا نقلھا
من غیر اعتبار بصحیحھا وضعیفھا وموضوعھا فلہذا کان فیہ
من الموضوعات احادیث کثیرۃ جدًّا

(منہاج السنۃ ۳ جلد سوم)

خلاصہ یہ ہے کہ کتاب الفردوس میں احادیث جعلی و بناوٹی ہیں اس کا
مصنف شیریہ بن شہریار دہلی اگرچہ طلبہ حدیث اور رواۃ میں سے ہے لیکن جو
احادیث اس نے جمع کی ہیں اور ان کے اسانید حذف کر ڈالے ہیں ان کے صحیح
ہونے اور ضعیف ہونے اور جعلی ہونے کا کچھ اعتبار نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اس کتاب
مذکور میں بے شمار جعلی حدیثیں آگئی ہیں۔ (منہاج السنۃ صفحہ ۷ جلد ۳)

اسناد نقیذین از تفسیر معالم التنزیل بقوی

(الحسین بن مسعود ابو محمد الغراء الحی السنۃ بقوی شافعی متوفی ۵۱۶ھ)

اخیرنا ابو سعید احمد بن محمد بن العباس الحمیدی اخیرنا
ابو عبید اللہ محمد بن عبد اللہ الحافظ انا ابو الفضل الحسن
بن یعقوب بن یوسف العدل اخیرنا ابو احمد محمد بن عبید
الوہاب العبیدی انا ابو جعفر بن عوف (صحیح جعفر بن عون ہے)
اخیرنا ابو حیان یحییٰ بن سعید بن حیان عن یزید بن حیان قال
سمعت زید بن ارقم قال قال قاتلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم ذات یوم خطیباً فحمد اللہ واثنتی علیہ ثم قال ایہا

الناس انما انا بشر يوذك ان يا تينى رسول ربى فاجيبه وانا تارك
فيكم الثقليين اولهما كتاب الله فيه الهدى والنور فخذوا
بكتاب الله فاستمسكوا به فحث على كتاب الله ورغب فيه
ثم قال واهل بيلى اذكركم الله فى اهل بيلى اذكركم الله فى
اهل بيلى۔ (تفسير معالم التنزيل بنوى بجامش الخازن پارہ چارم رکوع اول
کی آخری آیتہ وکيف تکفرون وانتم تتلى عليهم آيات الله
وفیکم رسولہ۔ صفحہ ۳۲۷ جلد اول مصری طبع)

۱۔ اس روایت میں پہلے نمبر پر یہ بات قابل توجہ ہے کہ اس اسناد کے پہلے تینوں
رواة یعنی ابوسعید۔ ابو عبید اللہ اور ابوالفضل مجہول الحال ہیں۔ ان کی بڑی
تلاش کی گئی ہے کہ کہیں کتب متداولہ سے ان کا پورا پتہ چل سکے مگر کہیں سراغ
نہیں مل سکا۔ تقریباً تہذیب المیزان ذہبی لسان تہذیب الکمال خزر جی۔
تاریخ بغداد۔ تاریخ اصفہانی لابى نعیم تاریخ ابن خلکان تاریخ جرجان للہسی
البحر والاعتدال لابن حاتم رازی وچند کتب سے کافی جستجو کے باوجود یہ حضرات
نہیں مل سکے۔ اور تاریخ صغیر امام بخاری تاریخ کبیر بخاری کتاب الکنى دو
لابى سے بھی تلاش کی جا چکی ہے بالکل مفقود الخیر ہیں۔

۲۔ دوسری یہ گزارش ہے کہ اگر اس روایت کو باوجود ان مجاہدیل رواد کے صحیح
تسلیم کر لیا جائے تو اس روایت کی تمام عبارت متن روایت دارمی اور
روایت مسلم شریف کے ساتھ متفق اور موافق ہے لہذا دارمی و مسلم کی روایت
کے تحت جو کچھ تشریح اور توجیہ بیان کی گئی ہے یہاں بھی وہی معتبر و معتدبہ ہے
پس وہاں رجوع کر کے ملاحظہ فرمائیے۔۔۔

۳۔ تیسری اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ صاحب حقائق نے
محمی السنۃ فرام بنوی کی جانب اس ایک روایت کو چار دفعہ الگ الگ

منسوب کر کے دکھلایا ہے حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف امر ہے کثرۃ حوالہ جات کا رعب قائم کرنے کے لئے ان کو اس قسم کی نا انصافیوں کی ضرورت ہے وہ کہہ گزرتے ہیں اور ذرہ برابر نہیں چوکتے۔ حقیقتہ الامر اس طرح ہے کہ فراء بغویؒ نے اپنی تفسیر معالم التنزیل پارہ چہارم رکوع اول کے آخر میں آیت و کیت تکفرون وانتم تستلین علیہا آیات اللہ وفیکم رسولہ الخ کے تحت یہ روایت ثقلین با سند خود ذکر کی ہے۔ جیسا کہ اوپر اس روایت کو ہم نے درج کیا ہے۔ ساتھ ہی سند جس درجہ کی ہے (اس میں مجاہیل ہیں) وہ عرض کیا گیا ہے بغوی موصوف نے ایک تو آیت مودۃ (قل لا اسئلكم علیہ اجر الا المودۃ فی القربی) (پارہ ۲۵) کے تحت آیت ہذا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اس روایت کو مختصراً بطور حوالہ ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ روينا عن عین بن حبان عن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی تارک فیکم الثقلین الخ اور مقصد اس جگہ مفہوم قربی کی وضاحت ہے اور اس۔ دوسرا بغوی موصوف نے آیت سفیرغ لکم ایہما الثقلان کے تحت ثقل کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اس روایت کو اس عبارت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ قال اهل المعافی کل شیء لہ قدر ویناقس فیہ فهو ثقل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی فجعلہما ثقلین اعظما لقدرہما۔ یہاں بھی مفہوم ثقل کی وضاحت کے لئے روایت معروفہ کو بطور تائید پیش کیا ہے کسی الگ سند و اسناد کے ساتھ انہوں نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح محی السنۃ بغویؒ نے حدیث کی کتاب مصابیح السنۃ مرتب کی ہے اس میں مشہور محدثین کی تصنیفات کا خلاصہ مدون کیا ہے۔ سندات ان

محدثین کی حذف کر دی ہیں صرف ان کے متون جمع کر دیئے ہیں مصابیح السنۃ میں کچھ روایات مزید ملا کر اور خارج حدیث بیان کر کے مشکوٰۃ شریف تیار کی گئی ہے اہل علم حضرات دونوں کتابوں کو خوب جانتے ہیں۔ اس مصابیح السنۃ میں فاضل بغوی نے مناقب اہل بیت کے باب میں یہ روایت ایک دفعہ زید بن ارقم صحابیؓ سے مسلم شریف کے حوالہ سے نقل کی ہے دوسری دفعہ جابرؓ صحابیؓ سے ترمذی شریف کے حوالہ سے نقل کی ہے اب مصابیح میں یہ دونوں روایتیں مسلم و ترمذی کی منقول ہیں نہ کہ بغوی کی اپنی مستقل اسانید کے ساتھ مروی ہیں۔ فلہذا بغوی کی جانب اس روایت کو چار اسانید کے ساتھ منسوب کرنا فضول امر ہے بلکہ غلط نسبت ہے جو واقع کے خلاف ہے۔ اس تصنیف کو ایسے بے فائدہ امور کے ترتیب سے مزین کیا گیا ہے جو اہل علم کی دیانت داری کے مناسب نہیں ہے اور ترمذی کی روایت پر بحث اپنی جگہ مکمل ہو چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔ از روئے قواعد ترمذی کی روایت قابل تسلیم نہیں ہے اور مسلم کی روایت سنداً نہایت صحیح ہے مگر اس کا مفہوم اور محل اپنی جگہ درج کیا گیا ہے وہاں رجوع کر لیا جائے۔ اُس مقام میں روایت ہذا کی مکمل تشریح قابل دید ہے۔

روایت العبدری

۵۳۵

(ابو الحسن رزین بن معاویۃ العبدری السرقطی اندلسی کی متون)
عجقات جلد اول صفحہ ۲۵۲ میں لکھا ہے کہ در کتاب "جمع بین الصحاح السنۃ"

عن زید بن ارقمؓ آورہ

ناظرین پر واضح ہو کہ فاضل العبدری مذکور نے ہماری حدیث کی کچھ کتابوں (بخاری مسلم موطا ترمذی ابوداؤد نسائی) جن کو صحاح ستہ سے تعبیر کیا جاتا ہے یکجا فرمایا

ہے اس کا نام ہے ”جمع بین الصحاح الستہ“ اور صحاح ستہ مذکورہ ہیں چونکہ مسلم اور ترمذی میں یہ روایت ثقیلین موجود ہے اس وجہ سے ”جمع بین الصحاح الستہ“ میں بھی یہ روایت منقولاً لازمی طور پر مندرج ہوگی۔ فاضل عبدیری نے اس روایت کو کسی مستقل ہناد کے ساتھ روایت نہیں کیا ہے بلکہ وہی مسلم یا ترمذی کی روایت نقل کر دی ہے بنا بریں عبدیری کی روایت کے لیے کسی الگ جواب کی حاجت نہیں ہے۔ مسلم اور ترمذی کی روایات کے تحت جو کچھ لکھا گیا ہے وہی کافی ہے وہاں رجوع کر کے ملاحظہ فرمایا جائے۔

روایت ثقیلین از قاضی عیاض

(ابوالفضل عیاض بن موسیٰ المالکی متوفی ۵۴۲ھ)

عقبات ص ۲۵۵ جلد اول پر قاضی عیاض کی کتاب ”الشفاء فی حقوق المصطفیٰ“ کے حوالہ سے روایت مذکور درج ہے۔ ناظرین کرام پر واضح ہو کہ قاضی عیاض اہل السنۃ میں بڑے پایہ کے عالم دین ہیں۔ ہمارے مسلم ثقہ آدمی ہیں صاحب عقبات نے پورے چودہ صفحات کھلا اپنی کتاب کے ان کی تعریف و توثیق جمع کرنے میں پُرکڑا لے ہیں اس بیکار تطویل کا آخر کیا حاصل ہے؟ ہمارے ہاں جب کہ ان پر جرح نہیں ہے مسلم عالم دین ہیں تو ان کی تعریف میں اتنے زور لگانے کی کیا ضرورت درپیش ہے؟

اہل علم پر واضح ہے کہ ”الشفاء“ مذکور میں حدیثوں کی تخریج نہیں ہے نہ مصنف سند لایا کرتے ہیں نہ ہی روایت کا ماتخذ درج کرتے ہیں۔ صاحب عقبات نے تو اس روایت کو لفظاً و معنی متواتر ثابت کرنا ہے ان کو شفاء کا حوالہ پیش کرنا ہے سود ہے جس میں سند نہیں ہے اور نہ ہی کسی محدث کا حوالہ دیا گیا ہے۔ صاحب شفاء تو خود نقل حدیث ہیں۔ صاحب تخریج نہیں۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ سند صحیح کے ساتھ اس روایت کو کسی باند محدث سے نقل کیا جائے۔ نقل و نقل کرنے والے علما کی روایات پیش کرنا یہ سب

ہیں اور بحث کے قواعد کے پیش نظر ناقلین علماء کے جواب کی حاجت ہی نہیں ہے۔

روایت ابی محمد احمد بن محمد بن علی العاصمی

عیقات الانوار جلد اول ص ۲۶۸، ۲۶۹ پر ذکر کیا ہے کہ حدیث ثقلین را در کتاب
”زین العقی“ فی تفسر ایل اتی“ در سیاق طریق حدیث سفینہ گفتہ۔ اخبرنی الشیخ

الامام رحمہ اللہ تعالیٰ قال اخبرنا الشیخ ابواسحق ابراہیم بن جعفر
الشورمینی قال اخبرنا ابوالحسن علی بن یونس بن الہیاج الانفاری
قال حدثنا الحسین بن عبد اللہ وعمران بن عبد اللہ وعیسیٰ بن علی
وعبد الرحمن النسائی قالوا حدثنا عبد الرحمن بن صالح قال حدثنا
علی بن عابس عن ابی اسحق عن حنش قال رايت اباذر متعلقا
بباب الکعبۃ ویقول من یعرفنی فلیعرفنی ومن لم یعرفنی
فانا ابوزر قال حنش فحدثنی بعض اصحابی انه
سمعه یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا فی
تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فانہما
لن یتفرقا حتی یرد اعلیٰ الحوض الخ

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ مذکورہ روایت کی سند کو کتب رجال سے دیکھا
گیا ہے تفتیش اور جستجو کے بعد معلوم ہوا کہ اس سند میں عبد الرحمن بن صالح اور اس
کا شیخ علی بن عابس دونوں ایسے بزرگ ہیں جن کی وجہ سے اس روایت کو صحیح نہیں کہا
جاسکتا خصوصاً عبد الرحمن بن صالح تو خالص شیعہ ہے اب اگرچہ اس کی توثیق بھی ہماری
کتاب میں پائی گئی تاہم اس کے تیشع کے ثابت ہو جانے کے بعد اس کی مرویات پر
مختلف فیہ مسائل میں اعتماد نہ ہوگا۔ ذیل میں تقریب و تہذیب و تاریخ بغداد و میزان ہی
کے مندرجات اجمالاً درج کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین کی تسلی ہو جائے۔

(۱) عبد الرحمن بن صالح الازدی العتکی صدوق یشیع (تقریب ۳۱۱)

.... قال یعقوب بن یوسف المطوعی کان عبد الرحمن بن صالح

رافضیاً.... کان یحدث بمثالب ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلو واصحاب وقال فی موضع اخر خرفت عامۃ ما سمعت منه

.... عن ابی داؤد لہ ازان اکتب عنہ وضع کتاب مثالب فی

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلو قال و ذکرہ مرۃ اخری

وقال کان رجل سوء... انه محترق فیما کان فیہ من الشیع

ان چار حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ عبد الرحمن بن صالح شیعہ اور رافضی تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اور صحابہ رسول کے عیوب و نقائص بیان کرتا تھا۔ ابو داؤد کہتے ہیں کہ میں اس شخص سے روایت لکھتی جاؤں نہیں سمجھتا۔ اس نے صحابہ کرام کے معائب و عیوب و مطائن میں کتاب مدون کی ہوئی تھی۔ پھر کہا کہ یہ ایک برا آدمی تھا۔ اور یہ جہنم والاشیعہ تھے یعنی صحابہ کے نام سے جہنم تھا۔

(۱) تہذیب التہذیب ص ۱۹۸ ج ۶ -

(۲) تاریخ بغداد جلد دوم ص ۲۶۲ - ۲۶۳ -

(۳) میزان الاعتدال ذہبی ص ۱۰۸ ج ۲ -

اس کے بعد مزید کسی جواب کی حاجت نہیں ہے عدم قبول روایت کے لیے یہی کافی دانی ہے۔

تنبیہ اول : العاصمی مذکور کی ایک اور روایت بھی صاحب حقیقات نے نقل کی ہے مگر اس کا اسناد بھی حیز معتبر ہے اس میں ایسے لوگ جلوہ افروز ہیں جن کا کچھ پتہ رجال کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ مثلاً اس سند میں ایک شخص ابو الفضل بن فضلیہ نامی ہے۔ یہ بزرگ بالکل معقود الخیر ہیں کہ ان کا کچھ پتہ رجال کی کتابوں میں ملتا۔ فلہذا ایسے مہول الحال مہول الصفات لوگوں کی روایت پر کیسے اعتماد کر لیا جائے۔

دوم؛ شیعہ رجال کی کتب (روضات الجنات جامع الرواة وحیزہما) کی جستجو کرنے سے یہ بات مزید دریافت ہوئی ہے کہ احمد بن محمد العاصمی، مشہور عالم محمد بن یعقوب کلینی کے اساتذہ و شاخ میں داخل ہے یعنی کلینی کا استاذ فی الروایات ہے دوسری یہ چیز واضح ہوئی ہے کہ امام زمان (قائب) کے ولاء میں العاصمی کا شمار کیا گیا ہے۔ امام قائب کے ولاء میں شمار ہونا تو انھیں الخواص لوگوں کے لیے نصیب ہوا ہے یہ ہماری محرومات کتاب الروضات الجنات جامع الرواة و تحفہ الاحباب وحیزہ میں موجود ہیں اہل علم رجوع فرما کر تسلی کر سکتے ہیں۔

اس چیز کے علاوہ بھی اس سند میں شیعہ رواۃ مل گئے ہیں جیسا کہ درج کر دیا گیا ہے۔ اگر سند صحیح بھی ہوتی تو بھی صاحب سند العاصمی ایسے بزرگ ہیں کہ یہ روایت ہم پر حجت نہیں ہو سکتی۔

اسناد اخطب خوارزم

(متوفی ۵۶۸-۵۷۱ھ)

۶۳۴

صاحب حقائق لکھتے ہیں:

أبو المؤید موفق بن أحمد المعروف بخطب خوارزم در کتاب المناقب أخرج نسوده باین اسناد اخبرنی الشیخ الزاهد أبو الحسن علی بن محمد العاصمی الخوارزمی قال اخبرنا الشیخ اسماعیل بن أحمد الواعظ قال اخبرنا أبو بکر أحمد بن حسین البیهقی فقال اخبرنا أبو عبد الله قال ثنا أبو نصر أحمد بن سهل الفقیه ببغداد قال ثنا صالح بن محمد الحافظ البغدادی قال ثنا خلف بن سالم المخرمی قال ثنا یحییٰ بن حماد ثنا أبو عروافة عن سلیمان الاعمش قال ثنا جیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل

عن زید بن ارقم قال لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم
من حجة الوداع ونزل غدير خم أمر به وحاش فقمن فقال
كافي قد دعيت فاجبت اني قد تركت فيكم الثقلين احدهما
ا كبر من الآخر كتاب الله وعترتي فانظروا كيف تخلفوني فيهما
فانهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض ثم قال ان الله عز وجل
مولاي وانا مولاي كل مؤمن ثم اخذ بيده عليا فقال من كنت
مولاه فعلى مولاه فهذا وليه اللهم وال من والاه وعاد
من عاداه (عقبات الاوارق ۲۶۹ جلد اول)

یہاں چند گزارشات ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

(۱)

اخطب بنوار زم کے متعلق بعض علماء اہلسنت نے سخت تنقید کی ہے چنانچہ ہم
نے بیٹی کے اسناد کے تحت وہ تنقیدی فقرات بنفظلہ درج کر دیئے ہیں حافظ ابن
تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے تحفۃ المشائخ میں لکھا ہے کہ بزرگ زیدی شیعہ خیال
کے آدمی ہیں ان کی تحقیقات اور مرویات برائے اہل سنت قابل اعتماد نہیں۔

(۲)

صاحب عقبات (میر حامد حسین بکھنوی شیعہ) نے جو اس تصنیف میں نا انصافیاں
کی ہیں اس موقع پر بھی اس کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ یہ روایت مندرجہ بالا اسناداً و متناً
وہی روایت ہے جو حاکم صاحب مستدرک کے دوسرے اسناد میں مندرج ہے۔
چونکہ صاحب عقبات سن وار علی الترتیب محدثین سے اس روایت ثقلین کو پیش کر
رہے ہیں بنا بریں اس کو پہلے تو صاحب مستدرک حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ کی روایت
تجزیر کر کے ۴۰۵ھ میں درج کی ہے اس کے بعد حاکم کے شاگرد بیہقی متوفی ۴۵۸ھ
بھی چونکہ اسی روایت کے راوی ہیں پھر ان کے ۴۵۸ھ میں بیہقی کے اسناد کے نام

سے اسی روایت کو الگ درج کر کے دکھایا ہے پھر حجب اخطب خوارزم دمتونی ۵۶۸ھ کا موقع آیا ہے تو وہاں پھر اسی روایت کو درج کر کے اخطب خوارزم کے اسناد کے ساتھ مستقل روایت کو ذکر کیا ہے گویا اس روایت کو جتنے مضغین اپنے اپنے طرق کے ذریعہ اپنی تالیفات میں مدون کرتے چلے آئیں یہ ان کے زعم میں مستقل روایات جمع اسانید ہیں۔ حالانکہ صاف بات ہے یہ ایک روایت ایک اسناد کے ساتھ مروی ہے اس کو متعدد بنانا اور بار بار درج کر کے دکھانا اصولاً دیانت داری کے بالکل برخلاف ہے۔ یہ خانہ پوری ہے اور کثرت حوالہ کے طریقہ سے اپنی تصنیف کا حجم ضخیم کرنا ہے اور بس!

(۳)

ہم صاحب عیقات کی طرح ایک ہی بات کو بار بار دہرا کر بے فائدہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے مختصر یہ ہے کہ اس اسناد مندرجہ پر پہلے حاکم نیشاپوری کے اسانید میں جرح قدر ہو چکی ہے۔ اس میں خلف بن سالم الحضرمی سخت مجروح ہے شیعہ ہے۔ لہذا یہ روایت قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ پورے حوالہ جات اسناد رجال کی کتب سے ہم پہلے درج کر چکے ہیں تسلی کرتی ہو تو مستدرک حاکم کے دوم اسناد کے تحت ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں۔

اگر بالفرض

روایت ہذا صحیح ہے تو اس کا مقصد وہی ہے جو متعدد دفعہ عرض کیا جا چکا ہے کہ عزت کے حق میں اہمیت کو وصیت فرمائی گئی ہے کہ ان کے احترام و اکرام و حقوق کا خیال رکھا جائے اور حضرت علی المرتضیٰؑ کے متعلق بعض شبہات پیدا ہوئے تھے ان کا ازالہ فرمایا اور ان کے ساتھ دوستی و مولاۃ و معاداة کا مقابلہ ذکر کیا جانا لفظ مولیٰ کے مفہوم کو بھی متعین کر رہا ہے مزید کسی خارجی قرائن و شواہد کی حاجت ہی نہیں ہے۔ اگر اس مقام میں مولیٰ اور ولی کا کوئی دوسرا معنی (مثلاً خلیفہ بلا فصل و چیزہ) مراد لیا جائے تو ایک تو یہ جملہ اللہ وال من والہ الخ ما قبل سے بے جوڑ ہو کر رہ جائے گا۔ دوسرا ایک مادہ

(روائی) کے ایک ہی روایت میں دو معنی متغائر قائم ہونے کی وجہ سے معنوی تشتت رونما ہوگا۔ جو بلاغت کلام کے منافی ہے۔

ضروری تنبیہ

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عالم دین یا مصنف مشہور کا ہنام ایک دوسرا شخص بھی اسی نام کے ساتھ معروف ہوتا ہے مثلاً ابن قتیبہ ابن جریر وغیرہما مشاہیر مصنفین ہیں۔ اسی نام سے اور بھی کئی ابن قتیبہ وابن جریر وغیرہ چلائے جاتے ہیں۔ اس تشابہ اسمی یا ہنامی کی وجہ سے کئی خرابیاں پیش آتی ہیں اور کئی مفاسد چل سکتے ہیں۔ یہاں بھی ٹھیک اسی طرح "اخطب خوارزم" کا لقب متعدد لوگوں کے حق میں پایا گیا ہے۔ ایک فقہ حنفی کے مشہور جہید عالم ہیں وہ بھی اسی نام اور اسی لقب سے (اخطب خوارزم) سے مشہور ہیں یہاں جو اخطب خوارزم ہیں۔ یہ اور ہیں المناقب کے مصنف یہی ہیں یہ بزرگ زیدی شیعہ ہیں اور پختہ حاذق و ماہر شیعہ ہیں۔ اسی بزرگ کے متعلق ابن تیمیہ نے (منہاج السنۃ جلد سوم ص ۱۰) تحت (نہض العاشرین) خوب جرح کی ہے لکھا ہے کہ اس کی روایات جعلی اور جھوٹی ہیں یہ علماء حدیث میں سے نہیں ہے اس کی طرف اس باب میں رجوع نہ کیا جائے وغیرہ۔

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی تحفۃ اثناعشریہ (بحث احادیث امامتہ و خلافت تحت حدیث مہتمم) میں اس شخص کی روایات کا خوب رد کیا ہے۔ مزید فرمایا ہے کہ یہ بزرگ تو زیدی شیعہ ہے۔ بس اب معاملہ بالکل صاف ہو گیا کہ اس کی مرویات ہم پر محبت نہیں ہیں اور نہ قابل تسلیم ہیں۔ بہر کیف ہنامی کی مشابہت کی وجہ سے یہ سب خرابیاں پیش آگئی ہیں اور مخالفت دوست اسی نام اور تشابہ اسمی کے تحت اڑے کہ اس کی مرویات پیش کرتے ہیں۔ اب اس دفعہ شبہ کے بعد مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ علماء کرام خبردار رہیں۔ اس اخطب خوارزم کی تمام روایات جس

کتاب سے بھی منقول ہوں گی ہمارے لیے قابل قبول نہ ہوں گی۔

اسناد از تاریخ ابن عساکر

(ابوالقاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر متوفی ۵۴۰ھ)

.... عن معروف بن خربوذ عن أبي الطفيل عن حذيفة

بن اسيد لما قتل رسول الله صلى الله عليه وسلم من حجة

الوداع نهى اصحابه عن شجرات بالبطحاء متقاربات ان

يقلوا حولهن ثم بعث اليهن فصلى تحتهم ثم قام

فقال ايها الناس قد نبأني اللطيف الخبير واني

سألكم حين ترون علي عن الثقلين فانظروا كيف

تعملوا فيهما الثقل الاكبر كتاب الله سبب طريقه

بيده الله وطرت بايديكم فاستمسكوا به لا تفصلوا ولا

تبدلوا وعترتي اهل بيته فانه قد نبأني اللطيف

الخبير انهما لن يفترقا حتى يردا على الحوض

قال ابن كثير رواه ابن عساکر بطوله عن طريق

معروف كما ذكرنا۔

(البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ص ۳۲۹ جلد ہفتم)

(۱)

واضح رہے کہ اسناد ہذا ہم نے ”البدایۃ والنہایۃ“ لابن کثیر سے نقل کیا ہے
ابن عساکر کی اصل کتاب ہمیں نہیں مل سکی ورنہ پورے اسناد پر کلام کرنے کا قصد تھا
خیر جو کچھ اسناد میں ہے روایت کا درجہ اعتقاد معلوم کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ
روایت معروف بن خربوذ کی ہے ابوالطفیل عامر بن واہد سے نقل کی ہے اور ابوالطفیل

نے حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے۔ معروف مذکور کی مکمل پوزیشن اور کامل تعارف تو ہم کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی والے اسناد کے تحت تفصیلاً درج کر چکے ہیں۔ چند ورق انکا دوبارہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ معروف بزرگ ضعیف عند الحمدین ہونے کے ساتھ شیعہ بزرگ ہے اور اخباری شیعہ ہمارے ان کے ”اصول اربعہ“ کا مشہور راوی ہے۔ ان کی کتب رجال میں سے رجال تفرشی، رجال ماتقانی، جامع الرواة کا ملاحظہ ہماری معروضات کی تائید کے لیے کافی ہے۔ فلہذا جو شخص عند الغریبین مسلم شیعہ ہو اس کی روایت اس کی مسلک کی تائید میں قبول نہیں کی جاسکتی۔ اس وجہ سے یہ روایت ناقابل قبول ہوگی۔

(۲)

اگر بالفرض اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی مدعیان حب اہلبیت کو منید نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عزت و اہل بیت کے متعلق یہاں ایسے الفاظ نہیں پائے گئے۔ جن سے وجوب اطاعت اور لزوم تسک کا مفہوم مستنبط ہو سکے پس جس مقصد اور اشبات دعویٰ کی خاطر یہ روایت پیش کی جاتی ہے اس کو ثبوت نہیں ہو سکی۔ لہذا تقریب نام نہیں ہے۔

روایت ابو موسیٰ مدینی

(محمد بن عمر بن احمد بن عمر اصفہانی ۵۸۱ھ)

عقبات جلد اول صفحہ ۲۷۶ پر لکھا ہے کہ ابو موسیٰ مدینی نے ”تمتہ معرفۃ الصحابہ“ میں بذریعہ ابن عقیقہ یہ روایت ثقلین نقل کی ہے وقال انه غریب جدا

۱۔ حضرت کتاب ”تمتہ معرفۃ الصحابہ“ لابی موسیٰ مدینی ہم کو پیش نہیں البتہ ہم کو عقبات کے ذریعہ یہ واضح ہو گیا کہ ابو موسیٰ مدینی اس روایت کے نقل کرنے میں ”ابن عقیقہ“ کے مرہون منت ہیں جو خالص شیعہ بزرگ ہے۔ ابن

عقدہ می پوزیشن اس سے قبل ہم ۳۳۲ میں اس کی ہشت گانہ اسانید کے تحت مفصل لکھ چکے ہیں۔ سن کی ترتیب کے لحاظ سے (۳۳۲) کے مواقع دوبارہ ملاحظہ فرمائیے جائیں۔ اس کے تشیع کی تسلی ہو جائے گی۔ یہ بزرگ بین الفریقین مسلم شیعہ ہے اور بڑا خطرناک قسم کا ہے۔

۲۔ دوسری یہ عرض ہے کہ اس روایت کو خود ابو موسیٰ ہریری اپنی تحقیق کے اعتبار سے غریب جہ سے تعبیر کر رہے ہیں یعنی اس روایت کے رواۃ میں تفرّد پایا گیا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس کا نفاذ معنی متواتر ہوتا تو درکنار رہا۔ یہ روایت تو غریب ہے صاحب حقیقات کی دلیری تو قابلِ داد ہے جو لوگ اس روایت کے غریب ہونے کے قائل ہیں اور اس کو نہایت درجہ کی غریب کہتے ہیں۔ ان کو بھی تواثر ثابت کرنے کے لیے اپنے ساتھ ملا کر کثرت حوالہ جات پیدا کئے جا رہے ہیں۔

تنبیہ: (۱) امام ترمذی نے صفحہ ۲۲۰ جلد ۲ پر روایت ثقلین کو غریب کہا ہے۔
۲۔ اور امام بخاری نے امام احمد کے حوالہ سے تاریخ صغیر امام بخاری صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے کہ:

قال أحمد في حديث عبد الملك عن عطية عن أبي سعيد
قال النبي صلى الله عليه وسلم تركت فيكم الثقلين
أحاديث الكوفيين هذا منّا كثير

یعنی یہ کوفیوں کی منکر روایات ہیں جو ثقہ لوگوں کے خلاف مروی ہیں۔

۳۔ حافظ ابن کثیر نے البدایۃ صفحہ ۲۰۹ جلد ۵ میں سنن کبریٰ امام نسائی کے حوالہ سے روایت ثقلین نقل کر کے لکھا ہے کہ تفرّد بہ النسائی من ہذا الوجه یعنی روایت ہذا کو اس طریقہ سے ذکر کرنے میں فاضل نسائی متفرد ہیں اور کوئی دوسرا محدث اس کے ساتھ شریک نہیں ہے۔

۴۔ مولانا سجاد العلوم (عبد العلی) لکھنوی نے شرح مسلم الثبوت میں روایت ثقلین

کی تشریحات کرتے ہوئے صراحتہ کر دی ہے کہ:

ورد هذا الحديث من راو واحد بالفاظ شتى ولا يدري

الفاظ رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هي؟ ثم

انه خبر الواحد لا يستطيع معارضة القاطع الخ

(شرح مسلم الثبوت کامل کلال تختی طبع نو کثور کھنؤ صفحہ ۵۰۹ بحث الاصل اثنا الابعاد)

یعنی یہ روایت ثقلین ایک راوی سے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے یہ معلوم

نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح الفاظ کیا ہیں پھر یہ خبر واحد ہے جو قطعی و یقینی کے معارضہ و مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتی، فافهم

اکابر علماء کی ان تصریحات کے بعد ہمارے دوستوں کے دعوئے تواتر کی طرف

توجہ کیجیے۔ کہاں تک دوست ہے (دستان بینہما) تواتر تو ایک طرف رہا یہاں تو

شہرت بھی ندارد ہے صرف خبر واحد اور عزیز جیلا ہے۔ یعنی انتہائی عزیز ہے اور

ساتھ ساتھ ہی متعدد علماء نے اس خبر کو ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ ہم نے تردید

کے اسناد کی بحث کے آخر میں ابن تیمیہ کے حوالہ سے پوری عبادت درج کر دی ہے۔

رجوع فرما کر دوبارہ ملاحظہ فرمائی جائے، اور امام بخاری نے منکر روایت قرار دے کر

اپنی صحیح بخاری میں درج ہی نہیں فرمایا:

روایت ثقلین اسد الغایہ فی معرفۃ اصحابہ لابن اثیر الجزری متوفی ۶۳۰ھ

(عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم الجزری المعروف ابن اثیر حسدری)

دروی عنہ ابنہ ایضاً انہ قال خطبت رسول الله صلى الله عليه

وسلم بالجحفة فقال الست اولى بكم من انفسكم قالوا

بلى يا رسول الله قال انى سائلكم عن اثنين عن القرآن

وعن عتوقی قال الترمذی عبد اللہ بن حنطب لم یدرک

النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اسد الغابہ طبع طہران ۱۲ جلد ۲)

پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ابن اثیر جزیریؒ نے اسد الغابہ میں دو جگہ اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ اول امام حنفیؒ کے تذکرہ میں زید بن ارقم سے منقول ہے۔

(صفحہ ۱۲، جلد ۲ اسد الغابہ طبع طہران)

یہ اول روایت بالکل مع استناد تمام امام ترمذی والی ہے اور ترمذی کی روایت پر پہلے بحث ہو چکی ہے اس کی طرف رجوع کر لینا کافی ہے اس میں متعدد شیعہ بزرگ رواۃ ہیں: علی بن المنذر، الحکوفی، عطیۃ العوفی وغیرہما۔

بار دوم اس روایت کو جز ثلث صفحہ ۴۷، تذکرہ عبد اللہ بن حنطب کے تحت اس کو درج کیا ہے۔ بالفاظہ اس کو بالا عبارت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اب اس کے متعلق چند معروضات پیش کی جاتی ہیں جو اہل علم کے لائق ہیں

(۱)

اوپر مندرجہ الفاظ کی تشریح اس طرح ہے (روى عنه ابنه) ابن سے مراد مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بن الحارث المخزومی ہے لفظ عنه کی تفسیر عبد اللہ بن حنطب کی طرف راجع ہے، اور مطلب کا بیٹا عبد العزیز اپنے باپ مطلب سے راوی ہے۔

(۲)

محدثین اور اکابر علماء نے اس باپ بیٹے مطلب بن عبد اللہ کے متعلق جو کچھ کلام کیا ہے اس کو قبول روایت کے وقت ملحوظ رکھنا سنا سہیہ، اسنیعیاب لابن عبد البر صفحہ ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴ میں لکھا ہے کہ حدیثہ مضطرب الاستناد لایثبت، یعنی اس کی حدیث مضطرب الاستناد ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے اصحاب میں اس کے صحابی ہونے کا اقرار کیا ہے لیکن ساتھ یہ درج

ہے۔ کہ امام ترمذی صفحہ ۲۰۸ جلد دوم باب مناقب شیخین میں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن خطیب لم یدرک البنی صلی اللہ علیہ وسلم۔ نیز یہ اختلاف بھی ذکر کیا ہے کہ بعض محدثین کے نزدیک اس عبداللہ کے والد خطیب سے اصل روایت مروی ہے۔ وہ خطیب صحابی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ اور خطیب کے درمیان مطلب واقع ہے جو اس عبداللہ کا والد ہے اور خطیب کا بیٹا ہے پس محبت نبویؐ کے لیے ہے نہ کہ عبداللہ کے لیے پس ان اختلافات کی بنا پر مطلب بن عبداللہ کی روایت میں اضطراب و شکت موجود ہے۔
(اصابہ معہ استیعاب صفحہ ۲۹۰ جلد ۲ و تہذیب صفحہ ۵۱۹۲)

(۳)

مطلب بن عبداللہ بن خطیب -

۱۔ المطلب بن عبد اللہ المخزومی صدوق کثیر الارسال والتدلیس

(تقریب صفحہ ۴۹۶ طبع کھنڈ)

۲۔ ترمذی میں ہے:

قال (محمد بن اسماعیل البخاری) لا اعرّف المطلب بن عبد اللہ سماعاً من احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا قوله حدثنی عن شہد خطبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسمعت عبد اللہ بن عبد الرحمن يقول لا نعرف للمطلب سماعاً من احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ترمذی صفحہ ۱۱۵ جلد دوم باب ماجاء فی من قرأ حرقاً من القرآن ما له من الاجر)

۳۔ قال ابن سعد کان کثیر الحدیث و لیس یحتج بحديثہ لا یرسل

کثیراً و لیس له لقاء و عامة اصحابہ یدلسون (تہذیب صفحہ ۷۸ ج ۱۰)

ان ہر سہ حوالہ جات بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص بہت تدلیس کرتا ہے اور مرسل روایات لاتا ہے۔ صحابہ سے اس کا تقاد و ملاقات نہیں ہے۔ کثیر الحدیث ہے لیکن اس

کی حدیث کے ساتھ احتجاج پکڑنا (دلیل بنانا) ٹھیک نہیں ہے۔

۴۔۔۔۔۔ ہویرسل عن كبار الصحابة كابي موسى وعائشة قال أبو حاتم

وعامة احاديثه مراسيل... قال ابن سعد كثير الحديث و

ليس يحتاج بحديثه“ (میزان الاعتدال صفحہ ۷۷ جلد ثالث)

۵۔ ابن اثیر جزری نے اس روایت کی سند مکمل نہیں ذکر کی تھی جو کچھ حصہ سند

بیان کیا تھا اس کے متعلقات درج کئے گئے۔ اگر مکمل سند تیسر ہو جاتی تو اور

بہتر ہوتا۔ صاحب عیقات بھی یہی پسند کرتے ہیں کہ ادھوری سند سے ہی

کام چلایا جائے۔

تنبیہ: یہی روایت عبداللہ بن حنطب والی طبرانی کے حوالہ سے سیوطی نے رسالہ

احیاء الیوم میں درج کی ہے اس کا درجہ اعتماد مندرجہ بالا احوال سے واضح ہے

لہذا احیاء الیوم کے حوالہ کے لئے الگ جواب کی حاجت نہیں ہے۔

روایت ثقلین فی کتاب المختارة للضیاء المقدسی

(ضیاء الدین ابی علی شمس محمد بن عبد الوہاب السعد المقدسی)

آخر جلد الضیاء فی المختارة ”من طریق سلمة بن کھیل

عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم“ (عیقات ۲۹۵ جلد اول)

طبرانی کبیر کے اسانید میں یہ بحث اچھی گزر چکی ہے۔ کہ سلمہ بن کھیل کس درجہ اور

کس نوع کے راوی ہیں۔ لہذا قبول روایت لہذا کا مسئلہ خود بخود صاف ہے کہ تفصیل

کی حاجت نہیں ہے“ یعنی سلمہ بن کھیل شیعہ بزرگ ہیں۔ حافظ ابن حجر نے تہذیب میں

ان کا تشیع واضح طور پر ذکر کر دیا ہے لہذا زیر بحث مسئلہ میں ان کی روایت کیے قبول

ہو سکتی ہے۔

سلمہ بن کھیل کے متعلق معجم طبرانی کبیر کے اسناد موسوم کی بحث میں حافظ ابن حجر کا

پورا حوالہ مکمل عبارت کے ساتھ درج ہو چکا ہے۔

تنبیہ: فاضل مقدسی متوفی ۶۴۲ھ ہے روایات کے لیے یہ صاحب تخریج نہیں ہے دوسرے محدثین سے ناقل ہے۔ غالب خیال یہی ہے مذکور مندرجہ بالا ٹکڑا اسناد طبرانی کی مجمع کبیر سے منقول ہے اس ادھورے اسناد سے بھی عدم قبول روایت کے لیے ثبوت مل گیا۔

اسناد از کتاب تذکرۃ الخواص لسیط ابن جوزی

(متوفی ۶۵۲ھ)

سیط ابن جوزی کے ”تذکرۃ الخواص“ میں یہ روایت ثقلین دو سندوں کے ساتھ منقول ہے۔ ہر دو اسناد نقل کر کے ان کا متعلقہ کلام پیش خدمت کیا جائے گا۔ لیکن اس سے قبل ناظرین حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ ”تذکرۃ الخواص“ سبط ابن جوزی صاحب کی تالیف ہے۔ ان کی کنیت ابو النضر ہے۔ نام یوسف بن فراد علی ہے۔ مشہور علامہ ابو الفرج ابن جوزی کے دختر زادہ ہیں اور خالص شیعہ بزرگ ہیں اور ان کی یہ تصنیف بھی شیعہ مسلک کی تائید و تقویت کے لیے مرتب کی گئی ہے۔ اس کا پس منظر معلوم کرنے کے بعد اب ہم ہر دو اسناد بلقلم درج کرتے ہیں۔

روایت اول

قَالَ أَحَدُ فِي الثَّقَلَيْنِ حَدَّثَنَا أَبُو بَرٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْرَءِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مِغْوِيلَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ لَقِيتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ وَاحِدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخِرِ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ حَبْلٌ مَمْدُودٌ

بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي أَلَا إِنَّهُمْ لَن يَنْتَرِقَا
 حَتَّى يَرَوْا عَلَيَّ الْحَوْضَ أَلَا فَانْظُرُوا كَيْفَ تَحُلِفُونِ فِيهِمَا“
 (تذکرۃ الخوئص صفحہ ۳۳۲ باب الثانی عشر مطبوعہ مطبع علیہ نجف اشرف)

(۱)

واضح ہو کہ سبط مذکور نے اس روایت کو اپنی جانب سے اضافہ کر کے نقل کیا ہے
 اصل روایت امام احمد کے ساتھ اجمالاً اس قدر مروی ہے کہ:

عن علی بن ربیعۃ قال لقیۃ زید بن ارقم وهو داخل
 علی المختار او خارج من عندہ فقلت له اسمعت من
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تارک فیکم الثقلین قال نعم

ہم نے امام احمد کی یہ روایت مسند احمد جلد چہارم مسندات زید بن ارقم میں تلاش
 کر لی ہے۔ وہاں روایت ہذا اسی قدر ہے یعنی قال نعم تک اس میں ثقلین کی تشریح
 ندارد ہے۔ تذکرۃ الخواص صفحہ ۳۳۲ میں سبط نے اس کو پھیلا کر از خود درج کیا ہے۔
 جیسا کہ ان لوگوں کی اضافہ کرنے کی عادت تشریح ہے اور اس مجمل روایت کی تشریح
 ہم نے اس سے قبل امام احمد کے مسند کی روایات میں بقدر ضرورت درج کر دی
 ہے رجوع کر لیا جائے۔

(۲)

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ شیعیت کا خاص حامی اور بڑا مخلص شیعہ صاحب
 کتاب ”مناہج المودۃ“ ہے اس نے بھی جہاں ثقلین کی روایات جمع کر کے ایک خاص
 فصل میں پیش کی ہیں۔ وہاں اس روایت مذکورہ مندرجہ بالا کو زیادات
 مسند احمد سے اسی طرح مجمل نقل کیا ہے۔ وہاں یہ تفصیل جو سبط ابن جوزی نے از خود ملائی
 ہے درج نہیں ہے۔ گویا ہماری بات کی تائید ایک خاص شیعہ عالم سے پائی گئی۔

(۳)

تیسری گزارش یہ ہے کہ اگر ہم روایت لہذا کو ٹھیک تسلیم کر لیں پھر بھی ان دھوٹے داروں کے مقصد کے لیے مفید نہیں ہے۔ اس لیے عترت کے ساتھ تسک کرنے کا اور وجوب اطاعت کا حکم یہاں مفقود ہے جیسا کہ ہم نے اس مفہوم کو متعدد بار واضح کیا ہے فلہذا یہ دلیل اپنے اثبات دعوت کے حق میں مجمل ہے واضح نہیں جو دلیل واضح طور پر اپنے مدعی کو ثابت نہ کر سکے تو وہاں تقریب تمام نہیں ہوتی۔

روایت دوم

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابُ الْأَنْمَاطِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُظَفَّرِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَقِيلِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ الدَّخِيلِ جَعْفَرِ بْنِ الْعَقِيلِيِّ عَنْ أَحْمَدَ الْحُلَوَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دَاهِرَةَ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقَدُّوسِ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْأُخْرَى كِتَابُ اللَّهِ وَعِزَّتِي أَهْلُ بَيْتِي

(تذکرۃ الخواص ص ۳۳ الباب الثانی عشر)

اب اس اسناد کی طرف توجہ کیجیے اس میں متعدد لوگ مجروح ہیں اور شیعہ بزرگوں سے یہ اسناد مملوب ہے۔ ہم صرف چار دوستوں کا ذکر ذرا تفصیل سے نقل کرنا چاہتے ہیں قارئین باتمکین منصفانہ جائزہ لگا کر قبول روایت یا عدم قبول کا فیصلہ فرما سکیں گے مزید کسی تبصرہ کی احتیاج نہ ہوگی۔

محمد بن المنظر

(۱) مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ.... قَالَ الْبَاجِي فِيهِ تَشْيِيعٌ ظَاهِرٌ

(میزان الاعتدال و ہی صفحہ ۱۳۸ جلد ۳)

(۲) مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ... اَنَّ اَبَا الْوَلِيدِ اَلنَّبَاحِيَّ قَالَ فِيْهِ

تَشْبِيْحٌ ظَاهِرٌ... (لسان الميزان صفحہ ۵۳۸۲ ج ۵)

ہر دو عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو الولید النباحی کہتے ہیں کہ محمد بن مظفر میں

تشیع ظاہر باہر ہے۔

دوسرا بزرگ عبداللہ بن داہر ہے اس کی تفصیلات بھی لسان المیزان عقلائی و

میزان ذہبی سے لکھی جاتی ہیں۔

عبداللہ بن داہر

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاهِرٍ الرَّازِيُّ أَبُو سَلَمَانَ... قَالَ أَحْمَدُ

وَيُحْيَى لَيْسَ بِشَيْءٍ قَالَ وَمَا يَكْتُبُ حَدِيثُهُ اِنْسَانَ فِيْهِ

خَيْرٌ وَقَالَ الْعَقِيلِيُّ رَأَيْتُ خَيْرًا... قَالَ بَنُ عَدِيٍّ

عَامَّةُ مَا رَوَيْهِ فِي فُضَائِلٍ عَلِيٍّ وَهُوَ مُتَمَهَّرٌ فِي ذَلِكَ

{ میزان الاعتدال ذہبی صفحہ ۳۵ جلد دوم }
{ لسان المیزان عقلائی صفحہ ۲۸۲ جلد ۳ }

مطلب یہ ہے کہ امام احمد و یحییٰ بن معین نے کہا ہے کہ یہ شخص کوئی شی نہیں

ہے اور کہا ہے جس انسان میں کچھ بھی خیر ہے وہ اس کی روایت نہیں لکھے گا عقیل

نے کہا ہے کہ کثر قسم کا رافضی ہے..... ابن عدی کہتے ہیں کہ فضائل علی نہیں جوزوایا

یہ شخص لانا ہے ان میں اس شخص پر وضع کی تہمت ہے۔

عبداللہ بن عبدالقدوس

تیسرا بزرگ عبداللہ بن عبدالقدوس ہے اس کے کوائف ذیل میں درج ہیں:

(۱) عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقَدُوسِ الْكُوفِيُّ رَأَيْتُ... قَالَ يَحْيَى

لَيْسَ بِشَيْءٍ رَافِضِيٍّ خَبِيثٌ... قَالَ الدَّارِقُطِيُّ ضَعِيفٌ

(میزان دہبی ص ۵۲ جلد دوم)

(۲) عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقَدُوسِ السَّعْدِيُّ الْكُوفِيُّ... رُوِيَ بِالرَّفِضِ

وَكَانَ أَيْضًا خَطِيئٌ (تقریب التہذیب ص ۳۴۹)

(۳) عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقَدُوسِ السَّعْدِيُّ الْكُوفِيُّ أَبُو مُعْتَبِرٍ

قَالَ ابْنُ مُعِينٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ رَافِضِيٍّ خَبِيثٌ... قَالَ مُحَمَّدٌ

بْنُ مَهْمَرٍ إِنَّ الْحُمَالَ لَوَيْكُنْ بِشَيْءٍ... قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَضَعِيفٌ

الْحَدِيثُ كَانَ يُرْوَى بِالرَّفِضِ (تہذیب التہذیب ص ۳ جلد ۵)

ہر سہ مندرجات، کا حاصل یہ ہے کہ یحییٰ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عبد القدوس باب حدیث میں کوئی شئی نہیں ہے۔ سخت قسم کا رافضی ہے۔ اور دارقطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے رافضی کے منسوب ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث میں خطا کرتا ہے ابن معین کہتے ہیں کہ یہ رافضی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے اور ابن مہران نے بھی یہی کہا ہے ابو داؤد نے اس کو ضعیف الحدیث کہا ہے اور رافضی شمار کیا ہے۔

عطیہ عوفی

چوتھا بزرگ عطیہ عوفی ہے اس کی تشریح متعدد بار گزر چکی ہے۔ طبقات ابن سعد کی سند کے تحت اس کو دوبارہ ملاحظہ کر لیا جائے اس نے اپنے شیخ محمد بن اسحاق کا ہی سے اس نوعیت کی روایات پھیلارکھی ہیں اور نام ابوسعید خدری ہی تجویز کیا ہے۔ یہ جعل صریح ہے۔

تنبیہ ص ۱۱: (۱) سبط ابن جوزی نے اس باب ثانی عشر میں اپنے نانا ابوالفرج ابن جوزی پر طعن و اعتراض بھی کیا ہے مگر اس بزرگ کو اپنی تحقیقات کی خبر نہیں ہے۔ کہ کہاں تک صحیح ہیں۔ اس نے کہا ہے کہ آخرجہ فی سندہ یعنی حدیث

ثقلین کو ابو داؤد نے اپنے سنن میں ذکر کیا ہے۔ حالانکہ سنن ابی داؤد میں یہ روایت ثقلین (کتاب اللہ وعترت یا اہل بیت) والی موجود نہیں ہیں۔ شیعی علماء کو میرا مشورہ ہے کہ وہ ہمت کر کے اپنے ہم مسلک کی تائید کرتے ہوئے اس کا یہ حوالہ سچا کر کے دکھلا دیں۔

۲۔ سبط ابن جوزی کا مختصر اجمالی تذکرہ ہم اس بحث کے آخر میں بھی بطور زینہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

سبط ابن جوزی کا اجمالی تذکرہ (المولود ۵۸۱ھ المتوفی ذوالحجہ ۶۵۲ھ)

(۱)

اس کا نام یوسف بن فرغلی ہے۔ ابوالمظفر کنیت ہے لقب شمس الدین ہے۔ مشہور علامہ ابن الجوزی کی لڑکی کا بیٹا ہے یعنی ابن بنت المجوزی ہے۔

(۲)

اپنے نانا کی صحبت و تاثرات کی وجہ سے پہلے حنبلی مسلک رکھتا تھا بعد میں موصل و دمشق کے علماء (شیخ جمال الدین محمود الحصیری حنفی و غیرہ) سے استفادہ کیا تو حنفی مسلک اختیار کر لیا۔ نیز سلطان صلاح الدین ایوبی کے برادر زادہ ملک مظفر عیسیٰ کے دربار میں اس کی آمد و رفت پیدا ہو گئی تو اس ملک سے مسلک حنفی کو قبول کر لیا۔
(تاریخ ابن خلکان صفحہ ۲۵۰ جلد ثانی، فوائد البیہ مولانا بکھنوی صفحہ ۹۶ جواہر المصنوعین ج ۲)

(۳)

پھر اس سبط ابن جوزی نے حنفی مسلک کی تائید میں کئی تصانیف مدون کی ہیں جن میں جلدوں میں ایک تفسیر قرآن مجید لکھی ہے۔ امام محمدؒ کی جامع کبیر کی ایک مفصل شرح لکھی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے مناقب میں ایک مجلد تصنیف کیا ہے اور تاریخ وزراء

میں ایک کتاب کمال لکھی ہے جس کا نام ہے ”مرآة الزمان فی تاریخ الاعیان“
 (مرآة الزمان یا فنی صفحہ ۱۳۶ جلد ۲ جواہر المصنیہ صفحہ ۲۳۱ جلد ۲ کشف الظنون صفحہ ۱۲۴ جلد ۲)
 تنبیہ: دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن میں اس کتاب مرآة الزمان کے بعض اجزاء شائع
 بھی ہوئے ہیں۔

(۴)

سبط مذکور مشہور واعظ و مقبول خطیب بھی تھے۔ حنفیوں میں مدرس و مفتی ہے
 ہیں بڑے پایہ کے مشہور فاضل تھے۔ بنا بریں بعض مؤرخین کے ہاں ان کے مناقب، ہی
 مناقب نظر آئیں گے۔ مثلاً مرآة الزمان یا فنی، تاریخ ابن خلدان، تراجم رجال القرنین^{۱۲} اور
 فوائد البیہ فی تراجم الحنفیہ میں۔ البتہ دوسرے بعض محققین علماء مثلاً حافظ ذہبی نے میزان
 الاعتدال میں اور حافظ ابن تیمیہ نے منهاج السنۃ صفحہ ۱۳۲ جلد ۲ میں اور عبد القادر
 القرشی نے جواہر المصنیہ صفحہ ۲۳۱ جلد ۲ فی طبقات الحنفیہ میں اور کاتب چلبی نے کشف
 الظنون میں اور حافظ ابن حجر نے لسان البیان صفحہ ۳۲۸ جلد ۶ میں اس کا مسلک واضح
 کر دیا ہے کہ یہ بزرگ حنفیوں میں حنفی تھے۔ حنبلیوں میں حنبلی تھے اور شیعوں میں شیعہ اور
 رافضی تھے اور شیعوں کے لیے انہوں نے تصانیف مدون کی ہیں چنانچہ ایک تصنیف
 جس کا نام ”اعلام الخواص“ ہے اور اسی کتاب کو مذکورۃ ”الخواص“ کے نام سے اب شیعوں
 نے مطبع العلمیہ نجف اشرف سے شائع کیا ہے یہ تصنیف بھی سبط مذکور کی ہے۔

(۵)

اور ان کا عقیدہ ہے کہ: قلت ومن شرط الامام ان یکون معصوماً
 لئلا یقع فی الخطاء الخ (تذکرۃ الخواص الاثمہ صفحہ ۳۸۰ طبع نجف اشرف)
 اور وہ امام مہدی کو زندہ فی الحال منتظر تسلیم کرتے ہیں اور اس کو آخر الاثمہ کہتے ہیں۔
 (تذکرۃ خواص الاثمہ صفحہ ۳۷۷ از سبط ابن جوزی)
 مختصر یہ ہے کہ یہ بزرگ اندرون قلب تشیع کا روگ رکھتے ہیں ان کی تصانیف اور

ان کی مرویات ہم پر محبت نہیں ہیں نہ ہی ان پر ہم کو اعتماد ہے کئی جعلی سندیں صحیح تیار کر کے چلا دیتے ہیں فلہذا ناظرین کرام ان کے اقوال کو سوچ بچار کے بعد تسلیم کریں اور وہ بھی پوری جرح و قدر کے بعد اگر جمہور علماء اہل سنت کے موافق کوئی چیز بیان کریں وہ قابل تسلیم ہوگی ورنہ نہیں۔

تنبیہ - اہل علم کی اطلاع کے لیے ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ سبط ابن جوزی کی کئی روایات ہماری کتابوں میں چلتی رہتی ہیں جن علماء کو اس کے مسلک کا علم نہیں تھا انہوں نے اس کی روایات اپنے ہاں درج کر لی ہیں چنانچہ ایک روایت سیرۃ حلبیہ جلد سوم صفحہ ۴۰۰ پر سبط ابن جوزی کی کلام سے منقول ہو کر درج ہے۔ اس میں فاروق اعظمؓ پر طعن ثبت کرنا مقصود ہے کہ صدیق اکبرؓ نے ایک وثیقہ (رقعہ) سیدہ فاطمہؓ کو خدک کے بارہ میں لکھ دیا مگر وہ رقعہ عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے چھین کر چاک کر دیا۔ شیعہ یہ روایت مناظروں میں مطاعن فاروقی میں ہماری کتب سے پیش کرتے ہیں۔ اور حقیقتہ الامر اس کے برعکس ہے روایت ان کے ہی آدمی کی سائنٹ پر داخستہ ہے ہم پر الزام قائم کرنے کا کیا مطلب ہے یہ سراسر دھوکہ بازی ہے اور جعل سازی ہے اہل علم ان فریبوں سے ہوشیار رہیں اور اس قسم کی بے سرو پار روایات کو بغیر تحقیق کے ہرگز قبول نہ کریں۔

روایت ثقلین از کتاب کفایت الطالب

(شیخ ابی عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی المتوفی ۷۵۵ھ)
عجبات الانوار (میر حامد حسین لکھنوی) جلد اول صفحہ ۱۲۰۳۱ میں ذکر کیا ہے کہ شیخ کنجی موصوف نے اس روایت ثقلین کو اپنی کتاب "کفایت الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب" میں تخریج کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"اخرجه مسلوفاً فی صحیحہ کما اخرجنا و رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ فی کتابیہما"

یعنی حدیث ثقلین کو مسلم نے اپنے صحیح میں ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نے تخریج کیا اور ابو داؤد و ابن ماجہ نے بھی اس کو اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔ یہاں ناظرین کو کم کی خدمت میں چند گزارشات ہیں۔

(۱)

اول یہ کہ صاحب ”عجقات“ مذکور نے شیخ کنجی کا پورا اسناد نقل نہیں کیا جس سے صحت و سقم روایت کا ٹھیک اندازہ ہو سکتا کتاب ”کفایت الطالب خود میسر نہیں ہو سکی۔ البتہ شیخ کنجی کے کچھ متعلقات جستجو سے دستیاب ہو گئے ہیں وہ ان کے مسلک کی وضاحت کے لیے بشرط انصاف کافی وافی ہیں مزید کسی جواب کی حاجت ہی نہیں۔ چونکہ میر حامد حسین صاحب ”عجقات“ نے مذکورہ کتاب ”کفایت الطالب“ سے بہت کچھ مواد پیش کیا ہے بنا بریں ضروری معلوم ہوا کہ شیخ کنجی مذکور کا مسلک واضح کیا جائے فی الحال مندرجہ ذیل حوالہ جات سے جو مال دستیاب ہوا ہے وہ درج کیا جاتا ہے۔ ان حوالہ جات سے ان کا مقام اور ان کا مسلک بالکل عیاں ہو گیا ہے۔

۱۔ نور الابصار (للشیخ المؤمن الشبلنجی) میں مذکور ہے کہ قال الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف الکنجی فی کتابہ ”البیان فی اخبار صاحب الزمان“ من الأدلة علی کون المہدی حیاً باقیًا بعد غیوبہ الی الآن و انہ لا امتناع فی بقاءہ بقاء عیسیٰ بن مریم و الحضر و الیاس من اولیاء اللہ تعالیٰ و بقاء الاعور الرجال بہ و ابلیس اللعین من اعداء اللہ تعالیٰ الخ

یعنی شیخ کنجی نے امام مہدی کی حیات کے اثبات میں ایک کتاب بنام ”البیان فی اخبار صاحب الزمان“ لکھی ہے اس میں مہدی کے غائب ہونے کے بعد تاحال زندہ رہنے پر دلائل ذکر کر گئے ہیں کہ ہے کہ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام باقی ہیں خضر اور الیاس اللہ کے دوست باقی ہیں اور

کانا دجال اور ابلیس شیطان خدا کے دشمنوں میں سے باقی ہیں۔ اسی طرح مہدی کے نزد رہنے میں کیا اشکال ہے؟ اس شیخ نے آگے چل کر مزید حیات مہدی کی خاطر برعمر خود قرآن و حدیث سے دلائل جمع کئے۔

(صفحہ ۸۶ نور الابصار للمومنین الشیخی فضل فی ذکر محمد بن الحسن المہدی مطبوعہ مصر تحری تکملان)

طبع جدید)

تغلیب ۸: یاد رہے کہ صاحب نور الابصار نے شیخ کنجی کے مزعومات ذکر کرنے کے بعد خود ان دلائل کا جواب دیا ہے اور خوب رد کیا ہے تاہم اس چیز سے شیخ کنجی کے خیالات واضح ہو گئے کہ یہ صاحب مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد اور مسلمہ اصولوں کے برخلاف اپنے عقیدے قائم کئے ہوئے ہیں اور شیعوں کے من و عن و افق نظریات کہتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح کتاب ”نبایع المودۃ“ جز ثالث باب السادس والثمانون صفحہ ۱۳۸ پر کنجی صاحب مذکور کی کتاب ”البیان“ سے منقول ہے کہ:

(قال الشیخ الکنتجی) ان المہدی ولد الحسن العسکری فہو

سحی موجود باقی منتد غیبیہ الی الان الخ

یعنی کنجی صاحب فرماتے ہیں مہدی بن حسن عسکری زندہ ہے اور غائب ہونے سے لے کر اب تک زندہ اور باقی ہے۔

۳۔ تیسرا ابوشامہ القدوسی ہے جس نے اپنی کتاب ”رجال القریین“ السادس والسابع صفحہ ۲۰۸ پر شیخ کنجی مذکور کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔

وفی التاسع والعشرین من رمضان ۴۵۵ ھ قتل بالجامع الفقہ

محمد بن یوسف الکنتجی وکان من اهل العلوبالفقہ و

الحديث لکنہ کان فیہ کثرۃ کلام ومیل الی ”مذہب الارافۃ“

جمع لہم کتباً توافقاً غراضہم ویقرب بہا الی الرؤسا منہم

فی الدولتین الاسلامیۃ والتاتاریۃ الخ (رجال القرنین ص ۲)

یعنی محمد بن یوسف کبھی ۲۷ رمضان ۲۵۸ھ میں ”جامع فخر“ میں قتل کر دیا گیا۔ یہ حدیث وفقہ کا بڑا عالم تھا۔ لیکن رافضیوں کے مذہب کی طرف راجح تھا رافضیوں کے اغراض کے موافق اس نے کتابیں لکھی ہیں ان کتابوں کے ذریعہ رافضی رئیسوں امیروں کا مقرب بنا ہوا تھا خواہ وہ رئیس دولت اسلامی میں تھے یا دولت تاتاری سے تعلق رکھتے تھے۔

یاد رہے کہ اب اس قدر مسلک کی وضاحت اور تصریحات کے بعد مزید حقائق کے جواب کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ بزرگ کبھی صاحب مسلک اہل السنۃ کے برخلاف اپنے مزحمات اور نظریات رکھتے ہیں رافضیوں کے مذہب کے دل دادہ ہیں ان کی روایات ہم پر کیسے حجت ہو سکتی ہیں؟

(۲)

نیز گزارش ہے کہ شیخ کبھی کے حوالہ سے ”صاحب حقائق“ نے روایت ثقلین کا سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں بھی موجود ہونا ذکر کیا ہے۔ ہماری جستجو کے پیش نظر یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے یہ بیشتر حوالہ جات کی خاطر اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ”صحاح ستہ“ میں سے صرف صحیح مسلم شریف اور جامع ترمذی میں یہ روایت ثقلین موجود ہے۔ باقی چھ کتب صحاح میں ہمیں تلاش کے باوجود نہیں نظر آئی۔ صحیح مسلم کی سند بالکل صحیح اور از روئے قواعد درست ہے اور ترمذی کی سند نیز صحیح ہے جیسا کہ ہم نے قبل ازیں ہر ایک کی بحث اپنے اپنے موقع پر درج کر دی ہے۔ تسلی کی خاطر دوبارہ ملاحظہ فرمائی جائے۔

اگر دعویٰ محبت کرنے والے علماء تکلیف فرما کر روایت ثقلین کو سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، قزوینی، ہر دو کتب سے تلاش کر کے ہمیں مطلع فرما دیں تو بڑی نوازش ہوگی اور صحیح سند کے تحت روایت مل گئی تو تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

بصورت دیگر ”شیعی اکابر علماء“ پر بڑا اعتراض وارد ہوگا کہ ان کے بڑے بڑے مشاہیر
مستقل اہل علم بھی دروغ گوئی اور کذب بیانی سے نہیں چوکتے اور اس قسم کی غلط بیانیاں
کے اپنے تالیفات اور تصانیف کا حجم بڑھایا کرتے ہیں۔ (فیالجب)

”نیایع المودۃ کی روایات کی تحقیق“

(سنہ تالیف ۱۲۹۱ھ)

کتاب نیایع المودۃ کی مندرجہ روایات متعلقہ ثقین کے جوابات سے قبل
ہم چاہتے ہیں کہ خود اس تصنیف اور صاحب تصنیف کے متعلق کچھ گزارشات اپنے
اہل سنت حضرات کی خدمت میں واضح کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے اس
کتاب کو اور اس کے مصنف کو نہیں پہچا وہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور اسے لائق
اعتماد سمجھ بیٹھیں۔

۱۔ کتاب کا مکمل نام اس طرح ہے ”نیایع المودۃ لذی القرنی من اہل العباد“ اور
اس کے مرتب کا نام سلیمان بن ابراہیم المعروف ”خواجہ کلان“ ابن محمد معروف
المشہر بابا خواجہ ابن ابراہیم بن محمد معروف ابن الشیخ السید تریسون الباقی الحسینی
البیہقی القندوزی ”شیخ سلیمان قندوزی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور
اس تصنیف کے اختتام پر لکھا ہے کہ تم بحمد اللہ وفضلہ تالیف ”نیایع المودۃ لذی
القرنی من اہل العباد الخ“

... وقت الضحیٰ یوم الاثنين الیوم التاسع من شهر

رمضان سنة الف و مائتین و لحدی و تسعین

(نیایع صفحہ ۲۰۶ جلد ۳ طبع ثانی بیروت ۱۳۹۱ھ)

(۲)

ہمارے سامنے جو نسخہ نیایع المودۃ ہے۔ وہ طبع ثانی بیروت کے ”مکتبۃ العرفان“

کا مطبوعہ ہے۔ یہ کتاب متعدد دیار چھپ چکی ہے۔ جب تک اس کتاب کا مطالعہ نہیں کیا تھا اور ہمارے پاس نہیں پہنچی تھی تو ہم اس کے حوالہ جات سے مرعوب تھے بلکہ پریشان تھے۔ مخالف حضرات ہمیشہ اس کو اہل سنت کی معتبر کتاب تجویز کر کے پیش کیا کرتے تھے مطالعہ کتاب کے بعد جو کچھ تاثرات ہم نے اخذ کئے ہیں ان سے ہم ناظرین کرام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔

اولاً

مصنف نے ۱۲۹۱ھ یعنی تیرھویں صدی میں یہ فضائل و مناقب کی کتاب مرتب کی ہے۔ فضائل و مناقب کی کتب (شیعہ کی مرتب شدہ ہیں یا اہل السنۃ کی) سب سے اس نے مواد مہیا کیا ہے بعض خاص کتب تو خالص شیعہ ذہن کی پر یاداریں۔ ان سے بے شمار مواد حاصل کر کے اس نے اپنی تصنیف مرتب کی ہے۔ ان میں سے چند ایک کے نام شمار میں لائے جاتے ہیں۔ مثلاً کتاب سلیم بن قیس السلولی، کتاب المواالات لابن عقدۃ، کتاب مقتل ابی مخنف (لوط بن یحییٰ)، کتاب الغنیۃ لیشیخ محمد بن علی بن حسین۔ کتاب المناقب لاخطیب خوارزم و کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان شیخ محمد بن یوسف نجفی و کتاب کشف الغمۃ لیشیخ علی بن عیسیٰ الارسلانی وغیرہ وغیرہ۔ یہ کتابیں تو خالص شیعہ مسلک کی ہیں اس کے ماسوا اور بھی بہت سی کتابوں سے (جن میں فضائل و مناقب کی ہر قسم کی روایات پائی جاتی ہیں) انہوں نے اس تصنیف کو مدون کیا ہے۔ صحیح غیر صحیح، قوی، ضعیف و منکر و موضوع ہر درجہ کی روایات کا یہ کتاب ایک کشکول ہے اور رطب و یابس روایات کا ذخیرہ ہے۔

ثانیاً

یہ عرض کرنا ہم کو صاحب کتاب (شیایع المودۃ) کے خیالات کس قسم کے ہیں؟ مطالعہ کتاب سے معلوم ہوا کہ یہ مندرجہ ذیل معتقدات کے قائل ہیں۔

(۱)

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ۱۲ عدد ”وصی“ منقرض الطاعت ہیں جن میں سے اول وصی علی المرتضیٰ ہیں۔ آخر وصی محمد مہدی ہیں اور یہ آخری وصی (مہدی) اہل بیت کے مخالفین سے قتال کر کے بدلہ لے گا۔ اس مدعی کو ثابت کرنے کے لیے اس نے جزو ثالث میں ایک مستقل باب (الباب الثالث والتسعون) مرتب کیا ہے وہاں دلائل (بزعم خود) پیش کئے ہیں۔

(۲)

یہ کہ محمد مہدی امام حسن عسکری کا بلاواسطہ بیٹا ہے اس مطلب کے لیے بھی انہوں نے ایک مستقل باب مقرر کیا ہے یعنی باب السادس والثمانون (۸۶) جزو ثالث اس باب میں حوالہ جات پیش کر کے بزعم خویش مہدی کو ولد حسن عسکری بلاواسطہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔

(۳)

یہ ہے کہ مہدی پیدا ہونے سے پہلے اپنی زندگی میں غائب ہو گئے اور غیبوتہ کے بعد بھی بعض خواص لوگوں سے ملاقات الٰہ کی ہوتی رہتی ہے اور ان کے بارہ عدد خاص وکیل ہیں (ان کے نام فرداً فرداً ذکر کئے ہیں) جو غیبوتہ صغریٰ میں مہدی سے ملتے رہے ہیں اس چیز کے لیے انہوں نے ایک علیحدہ باب باندھا ہے۔ یہ باب الثالث والثمانون (۸۳) جزو ثالث میں ہے۔

ناظرین کرام ان مندرجات معلوم کرنے کے بعد خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ خیالات نظریات اہل السنۃ حضرات کے ہیں یا شیعہ لوگوں کے عقائد ہیں یہ کوئی مغلق بات اور معمر نہیں ہے جو سمجھ میں نہ آ سکے صاحب کتاب کا مسلک شیعہ ہے اور خالص شیعہ نظریات کے حامل ہیں اگرچہ انہوں نے اپنی تصنیف میں اپنے مسلک کو صرف محب المہمیت ظاہر کیا ہے شیعہ ہونا ظاہر نہیں کیا۔ یہ تقیہ شریف تو پرانا حبر ہے، جس

نے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ اس کے موافق اس تصنیف کی مہم بھی سر کی گئی ہے بنابرین حالات قواعد و ضوابط اہل اہل سنت کے بغیر اس تصنیف کی روایات پر اعتماد کرنا ہرگز درست نہیں۔

ان گذارشات کے بعد ہم ان روایات ثقلین کی طرف روئے سخی پھرتے ہیں۔ جن کو صاحب ینایع نے بڑی کوشش سے مدون کیا ہے اور کتاب ہذا جز اول میں ایک مستقل باب رابع مقرر کیا ہے اس باب رابع میں اگرچہ اور روایات فضیلت تصوی (مثلاً حدیث سفینہ نوح و حدیث غدیر و غیرہ) بھی جمع کی ہیں مگر خاص ”روایت ثقلین“ کو بڑی سعی بلیغ سے مرتب کیا ہے۔

اولاً: یہ واضح ہو کہ اس باب رابع میں جو روایات مفہوم ثقلین کے متعلق منقول مندرج ہیں صرف ان کے متعلق مناسب حال کلام کیا جائے گا۔ باب کی تمام روایات سے کوئی سروکار نہیں۔

ثانیاً: یہ معلوم ہو کہ اس باب میں کثرت سے روایات ثقلین تو بعینہ وہی مندرج ہیں جن کا ہم قبل انہیں جواب مرتب کر چکے ہیں مثلاً روایت مسلم شریف و روایت ترمذی شریف و مستد احمد کی روایات۔ حکیم ترمذی نوادر الاصول کی روایت ثعلبی کی روایت ابن المغازی کی روایات اخطب خوارزم کی روایت طبرانی کے معاجم کی روایات۔ ابویعلیٰ موصلی کی روایات۔ اسحق بن راہویہ کی روایت۔ الضیاء المقدسی کی روایت و غیرہ و غیرہ۔ ان سب کا جواب دیا جا چکا ہے البتہ بقایا روایات جو قابل جواب ہیں ان کا جواب عرض کرنا مقصود ہے اور پھر بعض ایسی روایات بھی جمع کی ہوئی ہیں جن کا مدعی مقصود (یعنی کتاب عترت ہر دو کے ساتھ تمسک کا واجب ہونا) سے کچھ مساس نہیں۔ تکیہ مواد کی خاطر ان کو فراہم کیا گیا ہے۔ اب اس باب میں جو قابل جواب ”ثقلین“ کے متعلق روایات ہو سکتی ہیں ان کا ذکر کر کے جواب پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ترتیب داران تمام روایات کو پہلے نقل کر دیا ہے اس کے بعد جواب بالترتیب عرض کیا جائیگا۔

سليم بن قيس الهلالي کی روایات

(۱) عن سليم بن قيس الهلالي قال بينا انا وبيش بن المعتمر بمكة اذ قام ابو ذر واخذ محلقه باب الكعبة فقال من عرفني فقد عرفني فمن لم يعرفني فانا جند ب من جنادة ابو ذر فقال ايها الناس اني سمعت نبيكم صلى الله عليه وسلم يقول مثل اهل بيتي فيكم كم مثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تركها هلك ويقول اني تارك فيكم ما ان تمسكتم به لن تضلوا كتاب الله وعترتي ولن يفترقا حتى يردا على الخوض“
(نياييع المودة ص ۲۷ باب الرابع طبع بيروت)

(۲) وفي المناقب في كتاب سليم بن قيس قال علي عليه السلام ان الذي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم عرفته علي ناقتي القصوى وفي مسجد خيف ويوم الغدير ويوم قبض في خطبته علي المنبر ايها الناس اني تركت فيكم الثقلين لن تضلوا ما تمسكتم بهما الاكبر منهما كتاب الله والا صغر عترتي اهل بيتي وان اللطيف الخبير عهد لي انهما لن يفترقا حتى يردا على الخوض كهاتين اشار بالسياتين ولا ان احدهما اقدم من الاخر فتسكوا بهما لن تضلوا ولا تقدما منكم ولا تخلفوا عنهم ولا تعلموهم فانهم اعلم منكم-
(نياييع المودة ص ۲۷ جز اول باب رايح)

حق یرد اعلیٰ الخوض (ینایح المودة ۳۱۱)

(۳)

و اخرج ابن عقدة من طریق سعد بن ظریف عن الامیر اعلیٰ المرتضیٰ وابورافع مولى

بن نباته عن علی وعن ابی رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لفظه ايها الناس انى تركت فيكم الثقيلين الثقل الاكبر والثقل الاصغر فاما الاكبر فهو جبل فيبد الله طرقه والطرق الاخر بايد يكم وهو كتاب الله ان تمسكتم به لن تضلوا ولن تضلوا ابدا واما الاصغر فعتري اهل بيتي الخ...

(ینایح المودة ۳۱۱ جلد اول باب رابع)

(۴)

و اخرج ابن عقدة من طریق محمد بن عبد الله ابوهريرة بن ابی رافع عن ابيه عن جده وعن ابی هريرة

ما لفظه انى خلفت فيكم الثقيلين ان تمسكتم بهما لن تضلوا ابدا كتاب الله وعتري اهل بيتي ولن يتفرقا حتى یرد اعلیٰ الخوض - (ینایح المودة ۳۱۱ اول)

(۵)

اخرج ابن عقدة من طریق عروة بن خالد عن حضرت فاطمة

فاطمة الزهراء قالت سمعت ابی صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي قبض فيه يقول قد احتلأت الحجر من اصحابي ايها الناس يوشك ان اقبض قبضا سريئا وقد قدمت اليكم القول معذرة اليكم لا انى خلفت فيكم كتاب ربي عز وجل

وعترتی اهل بیتی ثم اخذ بيد علی فقال هذا علی مع القرآن والقرآن
مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض فاسألكم ما تخلفونی
فیہما۔ (ربنا بیع المودۃ ص ۳۸ ج ۱)

ربنا بیع المودۃ کی بعض وہ روایات جو عنوان وفي المناقب کے تحت درج کی ہیں۔

(۱)

”وفي المناقب عن احمد بن عبد الله بن سلام عن حذيفة بن اليمان
رضي الله عنه قال صلى بنار رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر ثم
اقبل بوجهه الكريم الينا فقال معاشر اصحابي اوصيكم بتقوى الله
والعمل بطاعته واني ادعئى فاجيب واني تارك فيكم الثقلين كتاب الله
وعترتي اهل بیتی ان تمسکتم بهما لن تصلوا وانهما لن يفترقا حتی
یردا علی الحوض فتعلموا منهم ولا تعلمواهم فانهم اعلم منکم“
(ربنا بیع المودۃ ص ۳۳ ج ۱)

(۲)

عن عطارد بن المسائب عن ابي يحيى عن ابن عباس رضي الله عنهما قال
خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا معشر المؤمنين ان الله
عز وجل ادعئى الی انی مقبوض اقول لكم قولاً ان علمتم به نجوتهم و
ان ترکتموه هلكتم ان اهل بیتی وعترتی هم خاستق وحامق وانکم
مستولون عن الثقلين کتاب الله وعترتی ان تمسکتم بهما لن
تضلوا فانظروا کیف تخلفونی فیہما۔ (ربنا بیع المودۃ ص ۳۴ ج ۱)

(۳)

وعن ابي ذر رضي الله عنه قال قال عليه السلام الطلحة و
عبد الرحمن بن عوف سعد بن ابي وقاص هل تعلمون

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی تارک فیکم الثملین
 کتاب اللہ وعترتی اہل بیئہ وانہما لن یفترقا حقیر دا علی
 الخوض وانکولن تفضلوا ان اتبعتم واستمسکم بہما قالوا نعم
 انتہی المناقب (ینایع المودۃ مکتبہ جلد ۱ طبع بیروت طبع ثانیہ بکتبہ عرفان)
 مندرجہ ترتیب کے موافق اب ان روایات کی تحقیق پیش کی جاتی ہے کہ
 کیا از روئے قواعد الجہنت قابل قبول ہیں؟

تحقیق روایات سلیم بن قیس ہلالی

یہاں یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ سلیم مذکور کس قسم کے بزرگ ہیں یہ مسئلہ قبول
 روایت بالکل صاف ہو جاتا ہے واضح ہو کہ،

(۱)

سلیم بن قیس ہلالی شیعہ بزرگوں کے ہاں بڑے معرکے مروی عنہ یعنی ماخذ
 روایات ہیں۔ ان کے علماء رجال نے سلیم مذکور کو حضرت علی المرتضیٰ اور حسنین کے
 اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اس سلیم کے پاس روایات کی ایک خاص نوٹ بک صحیفہ
 خاص (تھی جس کو اس کے شاگرد خصوصی (ابان بن ابی حنیس) نے لوگوں میں مروج
 کیا ہے۔ شیخ عباس قمی تحفۃ الاحباب میں لکھتے ہیں کہ سلیم بن قیس ہلالی از اصحاب
 امیر المومنین و حسنین (ع) است و دوست صاحب کتاب معروف بن محمد بن
 علماء کہ ابان از روایت میکند چنانچہ در اول کتاب بان اشارہ شد "تحفۃ الاحباب
 ص ۱۳۲ طبع طهران تذکرہ سلیم) اور اسی کتاب میں ابان مذکور کے تذکرہ میں ص ۲
 پر لکھا ہے کہ،

"اس کتاب را خیز از ابان از سلیم کسی دیگر نقل نکرده و ابان گفته کہ
 سلیم شیخی متعبد و نورانی بود و کتاب سلیم از اصول شیعہ است و مشائخ

مانند برقی و صفار و کلینی و صدوق و نعمانی وغیرہم برآں اعتماد نمودہ“
یعنی بڑے بڑے اکابر علماء و شیوخ شیعہ نے اس خصوصی صحیفہ سلیم پر اعتماد
اعتقاد کیا ہے اور اب ان کتاب ہے کہ شیخ سلیم بن قیس بڑا عابد زاهد نورانی چہرے والا
آدمی تھا۔

(۲)

اہل علم کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ سلیم بن قیس ہلالی کا ”خصوصی تشیع“
شیعی علماء رجال میں سے بہت سے علماء نے لکھا ہے اس چیز میں شیخ عباس قمی متفرد
نہیں ہے۔ چنانچہ جامع الرواۃ ص ۳۷۴ (از محمد بن علی الاربدیلی) میں اور روضات
الجنات ص ۳۱۶ (از میرزا خوانساری موسوی) میں یہ بحث سلیم کے نام کے تحت اور
ابان بن ابی حیا ش (جو سلیم کا شاگرد ہے) کے تذکرہ میں بخوبی مشروح و مفصل ملے گی۔ حسب
روضات الجنات نے اس کی بحث کو بڑا طول دیا ہے۔ آخر کار اس سلیم کی وثاقت
اور اعتماد پر کلام کو تمام کیا ہے۔ اسی طرح شیخ عباس قمی نے بھی بعض اعتراضات
کے جواب میں پیش کر کے اس کی وثاقت اور معتبر ہونے کو ثابت کیا ہے۔

بہر کیف ان مندرجات کے بعد یہ بات واضح ہے۔ یہ سلیم بن قیس ہلالی
خالص شعی مسلک کے آدمی ہیں۔ شیعوں میں ان کی مرویات معتبر و مسلم ہیں۔ ہم پران
کی روایات پیش کرنا اصول کے خلاف ہے اور قواعد کو برطرف ڈالنا ہے۔ شیعہ مثنی
مختلف فیہ مسائل میں اس کی روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اب اگرچہ بعض فضائل و
مناقب کی کتابوں میں اس کی روایات کو غیر محققین مصنفین نے درج کر لیا ہے تاہم اصل
موقوف وہی ہے جو ہم نے عرض کر دیا ہے اور صاحب ینایح تو خود ہی مشکوک
اور ترقیہ باز آدمی ہے یہ کسی اہل سنت کے معتبر مصنف کے حوالہ سے کوئی روایت
یا قول پیش بھی کر دے تو جب تک اصل ماخذ کی طرف رجوع کر کے تسلی نہیں کر
لی جائے گی قبول نہیں ہوگا۔

(۳)

نیز یہ گزارش بھی ملحوظ رہے کہ سلیم بن قیس ہلالی کا تذکرہ ہماری متداول کتب رجال میں بالکل مفقود ہے۔ تقریباً تہذیب و لسان المیزان والجرح والتعديل رازی ومیزان ذہبی وتاریخ بغداد و تذکرۃ الحفاظ۔ تاریخ صغیر امام بخاری، تاریخ کبیر امام بخاری، طبقات ابن سعد وغیرہ وغیرہ کتب اپنے اپنے مقام سے دیکھ لی گئی ہیں اس شخص کے خلوص شیعہ میں تو اب کوئی اشتباہ باقی ہی نہیں رہتا۔ پس اس کی قبول روایت کا مسئلہ خود بخود صاف ہے کسی بحث کی حاجت نہیں ہے۔

ابن عقدہ کی روایات کی تحقیق

ان روایات کے متعلق مختصراً اتنا عرض ہے کہ صاحب ینایع نے ابن عقدہ کی روایات اس حیثیت سے مدون کر کے پیش کی ہیں کہ اور محدثین کی طرح یہ بھی اہل سنت کا مسلم محدث ہے اور صاحب اسناد ہے حالانکہ معاملہ دیگر گول ہے۔ ابن عقدہ ۳۳۲ھ کا متوفی ہے۔ صاحب اسناد ضرور ہے مگر یہ بزرگ شیعہ ہے اور اس کا تشیع مسلم بین الفرقین ہے۔ دیدی جارو دی شیعہ ہے اور ان کی اصول اربعہ کا معجزہ کبیر راوی ہے۔

حقیقت کی روایت کے جوابات میں ابوالقاسم بغوی کے بعد ابن عقدہ کی روایات (حقیقت سے) آٹھ عدد نقل کر کے ہم نے اس کا مفصل باحوالہ تذکرہ کر دیا ہے رجوع کر کے وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔ جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ

- ۱۔ یہ بزرگ ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید کو فی ابن عقدہ کے نام سے مشہور ہے۔
- ۲۔ شیعہ و سنی کے ہاں اس کا زیدی جارو دی ہونا مسلم مسئلہ ہے۔
- ۳۔ اہلبیت کے فضائل مناقب میں لاکھوں روایتیں ازبر کر رکھیں تھیں۔ ان کو لوگوں میں مروج کرتا ان میں نقلیں کی روایت بھی ہے۔

۴۔ بڑے عمدہ و معتبر اسانید مرتب کر کے چلا دیتا اور خود سلسلہ اسناد میں سے فائز رہتا۔

۵۔ موقعہ پا کر معائب صحابہ کرام و مشاب لوگوں کو بیان کرتا۔
مندرجہ ذیل مثنیٰ کتب ملاحظہ ہوں:

(۱) میزان الاعتدال ص ۶۵ جلد اول طبع مصر ۲۲ لسان المیزان صفحہ ۲۶۶ جلد اول

(۳) البدایہ والنہایہ لابن کثیر دمشقی صفحہ ۷۸ جلد ۶۔

مندرجہ ذیل شیعہ کتب ملاحظہ ہوں۔

(۱) جامع الرواۃ صفحہ ۶۵، ۶۶، ۶۷ جلد اول (۲) روضات الجنات صفحہ ۵۸

(۳) تحفۃ الاحیاء قمی ص ۱۴۔

تنبیہ یہ کہ یہ صرف تین تین حوالہ جات بہر دو جانب سے نقل کئے ہیں باقی تفصیل اور حوالہ بقایا وہاں گذشتہ مقام میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

ان گزارشات کے بعد واضح ہو گیا کہ صاحب ینابیع المودۃ نے جتنی روایات ابن عقدہ کے حوالہ سے درج کی ہیں وہ سب ہم پر حجت نہیں ہیں۔ نہ ان کا جواب ہمارے ذمہ ہے

ہمارے سامنے اہلسنت علماء کی جو صحیح روایت صحیح اسناد کے ساتھ پیش کی جائے گی وہ انشاء اللہ قابل قبول ہے اور وہ اہلسنت علماء جن پر ابن عقدہ کی حیثیت اعتماد واضح نہیں تھی ان سے اس معاملہ میں فرو گذاشت ہوئی ہے وہ لوگ بیٹھ ایک گوشہ معذور ہیں۔ ابن عقدہ کی تصویر کا اگر ایک رخ ان کے سامنے نہیں آسکا تو ان کو الزام دینا اور ان پر اعتراض قائم کرنا صحیح نہیں ہے یہ جو کچھ بھی ان علماء سے صادر ہوا ہے صرف غلط فہمی ہے جو ان لوگوں کے تفسیر کی وجہ سے ہوئی ہے اور بس!

وہ روایات جو ”وفی المناقب“ کے الفاظ سے اس باب میں درج ہیں

صاحب ینابیع نے اس باب میں کثرت سے تو وہی روایات درج کی ہیں جن کی مکمل سند نہیں دی۔ صرف محدث کا حوالہ دیدیا ہے اور بعض روایتیں بالکل گول مول رکھیں ”وفی المناقب“ کے الفاظ سے شروع کر کے درج کر دی ہیں۔ اب یہ معلوم و متعین کرنا کہ یہ کون مناقب مراد ہیں؟ کون ان کا مصنف ہے؟ یہ کچھ درج نہیں کیا۔ بڑے غور و خوض کے بعد یہ رائے ٹھہری ہے کہ خود کتاب ”ینابیع کی روش اور سیاق سابق کے اعتبار سے اس سے مراد متعین کرنا صحیح ہوگا۔ اپنی جانب سے کچھ کہہ دینا کہ فلال مناقب یہاں مراد ہیں درست نہ ہوگا۔ اس لیے ہماری دانست کے موافق۔

- (۱) یا تو سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب (جو ہر قسم کی روایات کا کشکول ہے) مراد ہے جیسا کہ صفحہ ۳۲ پر ان الفاظ کے ساتھ شروع کیا ہے۔ ”وفی المناقب فی کتاب سلیم بن قیس قال علی علیہ السلام الخ“
- (۲) یا پھر مناقب سے مراد مناقب اخطب خوارزم ہیں جو فضائل والے گول میں مشہور ہیں ان سے شیعہ مصنفین بھی بہت کچھ مواد حاصل کرتے ہیں جیسا کہ کتاب کشف الغمہ عینی اردبیلی میں اخطب خوارزم سے بہت سی فضائل کی چیزیں منقول ہیں۔ بعض سنی متاہل اور ناواقف حضرات بھی اس سے مواد اخذ کرتے ہیں حالانکہ یہ اخطب خوارزم کوئی قابل اعتماد آدمی نہیں ہے۔

اگر صاحب کتاب مذکور سلیم بن قیس ہیں تو بھی معاملہ صاف ہے اور اگر اخطب خوارزم کے مناقب یہاں مراد ہیں تو بھی بات واضح ہے کہ اخطب موصوف زیدی شیعہ ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے ”تحفہ اثنا عشریہ“ میں اس امر کی تصریح کر دی ہے اس کا پورا حوالہ سابقاً دیا گیا ہے اور ابن تیمیہ نے بھی اس پر سخت جرح کی ہے۔

اس کی تمام عبارت ہم نے ابو بکر البیہقی کی روایت کے تحت قبل ازیں مفصل لکھی ہے۔ وہاں رجوع کر لیا جائے۔ یہ شخص کوئی لائق اعتماد نہیں ہے جس کی روایت کو بغیر تحقیق کے قابل قبول تسلیم کیا جائے اگر اس کی روایت با سند میسر ہو جائے تو قواعد ضوابط کے موافق نقد کر کے لی جائے گی۔ یہاں سند ہی ندارد ہے۔ قصہ تمام شد۔

تتمہ بحث ینابیع المودۃ

واضح ہو کہ جیسے وفی المناقب کے الفاظ سے چند روایات بے سند لکھ دی ہیں۔ اسی طرح مزید بھی چند ایک روایات اس باب میں لکھی ہیں۔ اور وہ بھی سب بے سند درج ہیں اور جن کتب کا حوالہ دیتے ہیں وہ بھی کوئی با سند کتابیں نہیں ہیں۔ وہاں بھی نقل و نقل بدل رہی ہے مثلاً معالم الحرة از حافظ عبد العزیز الانحر اور مودة القرنی للمدانی وغیرہ۔ اب اس قسم کی بے سند روایات کو جو غیر معتد علیہ کتب سے فراہم کی گئی ہیں بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے اس طریقہ سے قبول روایت کے باب میں جو قواعد کی کتابیں تدوین کی گئی ہیں وہ سب بلا ضرورت اور بیکار ٹھہرتی ہیں۔ ان هذا الا هو خسران مبین

البتہ یہاں ایک کتاب ”مسند بزار“ جس کا حوالہ اس باب میں ثقلین کے متعلق پیش کیا گیا ہے اس کو آسانی سے رد نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ہمارے محدثین میں بڑے پایہ کے صاحبِ سند عالم ہیں اس کے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ مقام ”ثقلین“ میں دو جگہ صاحب ینابیع نے محدث بزار کے حوالہ کو درج کیا ہے ایک ص ۳۷ ج ۱ پر ان الفاظ کے ساتھ کہ :

روی البزار ولفظہ فی ترک فیہ الثقلین یعنی کتاب اللہ
وعترتی اہد بیہی وانکم لن تصلوا ان تمسکم بہما۔ دوسرے مقام ص ۳۱
پر لکھتے ہیں واخرج البزار فی مسندہ عن ام ہانی بنت ابی طالب قالت رجع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حجتہ حتیٰ ترل بغدیر خم ثم
قام خطیباً بالہاجرۃ فقال ایہا الناس انی اوشک ان ادعی فاجیب
وقد ترکت فیکم الہ

پہلے حوالہ میں صحابی کا نام نثار دے رہے کہ کون صحابی روایت کرنے والے ہیں دوسرے
حوالہ میں یہ تصریح ہے کہ ام ہانی سے یہ روایت منقول ہے۔ اس تفصیل کے بعد یہ عرض
کرنا ہے کہ ہم نے اپنی جگہ مسند بزار کی روایات کی تحقیق کے سلسلہ میں یہ کوشش کی
تھی کہ مسند موصوف سے سب سندیں مل جائیں لیکن اس میں صرف حضرت علی و حضرت
ابو ہریرہؓ کی روایات تو دستیاب ہو گئی ہیں چنانچہ ہم ان کو اپنے اپنے مقام میں زیر بحث
لائے ہیں وہ سندیں صحیح نہیں ہیں رواقہ پر جرح قدح مفصل درج کر دی گئی ہے مسند
بزار (متوفی ۲۹۲ھ) کی بحثیں دوبارہ ملاحظہ فرمانے سے تسلی ہو جائے گی۔ ام ہانیؓ کی
روایت مذکورہ اور عند البعض عبد الرحمن بن حوف کی روایت

یہ ہر دو مسند بزار سے نہیں ملتیں یہ پیر محمد ڈاکے کتب خانہ (سندھ)
ضلع نواب شاہ میں اس کا ایک نسخہ موجود ہے لیکن پوسیدہ ہے اس نسخہ میں بھی یہ
دونوں روایات مفقود ہیں۔ دوسرا نسخہ حیدر آباد دکن کے ایک کتب خانہ میں محفوظ
ہے ہم نے ہر دو سندیں (حضرت علی و حضرت ابو ہریرہؓ) والی روایات کی حضرت
مولانا مفتی رحیم الدین صاحب شیخ التقیہ جامعہ نظامیہ (شبلی گنج) کی وساطت سے
حاصل کی ہیں ان کے ہاں بھی مزید کسی صحابی سے یہ روایت نہیں مل سکی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ عدم ذکر الہی سے ذکر عدم الہی تو لازم نہیں آتا ہو
سکتا ہے کہ کسی دوسرے نسخہ میں یہ ام ہانی کی روایت مندرج ہو تو اس کا جواب بالکل
سہل ہے۔ ثقلین کو واجب التمسک قرار دینے والے احباب تھوڑی تکلیف فرما
کر صحیح نسخہ تلاش کر کے اس سے ام ہانی کی روایت کی مکمل سند فراہم کر دیں
اگر سند صحیح ہوئی تو اپنی غلطی کا اعتراف کرنے میں دریغ نہیں کریں گے۔ اگر یہ

نہ ہو سکے تو امید ہے ہم کو بھی بلا سند اور غیر صحیح روایات تسلیم کر لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

رسالہ ہذا کے آخری حصہ میں ہم چند تنبیہات ذکر کرنا چاہتے ہیں جن میں بحث ثقلین کی متعلقہ چند ضروری چیزوں کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ جیسے رسالہ ہذا کی ابتداء میں چند ”ضروری تنبیہات“ ثبت کی گئی ہیں۔ اسی طرح یہاں آخر رسالہ میں ان تنبیہات کا اندراج بھی ضروری امر ہے۔

تنبیہ اول

ثقلین کی روایت کا جو معنی اور مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ یہ ہم نے اپنی جانب سے تصرف اور تغیر کر کے نہیں پیدا کیا بلکہ مہرور علماء اہل سنت کا مسلک یہی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس میں کتاب اللہ کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کتاب اللہ کی اطاعت واجب قرار دی گئی ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور اولاد (جن کو اہل بیت سے تعبیر کیا گیا ہے) کے متعلق اُمت کو یہ وصیت فرمائی گئی ہے کہ ان کے ساتھ مودۃ و محبت و عمدہ سلوک و حسن معاملہ کیا جائے اور ان کے حقوق کی رعایت کی جائے ان پر مظالم اور سختی نہ کی جائے اور روایت ہذا میں اہلبیت اور ازواج مطہرات کے حق میں یہ حکم موجود نہیں ہے کہ ان کے ساتھ تمسک واجب ہے یا ان کی اطاعت بالامستقل واجب ہے، یا یہ کہ جو ان کے ساتھ تمسک نہ کرے گا۔ وہ گمراہ ہوگا ہدایت نہ پاسکے گا وغیرہ وغیرہ۔

اور مدعیان حسب اہلبیت نے جو اس روایت کا معنی تجویز کیا ہے کہ قرآن مجید کتاب اللہ کی طرح اہلبیت کی اطاعت اور تابعداری واجب ہے۔ اور اہلبیت کتاب اللہ کی طرح خطا سے معصوم ہیں۔ روایت ہذا کا یہ مطلب صحیح نہیں

ہے بلکہ اس روایت ثقلین کا مفہوم وہی صحیح ہے جو جمہور اہلسنت نے بیان کیا ہے۔ اس پر ہم چند ایسے مؤیدات پیش کرنا چاہتے ہیں جن سے ہمارے دوستوں کو بھی انکار نہ ہوگا اور وہ ان کے مسلمات میں سے ہوں گے۔

تائید اول

شیخہ علماء کی مشہور کتاب کشف الغمہ (از عیسیٰ اریلی) کے صفحہ ۱۶ (مطبوعہ ایران) پر زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ثقلین کی متعلقہ مفصل روایت مروی ہے۔ یہ روایت بڑی طویل و عریض ہے) اس میں مندرج ہے۔

”فلما نذرنا الثقلان حتى قام رجل من المهاجرين فقال يا بني انت وامي ما الثقلان؟ فقال الاكبر منهما كتاب الله سبب طرف بيد الله عز وجل وطرف بايديكم فتسكوا به لا تزلوا ولا تفصلوا ولا تضرمتمهما عتري لا تقتلوا هم ولا تقهروا هو فاني سأت اللطيف الجبار يردوا على الحوض فاعطاني قفا صرا قاهري وخاذ لهما خاذلي ووليتهما ولي وعد وهاعد وى۔ (کشف الغمہ ص ۴۶) مع ترجمہ فارسی ترجمہ المناقب طبع جدید ایران (کشف الغمہ صفحہ ۶۷ جلد ۱ مع ترجمہ فارسی ترجمہ المناقب طبع جدید ایران)

اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جب ثقلین کا بیان فرمایا تو ہم ثقلین کا مطلب نہ سمجھ سکے۔ حتیٰ کہ مہاجرین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کیا خدا ہی ذات می ثقلین کیا چیز ہے؟ تو جناب نبی کریمؐ نے فرمایا ان دونوں میں سے بڑی چیز تو اللہ کی کتاب ہے اس کی ایک جانب اللہ کریمؐ کے ست قدرت میں ہے دوسری تمہارے ہاتھوں میں ہے پس اس سے تمسک کرو گے تو نہ پھسلو گے اور نہ ہی گمراہ ہو گے۔ اور ان دونوں ثقیل چیزوں میں سے جو اصغر ہے۔ وہ اولاد بنی ہے۔ ان کو قتل نہ کرنا۔ ان پر قہر و تشدد نہ کرنا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ یہ مجھے حوض پر ملیں تو یہ سوال منظور ہوا۔ ان پر قہر کرنا ان کو

رسوا و ذلیل کرنا گویا میرے ساتھ یہ معاملہ کرنا ہے جو دونوں بھاری چیزوں کا دوست ہے۔ وہ ہمارا دوست ہے جو ان کا دشمن ہے، وہ ہمارا بھی دشمن ہے۔

اہل انصاف کی خدمت میں گزارش ہے کہ کشف الغمہ کی روایت اہل میں کس صراحت کے ساتھ یہ مضمون موجود ہے کہ ثقلین میں سے کتاب اللہ کے ساتھ تمسک کرو گے۔ اس کو اخذ کرو گے تو تمہارا قدم نہ پھسلے گا اور نہ تم گمراہ ہو گے اور ثقلین میں سے جو اصغر ہے اس کو قتل نہ کرنا ان پر سختی اور تہر نہ کرنا جو ان سے یہ معاملہ کرے گا گویا اس نے ہمارے ساتھ یہ معاملہ کیا۔ ان کے ساتھ دوستی یا عداوت ہمارے ساتھ دوستی یا عداوت ہے، مختصر یہ ہے کہ کتاب اللہ کے متعلق اخذ اور تمسک کرنے کا ارشاد ہوا ہے تاکہ گمراہی نہ آئے اور اہلبیت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم صادر ہوا ہے ان کی وجوب اطاعت کا حکم نہیں ہوا۔

ناظرین کرام خود و خو من فرما کہ کشف الغمہ کی روایت مندرجہ بالا کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ جو اہلسنت علماء کرام نے روایت ثقلین کا مفہوم بیان فرمایا ہے کیا اس کی پوری طرح تائید ہوتی ہے یا نہیں؟

تائید ثانی

دوستوں کے مشہور فاضل علی بن ابراہیم قمی اپنی مشہور ”تفسیر قمی“ پارہ چوتھا آیت ۵۹ یوم تبییض وجوہ و تسود وجوہ کے تحت ایک روایت لائے ہیں۔ اس روایت کو نمبر روایات (پانچ جھنڈوں) والی روایت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ روایت بھی صاف بتلائی ہے۔ روایت ثقلین کا جو مفہوم اہل سنت نے بیان کیا ہے وہی درست اور صحیح ہے۔ شیعہ حضرات جو مدعی اور مقصد اس روایت سے ثابت کرنے کے خواہاں ہیں وہ ہرگز درست نہیں ہے۔ ذیل میں پہلے روایت درج کی جاتی ہے اس کے بعد اس کا ترجمہ جو شیعہ دوستوں کے مشہور مولوی مقبول احمد صاحب دہلوی نے اپنے حواشی کے حتمہ جات میں لکھا

ہے وہ بلفظ پیش خدمت ہے۔ منصف طبائع انصاف خود فرما سکیں گے ہائی
تشریحات کی حاجت نہ ہوگی۔

ثم ترو على راية مع امام المتقين وسيد المسلمين وقائد
الغز المحجلين ووصي رسول رب العالمين فاقول لهم ما
فعلكم بالثقلين من بعدى فيقولون اما الاكبر فاتبنا واطعنا
فاما الاصغر فاجينا ووالينا وازرنا ونصرناه حتى اهرقت
فيه دما لنا فاقول ردوا الجنة رداء مرويين مبيضة وجوهكم
ثم تلا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم تبيض وجوه وتسود وجوه
(تفسير قمی، صفحہ ۵۹ طبع ایران)

ترجمہ: حضور علیہ السلام نے فرمایا، پھر پانچواں سمجھنا امام المتقین سید الوصیین قائد
غز المحجلین وصی رسول رب العالمین کا میرے پاس وارد ہوگا۔ میں ان سے
دریافت کروں گا کہ تم میرے بعد "ثقلین" کے ساتھ کس طرح پیش آئے
وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ثقل اکبر کی ہم نے پیروی اور اطاعت کی اور
ثقل اصغر سے ہم نے محبت و موالاة کی اور ان کو یہاں تک مدد دی کہ ان کے
بارے میں ہمارے خون تک بہا دیئے گئے۔ پس ان سے میں کہوں گا کہ تم
سیر و سیراب ہو کر سفید رو بن کر جنت میں چلے جاؤ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں۔

(ضمیمہ صفحہ ۵۸ از مولوی مقبول احمد صاحب بلوی)

قمی کی اس روایت نے مسئلہ صاف کر دیا کہ اطاعت اور تابعداری کا حکم ثقل
اکبر (کتاب اللہ) کے لیے مخصوص ہے اور ثقل اصغر (اہل بیت) کے ساتھ محبت
اور دوستی کرنے کا ارشاد تو ہے لیکن ان کی مستقل اطاعت اور وجوب التمسک کا
حکم نہیں ہے۔

تائید ثالث

اب تیسری تائید میں ہم امام حسن رضی اللہ عنہ کی وہ روایت (ارشاد نبوی) نقل کرتے ہیں جو انہوں نے خود حضور علیہ السلام سے نقل فرمائی ہے اور ایک منکرین کی جماعت پر امام موصوف نے یہ بطور احتجاج پیش کی ہے۔ دوستوں کے مسلم مجتہد شیخ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی نے اس کو اپنی تصنیف الاحتجاج صفحہ ۱۳۹ میں راجع فرمایا ہے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

قال (سیدنا الامام الحسن) انشد کربا لله اعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال في حجة الوداع ايها الناس اني قد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده كتاب الله وعترتي فاحلوا لاهله وحرموا حرامه واعلموا بحكمه وامروا بسننه وقولوا متابعا لتزل الله من الكتاب واحبوا هلى ميته وعترتي والوا من والاهم وانصروا على من عاداهم وانهمالوا بيزا لافيهكم حتى يردا على المحوض يوم القيامة۔

(احتجاج طبرسی صفحہ ۱۳۹)

(احتجاج الحسن بن علی علی جماعت من المنکرین)

یعنی امام حسنؑ نے اپنے منہ بکین کو قسم دے کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا اے لوگو! میں تم میں اس چیز کو چھوڑا ہے جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری اولاد ہے۔ کتاب اللہ کے حلال کو حلال جانو اور اس کے حرام کو حرام جانو اور اس کے محکم کے ساتھ عمل کرو اور متشابہ پر ایمان رکھو اور کہو کہ اللہ نے جو کتاب اتاری ہے اس کے ساتھ ہم ایمان لائے۔ اور اہل بیت کے ساتھ محبت رکھو اور جو شخص ان کے ساتھ دوستی رکھے اس کے ساتھ دوستی رکھو اور جو ان کے ساتھ دشمنی رکھے اس کا خلاف کرو اور یہ دونوں تم میں

رہیں گے حتیٰ کہ قیامت کے روز میرے پاس حوض پر پہنچیں۔
 اس فرمان میں بھی کتاب اللہ کے ساتھ عمل درآمد کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اہل بیت
 کے متعلق موالاة اور دوستی کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ لیکن ان کی وجوب اطاعت
 اور وجوب تمکک کا کوئی حکم نہیں صادر فرمایا گیا تو ان تمام مندرجہ بالا روایات سے صاف
 معلوم ہوا کہ روایت ثقلین کا جو مفہوم جمہور اہلسنت علما نے بیان کیا ہے۔ وہی درست
 ہے اور شیعہ حضرات کا مدعی اس روایت سے ہرگز ثابت نہیں ہے۔

تنبیہ ثانی

شیعہ احباب ”روایت ثقلین“ کا جو کچھ مفہوم بیان کیا کرتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے۔
 ۱۔ ”الطبیبیت“ کتاب اللہ کی طرح واجب الطاعت ہیں اور لازم التمسک ہیں
 ”محبت شرعی“ ہونے کے لحاظ سے کتاب اللہ اور الطبیبیت میں کوئی فرق نہیں
 ہے جو شخص ان دونوں کے ساتھ تمکک کرے گا وہ ناجی ہوگا جو ان دونوں کے
 ساتھ تمکک نہ کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔

۲۔ نیز روایت لہذا میں الطبیبیت سے مراد صرف بارگاہ امام ہیں جن کی تابعداری کرنا
 اور ان کے احکام پر عمل کرنا کتاب اللہ کی طرح لازم ہے۔
 ”روایت ثقلین“ کا اگر یہ مفہوم صحیح ہے جو ان دوستوں نے تجویز کیا ہے تو
 پھر قدرتی طور پر چند سوالات وارد ہوں گے جن کا تسلی بخش جواب پیش کرنا دوستوں
 کے لیے لازم ہے اور ان کے متعلق ان مہربانوں کو اپنی جگہ غور و فکر کرنا ضروری امر ہے

اول

پہلی یہ چیز قابلِ توجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان جاری
 فرمایا ہے۔ اس وقت روایت لہذا کے خطاب (اتی تارک فیکم) میں خود اہل
 بیت نبیؐ ”و عزرت رسول“ و ”عمر رسول“ مخاطب ہیں یا نہیں؟

اگر باقی مخاطبین کی طرح وہ بھی اس خطاب کے مخاطب ہیں اور یہ خطاب ان کو بھی شامل ہے؟ تو سب سے پہلے یہاں اتباع لنفسہ و اطاعت لذاتہ کا مطلب قابل وضاحت ہے۔ اس کو حل کرنا چاہیے؟ نیز یہ بھی بتلایا جائے کہ:

- ۱۔ عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباسؓ اور
- ۲۔ عقیل برادر حضرت علی المرتضیٰ نے صدیق اکبرؓ کے ساتھ بیعت کر کے روایت ہذا کے فرمان کے خلاف کیسے عمل درآمد کر دیا۔
- ۳۔ خود حضرت علیؓ نے آخر کار صدیق اکبرؓ سے بیعت کر کے فرمان ہذا کو کیوں فراموش کر دیا۔

- ۴۔ سیدنا امام حسنؓ اور
- ۵۔ سیدنا امام حسینؓ نے امیر معاویہؓ سے بیعت کر کے اس فرمان رسالت کو کیوں متروک العمل ٹھہرا دیا۔

- ۶۔ خود امام حسینؓ نے اپنے برادر حقیقی امام معصوم امام حسنؓ کا اتباع نہ کر کے اس حدیث کا خلاف کیسے کر ڈالا؟ اور امیر معاویہؓ سے بیعت کر لی۔

- ۷۔ حضرت علیؓ کے صاحبزادہ محمد بن الحنفیہؓ نے امام برحق امام زین العابدینؓ کی امامت تسلیم نہ کر کے اس حکم کو کیسے پس پشت ڈال دیا؟

- ۸۔ اور امام حسنؓ کے صاحبزادے حسن ثنیؓ نے اپنے دعوئے امامت کے دوران میں امام برحق (زین العابدینؓ) کی امامت کا عملاً انکار کر کے اس روایت شعلین کو کیوں چھوڑ دیا؟

- ۹۔ اسی طرح زین العابدینؓ نے حسن ثنیؓ کو امام نہ تسلیم کر کے اس ارشاد کی مخالفت کیوں کر ڈالی ہے؟ حالانکہ حسن ثنیؓ اولاد علی و عترت نبی و نسل بتول ہے،

جس کے اہلبیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱۰۔ اور زین العابدین کے صاحبزادے امام زید نے اپنے وقت کے امام محمد باقر

کی امامت کا انکار کر کے اس نبوی حکم کو عملاً کیوں فراموش کر دیا؟

۱۱۔ اسی طرح جناب محمد باقرؑ نے اپنے برادر حقیقی امام زید کی امامت کو نہ تسلیم کر

کے اس نبوی حکم کو کیوں عملاً چھوڑ دیا؟

۱۲۔ اور محمد بن عبد اللہ محض بن حسن المثنیٰ ابن امام حسنؑ نے اپنی امامت کا دعویٰ

کے جعفر صادقؑ کو امام تسلیم نہ کرتے ہوئے اس فرمان رسالت کو کیوں متروک

اعمال بنا دیا؟

۱۳۔ اسی طرح امام جعفر صادقؑ نے حسن مثنیٰ کی اولاد شریف (محمد بن عبد اللہ محض)

کی امامت نہیں تسلیم کی حالانکہ یہ لوگ اولاد علیؑ، عترت نبی و نسل بتولؑ ہیں

ان کی اطاعت نہ کرنا نبوی فرمان کا خلاف کرنا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کا

مقتضیٰ ہے۔ جعفر صادقؑ کا یہ خلاف کرنا کیسے جائز ہوا؟

۱۴۔ ابراہیم بن عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ ابن امام حسنؑ نے امام وقت جعفر صادقؑ کی

امامت نہ تسلیم کر کے روایت لہذا (ثقلین) کی کیسے مخالفت کر دی۔

حاصل یہ ہے کہ ان چودہ عدد "قرابت داران رسولؑ" اور عترت رسولؑ

اور اہلبیت رسولؑ "اولاد علیؑ" و آل بتولؑ نے ہی روایت ثقلین کے مجوزہ مفہوم

کے ہمیشہ خلاف عمل درآمد کیا ہے اور انہوں نے اہلبیت و عترت کی اتباع کو

لازم اور واجب نہیں قرار دیا بلکہ غیر اہلبیت کی اتباع کر ڈالی تو دوسری امت

کو اس روایت پر عمل کی تلقین کرنا اور دعوت دینا کہاں تک صحیح اور درست ہے۔

ایک جملہ معترضہ

شیدہ دوستوں کی ایک کتاب "مصباح انظم" ہے نواب امداد صاحب

نیس پٹنہ اس کے مصنف ہیں۔ مجتہدین مکھنوں کی تصحیح و تکرانی کے ساتھ رام پور

میں نواب صاحب کے حکم سے طبع ہوئی تھی۔ اس کتاب میں اس چیز کو طرز کے طور پر بڑا دہرایا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ کا قول (حبنا کتاب اللہ بخیر وایت قسطا میں وارد ہے) بڑی قوی تاثیر رکھتا تھا یہ جملہ پولیٹیکل دماغ کی پیداوار تھی اس قول نے حدیث ثقلین کو بیکار بنادیا وغیرہ وغیرہ چنانچہ اس کے بعد چند ایک حوالہ جات بلقلم پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے خلاف ان تین چار لفظوں (حبنا کتاب اللہ) نے ایک ایسی نئی اسلامی دنیا قائم کر دی ہے کہ آج تک بڑے زوروں کے ساتھ قائم ہے ہر چند حضرت رسولؐ کا قول بڑی تاکید سے خبر دیتا ہے۔ مگر حضرت عمرؓ کے قول بالانے قول نبوی (ثقلین) پر اُمت کو عمل پیرا ہونے نہ دیا جس کے باعث ارشاد نبوی ایک قولی حیثیت تک محدود رہ گیا ہے۔

۲۔ اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

”یہ حدیث نبوی ڈیڈ لیٹر یعنی ایک مردہ قول کی طرح کتابوں میں حوالہ قلم پائی جاتی ہے اور اس سے زیادہ حیثیت کبھی اس کو حاصل نہیں رہی۔“

(مصابح انظلم صفحہ ۱۰ طبع اول)

۳۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کے اس قول (حبنا کتاب اللہ) نے بڑی کامیابی پیدا کی اس قول نے عملی طور پر حدیث ثقلین کو باطل کر ڈالا۔

(مصابح انظلم صفحہ ۱۲ طبع اول)

(۴) امر واقعی یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ کی پولیٹیکل قابلیت اپنا جواب نہیں

رکھتی حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کو ایک بہت بڑے مدبر ذہین اور بطین بزرگ تھے مگر حضرت عمر بن الخطابؓ کے پولیٹیکل دماغ سے کوئی نسبت نہیں رکھتے تھے حضرت عمرؓ کی کام تھا کہ صرف ایک مختصر قول (حبنا کتاب اللہ)

سے جناب رسول اللہؐ کی ”حدیث ثقلین“ کو بے اثر کر دیا

(مصابح انظلم صفحہ ۱۰ طبع اول)

نوٹ: یہ ہر جگہ حوالہ جات، الجزم لکھنؤ نمبر ۱۱-۱۲ جلد نمبر ۷، ص ۶۷-۶۸ المعروف
الرابع من المسائل میں مفصل درج ہیں تفصیلات وہاں ملاحظہ ہوں۔

صاحب ”مصباح الظلم“ بیچارے صرف سیدنا فاروق اعظم عمر بن الخطابؓ
کی ذات پر یہ الزام ڈالنا چاہتے ہیں کہ ان کے قول حسب کتاب اللہ کی وجہ سے روایت
ثقلین پر عمل درآمد متروک ہو گیا ہے۔ اور صرف اس قول نے روایت لہذا کو ڈیڑ لیٹر
بنادیا ہے حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف امر ہے۔ جناب پہلے آپ ہاشمی خاندان، آل
ابی طالب، اہل بیت رسول، آل بتول، اولاد علی، حضرات سے دریافت کیجیے کہ روایت
ثقلین کا (بقول شیعہ جو مفہوم و مقتضی ہے) اس کے موافق انہوں نے کہاں تک عمل
درآمد کیا ہے؟ کیا ان حضرات نے ہمیشہ اپنے اپنے دور میں وقت کے خلفاء کی بیعت
کر کے روایت لہذا کو عملی طور پر بیکار اور بے اثر نہیں بنایا؟

انصاف یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول نے اس روایت کو مردہ قول
نہیں بنادیا بلکہ ان ہاشمی حضرات مذکورین نے اپنے عمل اور کردار سے اس روایت
کو ڈیڑ لیٹر کی حیثیت دیدی ہے۔

بصورتِ دیگر

اگر روایت لہذا (تاریک فیکو کے خطاب میں خود اہل بیت و عترت و
قربت داران رسول صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب نہیں تو ان پر کس کی اتباع اور کس کی
اطاعت فرض ہے۔

اگر کہا جائے کہ کتاب اللہ و سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع اور
تأبیداری ان پر واجب ہے تو معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کونسی روایت ہے کہ جس میں
مخصوص اہلبیت و عترت نبوت کو خصوصی خطاب فرمایا گیا ہو اور دیگر امت کو وہاں
مخاطب نہیں بنایا گیا بلکہ مہربانی ایسی روایت کی نشاندہی ہونی چاہیے۔

اگر کوئی صاحب اس باب میں یہ موقف اختیار کریں کہ کتاب اللہ (قرآن مجید) اہلبیت کے لیے کافی ہے۔ اس میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی اطاعت اور تابعداری کے فرمان موجود ہیں تو ان کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ قرآن مجید میں تو سب مسلمانوں کو خطاب عام کے ساتھ کتاب و سنت کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں کسی مخصوص خاندان کے حق میں مخصوص حکم کا جاری ہونا مذکور نہیں ہے۔ فلہذا اگر کسی ایسی روایت کو تلاش کرنا ہوگا۔ جس میں صرف خاندان نبوت کو ہی کتاب و سنت کی پیروی کا حکم دیا گیا ہو۔

دوم

اس کے بعد یہ عرض ہے کہ ان دو سنتوں کے نزدیک روایت انہما میں اہلبیت سے مراد صرف بارۃ امام ہیں جن کا عدد حضرت علیؑ سے شروع ہو کر امام مہدیؑ پر ختم ہوتا ہے۔

۱۔ اب پہلے یہاں یہ دریافت کرنا ناموزون نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اہل بیت سے کیوں خارج ہیں؟ حالانکہ اہلبیت کا اطلاق ازروئے لغت عرب زوجہ پر بالکل صحیح ہے اور ازروئے قرآن مجید بھی اہلبیت کا اطلاق زوجہ پر بالکل درست ہے جیسے سورۃ ہود بارہواں پارہ میں ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کے ذکر میں فرمایا گیا ہے۔ (رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت) یہاں قطعی طور پر فریقین کے ہاں حضرت ابراہیم کی بیوی کو اہل البیت کہا گیا ہے۔ اور پارہ بیسواں سورۃ قصص کے پہلے رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا قول مذکور ہے کہ (هل اذکم علی بیت یکفلونہ) لکھو ہم لہ (ناصحون) یہاں بھی حضرت موسیٰ کے والد عمران کی بیوی کو اہلبیت سے تعبیر کیا گیا ہے اور فریقین کے نزدیک ٹھیک ہے۔

جب ازروئے لغت عرب اور قرآن مجید کے اطلاقات کے موافق ازواج

”مطہرات“ اہلبیت کے مفہوم میں داخل ہیں تو ان کو اہلبیت کے ”اصلی معنی“ اور ”حقیقی مصداق“ سے کیوں خارج کیا جائے۔

۲۔ دوسرا اشکال یہ درپیش ہوتا ہے کہ اگر اہلبیت سے مراد صرف بارگاہ امامیہ جاتے ہیں تو حضرت فاطمہؑ بھی اہلبیت سے خارج ہوتی ہیں۔ حالانکہ کون صاحب علم و دانش مسلمان ہے جو حضور کے اہلبیت سے آپ کی صاحبزادیوں کو بھی خارج قرار دے جب ”بیبیاں“ بھی اہلبیت سے خارج ہوں اور ”لڑکیاں“ بھی اہلبیت سے خارج ہوں تو کون اہلبیت رہ گیا؟ اور اگر داماد نبی اہل بیت میں شامل ہیں تو حضرت علیؑ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ تینوں اہلبیت میں واجب الاتباع ہوں گے۔

۳۔ تیسری یہ گزارش ہے کہ اگر اہلبیت سے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مراد ہے جیسا کہ روایت لہذا کے بعض طرق میں عترتی کے الفاظ وارد ہیں تو اس لحاظ سے ثقل اول کتاب اللہ ہے اور ثقل ثانی حضور علیہ السلام کی اولاد مبارک ہوئی پھر جتنی اولاد ہوئی اس روایت ثقلین کے مفہوم کے اعتبار سے تمام کی تمام واجب الطاعت ہوئی چاہیے۔ ایک قول کے تحت امام حسنؑ کے آٹھ صاحبزادے ہیں اور امام حسینؑ کے بالاتفاق چھ لڑکے اور باختلاف گیارہ کی تعداد ہے۔ پھر ہر ایک کی اولاد در اولاد تا اس دو تک شمار کر لی جائے۔ اسی طرح امام زین العابدینؑ کی اولاد دس یا گیارہ صاحبزادے ہیں۔ پھر ان میں ہر ایک کی اولاد تا اس زمانہ تک لحاظ کر لی جائے۔ پھر امام محمد باقرؑ کی اولاد پانچ عدد ہیں پھر ان کی اولاد در اولاد ہمیشہ کے لئے شمار کر لی جائے اور امام جعفرؑ کے نو عدد بیٹے ہیں پھر ان کی اولاد تا زمانہ حال گن لی جائے علیٰ ہذا القیاس امام حسنؑ عسکریؑ کی اولاد تک اسی طرح تمام نسل در نسل کا حساب لگایا جائے یہ اولاد جو سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسب شریف

سے ہے یہ سب عترت رسول اور آل بتول ہے روایت ہذا کے مفہوم کے اعتبار سے تمامہ واجب الاطاعت ٹھہرتی ہے۔

اگر عترت واجب المتک اور واجب الاطاعت ہے تو سب کی سب ہے۔ اگر عترت کی تابعداری لازم نہیں ہے تو عام کی نہیں ہے۔ اثناعشر یعنی بارہ عدد کی تخصیص و تعیین کے لیے کون سی نص قطعی موجود ہے؟ اگر اس تخصیص کی خاطر کوئی نص نہیں مل سکتی تو اہل بیت سے اثناعشر مراد لینا سراسر سینہ زوری ہے اور ادعاء بلا دلیل ہے۔

سوم

روایت کے مفہوم کا تقاضا یہ ہے کہ کتاب اللہ اور اہلبیت دونوں لوگوں کے سامنے قیامت تک موجود رہیں گے تاکہ لوگ کتاب اللہ پر عمل درآمد کر کے اہلبیت سے محبت و ولایت رکھ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو پورا کر سکیں مگر شیعی مسلمات کے اعتبار سے یہ دونوں چیزیں لوگوں کے درمیان سے مدتوں سے غائب ہیں۔ قرآن مجید کے ۲۶۹ آئہ میں امام صاحب ان کے گمان موافق فارسی من رائے میں غائب ہو گئے ہیں اب ۳۸۳ آئہ ہے مدۃ غیب و جہاد کا حساب لگا لیا جائے بنا بریں حالات اب پیغمبر کی تاکید نصیحت اور وصیت کو پورا کرنے کے لیے لوگوں کے ہاں کیا صورت ہو سکتی ہے؟ بینوا تو جبروا!

چہارم

ان دوستوں نے روایت ثقلین کا جو مطلب تجویز کیا ہے وہ اگر مع ہے تو اہل اسلام کے لیے واجب المتک اور واجب الاتباع صرف دو چیزیں ٹھہرتی ہیں ایک کتاب اللہ اور دوسری اہلبیت اور ”سنت نبوی“ کا واجب الاتباع ہونا مسلمانوں کے لیے ضروری نہیں رہتا حالانکہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک ”کتاب و سنت“ کا حجت شرعی ہونا بدایتہ مسلم ہے۔ نیز سنت نبوی کی ”جمہیت“ سے انکار کرنا تو

شیعی روایات کے اعتبار سے بھی درست نہیں چنانچہ ہم شیعہ کی ان روایات کو جو سنت نبوی کی مویذات میں وارد ہیں جمع کر کے رسالہ لہذا کے حصہ ثانی میں پیش کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہنچم

نیز یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ ان دوستوں کے ہاں عترت و اہل بیت کا واجب الاتباع ہونا متصوص من اللہ ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ روایت ثقلین کی وجہ سے پھر روایت لہذا سے استدلال کرنا یکساں رہے گا۔

Www.Ahlehaq.Com

www.jmmpak.tk

حدیث ثقلین

حصہ ثانی

حامدًا و مُصلِّیًا و مُسَلِّمًا

رسالہ ہذا کی ابتدا میں ہم نے ذکر کیا تھا کہ جمہور علماء اہل سنت و الجماعت کے نزدیک اطاعت صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی علی الاطلاق واجب اور لازم ہے۔ اس کے بغیر جن جن لوگوں کی اتباع اسلام میں لازم ہے وہ کتاب و سنت کے فرمان کے تحت ہے۔ مستقل طور پر کسی کی اتباع واجب نہیں ہے مسلمان حاکم کی اطاعت ہو یا والدین کی تابعداری یا اکابر امت و علماء دین کی فرما برداری وغیرہ وغیرہ یہ سب کتاب و سنت کی روشنی میں لازم ہیں۔ اور ان کی پیروی معروف بہترام میں ہوگی۔ ”محضیتہ“، یا کتاب و سنت کی مخالفت میں نہ ہوگی۔ یہ اصول ہمارے ہاں مسلم ہے۔

اور شیعہ احباب نے اس کے خلاف یہ اصول قائم کر رکھا ہے کہ ان کے نزدیک اہل بیت عترت رسول کی اطاعت بھی غیر مشروط اور مستقل طور پر کتاب اللہ کی طرح لازم ہے۔ اسلام میں جیسے کتاب اللہ ”حجت شرعی“ ہے۔ ٹھیک اسی طرح ان کے نزدیک ”اہل بیت“ بھی علی الاطلاق ”حجت شرعی“ ہیں۔ بلکہ ان ائمہ کرام کے لیے یہ حضرات پوری صراحت سے ”حجت“ کا لقب اختیار کرتے ہیں اصول کافی کا طویل باب ”کتاب النجۃ“ ہمارے اس بیان کا شاہد عادل ہے۔ ان حضرات کے ہاں ان دونوں (کتاب اللہ و اہل بیت) میں واجب اتباع ہونے اور معصوم ہونے

کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ ملاحظہ ہو تفسیر مجمع البیان ابوعلی طبرسی صفحہ ۲۲۹ طبرستان
سخت آیتہ اہل الامر منکم و تفسیر صافی از ملا حسن کاشی)

اس مسئلہ میں ان بزرگوں کی سب سے وزنی دلیل اور انتہائی قوی حجت وہ
روایت ثقلین ہے جس کی تفصیل بحث حصہ اول میں کر دی گئی ہے۔ یہ روایت متواتر
یا مشہور تو کچھ بھی نہیں ثابت ہوئی بلکہ اس کے اکثر و بیشتر طرق مجروح پائے گئے ہیں
زیادہ سے زیادہ یہ خبر واحد ہے اور وہ جس درجہ کی ہے وہ اپنی جگہ واضح ہے۔ مسلم
اور اس کی ہم الفاظ روایت کے سوا دیگر طرق کو متعدد علمائے متکرام اور ضعیف کہا
ہے اور جس دعوے کے اثبات کی خاطر اس کو بنیاد قرار دیا جاتا ہے اسے برگزینہ ثابت
نہیں کرتی۔ دعوے کچھ ہے اور اس پر جو دلیل لائی گئی ہے اس کی حقیقت اس مشہور
مثال سے زیادہ نہیں کہ ”سوال گندم اور جواب چنا“ ہمارے دوستوں کی روایت
ثقلین کے استدلال کی بجائے یہی نوعیت ہے۔“

اب اس مقام میں مجبوراً اہل السنۃ کے قاعدہ مذکورہ کے دلائل کی تفصیلات
پیش کرنے کا قصد ہے اللہ کریم تکمیل کی توفیق عنایت فرماویں۔ اصل بحث سے پیشتر
چند تشریحات ذکر کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

تشریح

(۱)

واضح رہے کہ اس مسئلہ کے اثبات کی خاطر سب سے پہلے ہم قرآن مجید
کی بارہ عدد آیات سے استدلال کریں گے۔ اور یہ استدلال اپنے مقام میں صریح
اور واضح ہوگا۔ کسی استنباط اور استخراج کی حاجت نہ ہوگی اور نہ ہی کوئی روایت ملا
کہ دلیل مکمل کرنے کی صورت پیش آنے لگی جیسا کہ ہمارے دوستوں کے استدلال
قرآنی ہوا کرتے ہیں کہ ایک روایت صحیح یا غیر صحیح ساتھ ملانے کے بغیر دلیل کا کوئی

جزو مرتب نہیں ہو سکتا۔ یہ حضرات اسی کو استدلال قرآنی کہہ دیا کرتے ہیں۔ گو واقعہ میں وہ صرف استدلال بالروایت ہوتا ہے۔

(۲)

دوسری یہ چیز ہے کہ اس مسئلہ میں اہل السنۃ کا اصل استدلال تو آیات قرآنی سے مربوط ہے۔ لیکن حضور سید الثقلین، امام القلیتین، بنی الحرمین صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ بھی اس مضمون کی تاکید و تائید کے لیے ہم پیش کیا کرتے ہیں۔ چونکہ ان احادیث نبوی کی رو سے آیات قرآنی کے مطالب کی تشریح اور توضیح مزید ہو جاتی ہے اس لیے اس اعتبار سے مقام استدلال میں ان روایات کو پیش کرنا بھی نہایت مفید ہے۔

(۳)

اس مسئلہ کے لیے کہ اسلام میں مسلمانوں پر بالاستقلال صرف دو چیزوں کی اتباع لازم ہے۔ ایک کتاب اللہ اور دوسری حضور نبی کریم کی سنت مقدسہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ان کے سوا مستقل طور پر کسی کی اطاعت واجب نہیں۔ فی الحال ہم بارگاہ (اشاعشر) حدیثیں پیش کریں گے چونکہ اشاعشر کے مبارک عدد کے ساتھ ہمارے دوستوں کو بدعوائے خویش بہت عقیدت ہے۔ اس لیے موزوں یہی ہے کہ جیسے قرآنی آیات بارہ عدد یہاں مقام استدلال میں پیش ہوں گی اسی طرح احادیث بھی بارہ عدد ہی پیش خدمت کی جائیں گی۔

(۴)

تیرہ چیز ذہن نشین رہے کہ اس مقام میں بارہ عدد احادیث جو ہم پیش کر رہے ہیں۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کو ایک مشہور اور واضح وصیت ہے جو متعدد طرق سے مروی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑتا ہوں۔ جب تک

ان ہر دو کے ساتھ تک کر دو گے گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب اور سنت نبی ہیں۔
 محدثین میں یہ متداول حدیث ہے۔ بڑے بڑے اکابر علماء حدیث نے اس
 کی تخریج کی ہے۔ چنانچہ ہم ناظرین کرام کی سہولت کی خاطر ان مخرجین علماء کی ایک اجمالی
 فہرست یہاں درج کر دیتے ہیں۔

- ۱۔ امام مالک _____ متوفی ۱۷۹ھ
- ۲۔ ابن ہشام صاحب سیرۃ _____ ۲۸۱ھ
- ۳۔ ابن ابی الدنیا _____ ۲۱۸ھ
- ۴۔ ابن جریر طبری _____ ۳۱۰ھ
- ۵۔ الدارقطنی _____ ۳۸۵ھ
- ۶۔ الحاکم نسیا پوری _____ ۴۰۵ھ
- ۷۔ ابونعیم اصفہانی _____ ۴۳۰ھ
- ۸۔ ابوالنصر السجزی _____ ۴۴۴ھ
- ۹۔ البیہقی _____ ۴۵۸ھ
- ۱۰۔ ابن عبدالبر _____ ۴۶۳ھ
- ۱۱۔ ابن حزم (الاحکام فی اصول الاحکام) _____ ۴۵۶ھ
- ۱۲۔ خطیب بغدادی (القیامہ والمتفقہ) _____ ۴۶۳ھ
- ۱۳۔ کتاب السنۃ (محمد بن نصر المروزی) _____ ۴۹۴ھ

ان کبار علماء نے اس روایت کو اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنی تصانیف میں درج
 کیا ہے۔ آئندہ سطور میں ان محدثین کے الفاظ میں پوری حدیث تحریر کی جا رہی ہے۔

(۵)

یہاں یہ گزارش کر دینا فائدہ سے خالی نہیں ہے کہ مذکورہ روایت کے بیان کرنے
 والے علماء کی جو ہم نے فہرست درج کی ہے یہ تمام علماء خود صاحب اسناد ہیں۔

دوسرے محدثین سے نقل درنقل کرنے والے علماء نہیں۔ پھر ان لوگوں سے اس روایت کو نقل کرنے والے علماء بے شمار ہیں۔ بے حد مصنفین اور شارحین نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔ ہر قرن میں ہر دور میں یہ نقل جاری رہی ہے لیکن ہم نے نقل درنقل کرنے والے علماء مؤلفین کے حوالہ جات کو قصداً جمع نہیں کیا اس لیے کہ اس روش سے تصنیف ان کا حجم ضخیم کرنے کے لئے حوالہ جات کی کثرت تو پیدا ہو سکے گی لیکن کثرت اسانید نہیں حاصل ہوگی۔ جو اصل مقصد میں مفید ہے بنا بریں ہم نے یہ بے اصولی طرز ہی اختیار نہیں کی۔ سچوں قسم کی بے اصولیاں اور بے قاعدگیاں دوسرے دوستوں کو مبارک ہوں جیسا کہ ”عجقات الانوار“ میں اس کی ضخامت بڑھانے کے لیے بہت کچھ بے فائدہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔ جس میں نقل درنقل اندوختہ کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہے۔

(۶)

اب اصل مسئلہ کے دلائل ہم شروع کرتے ہیں اولاً اللہ کی کتاب سے دلائل ذکر ہوں گے وہ بارہ عدد آیات قرآنی ہیں اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے دلائل تحریر کئے جائیں گے۔ وہ بھی بارہ عدد احادیث ہیں۔ پھر اثناعشروں کی کتابوں سے ائمہ کرام کے فرمودات اصل مسئلہ پر بطور تاکید پیش کئے جائیں گے۔ وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بارہ عدد ہیں۔ تاکہ دوستوں کو اثناعشر کے عدد سے قلبی استراحت حاصل رہے

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

ۛۛۛ

کتاب اللہ سے استدلال

قرآن مجید میں جہاں اللہ جل مجدہ کی اطاعت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ وہاں اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقل اطاعت کا ذکر بھی ساتھ ساتھ موجود ہے اور ان ہر دو اطاعت کا متصلاً ذکر قرآن مجید میں قریباً انیس مقامات میں پایا گیا ہے پھر ان مقامات میں سے خاص وہ مقام جہاں صیغہ امر کے ساتھ اطاعت کا حکم فرمایا ہے وہ حسن اتفاق سے اثناعشر مقام ہیں۔

پھر ان اثناعشر مواضع میں سے ایک جگہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد اولو الامر کی اتباع کا حکم بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ عنقریب آیتہ نذاکی بقدر ضرورت تشریح باقی آیات کے آخر میں درج ہوگی اور یہ چیز بھی مسلمات میں سے ہے کہ اللہ جل شانہ کی اطاعت کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن مجید کی اطاعت کی جائے اور اس کے ساتھ مسک کیا جائے اور رسول کی اطاعت کا مقصد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ کو اخذ کیا جائے اور اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

(۱) قال فی روح المعانی فان المراد باطاعة الله العمل بالكتاب

و باطاعة الرسول بالعمل بالسنة (روح المعانی ص ۳۳۷ جلد ۲)

(۲) حضرت علیؓ جو فرمان نبج البلاغہ صفحہ ۲۴ جلد ۲ میں وارد ہے وہاں بھی اس امر کی تصریح موجود ہے۔ آئندہ شیعی مسلمات کے ماتحت یہ فرمان مرتضوی بھی نمبر چہارم میں مندرج ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب ذیل میں وہ آیات ملاحظہ ہوں جن میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا بعینہ حکم صادر فرمایا گیا ہے۔

آیت اول

قل اطيعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا يحب

الکافرين۔ (سورہ آل عمران رکوع چہارم پارہ سوم)

”یعنی آپ فرما دیجیے کہ تم اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور رسول کی پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں سو اللہ تعالیٰ ان کافروں سے محبت نہیں کرتے۔“

آیت دوم

واطيعوا الله والرسول لعلکم ترحمون

(سورہ آل عمران رکوع چہارم پارہ چہارم)

یعنی اور طاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی امید ہے تم رحم کئے جاؤ گے۔“

آیت سوم

واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحدہ روا فان توليتم

فاعلموا انما علی رسولنا البلاغ المبين۔

(سورہ المائدہ رکوع ۱۲ پارہ ہفتم)

یعنی ”اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور

بچتے رہو۔ پھر اگر تم اعراض کرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر۔“

آیت چہارم

فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم واطيعوا الله ورسوله

ان کنتم مومنین۔ (سورہ انفال رکوع یکم پارہ نہم)

”یعنی سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور

اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔“

آیت ششم

یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ ورسولہ ولا تولوا
 عنہ وانتم تسمعون - (سورۃ انفال رکوع سوم پارہ نم)
 ”یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور
 اس کے کہا ماننے سے روگردانی مت کرو سن کر“

آیت ششم

واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب
 ربکم - (سورۃ انفال رکوع ششم پارہ دہم)
 ”یعنی“ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نزاع
 مت کرو ورنہ تم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

آیت ہفتم

قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ
 ما حمل وعلیکم ما حملتہ - (سورۃ فور رکوع ہفتم پارہ ۱۸ شہدیم)
 ”آپ فرمائیے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو اس رسول کی
 پھر اگر تم لوگ روگردانی کرو گے تو رسول کے ذمہ وہ ہے۔ جس کا ان پر بار رکھا گیا
 اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا۔

آیت ہفتم

واقمن الصلوۃ واتین الزکوۃ واطعن اللہ ورسولہ
 واللہ خبیر بما تعملون - (سورۃ احزاب رکوع چہارم پارہ بہت دہم)
 ”یعنی“ اے پیغمبر کی پیروی اتم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو
 اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو“

آیت نہم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا
أَعْمَالَكُمْ - (سورۃ محمد رکوع ۴ پارہ ۲۶ بسمت و ششم)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت
کرو اور اپنے اعمال کو برباد مت کرو۔

آیت دہم

فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ - (سورۃ مجادلہ رکوع ۲ پارہ ۲۸ بسمت و ششم)
پس قائم رکھو نماز اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول
کی اللہ کو خبر ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

آیت یازدہم

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى
رُسُلِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ - (سورۃ تغابن رکوع دوم پارہ ۲۸)
اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو و پھر اگر تم اعراض کرو گے تو ہمارے رسول کے
ذمہ پہنچا دینا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا -

(سورۃ النساء رکوع ہشتم پارہ پنجم)

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم اس کے رسول کی

اطاعت کرو اور اولوالامر کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر کسی امر میں تم باہم اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دیا کرو اگر تم اللہ کے ساتھ اور رسول آخرت کے ساتھ یقین رکھتے ہو۔ یہ امر بہتر ہے اور باعتبار انجام کے خوش تر ہے۔

۶۶

ان تمام آیات قرآنی میں اس مسئلہ کو صاف کر دیا گیا ہے کہ اسلام میں مستقل اطاعت صرف اللہ جل مجدہ کی ہے۔ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے اور حضور کے وصال کے بعد آپ کی ”سنت مقدسہ“ کی اطاعت واجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر کے لیے ایک اشارہ بھی کافی ہے اور یہاں مقصد بڑا کی خاطر تو مکمل بارہ عدد اولی الامر کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اب غور کا مقام ہے کہ قرآن مجید کے ان تمام مواضع میں جہاں جہاں خدا و رسول کی اطاعت کا مسئلہ ذکر ہوا ہے۔ کہیں ایک جگہ بھی اہلبیت اور عترت کی اطاعت کا ذکر نہیں ملتا۔ (خواہ بالاستقلال ان کی اطاعت مراد لی جائے خواہ بالاتباع ہو) تو معاملہ بالکل واضح ہو گیا کہ اہل بیت و عترت کی اطاعت کا مسئلہ قرآن مجید میں کسی ایک مقام میں بھی مذکور نہیں۔ البتہ کسی روایت سے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے تو الگ بات ہے۔

اب یہ چیز قابل وضاحت ہے کہ قرآن مجید کی آیت ہذا (سورۃ نساء رکوع ہشتم پارہ پنجم میں جو اولوالامر کی اطاعت کا حکم موجود ہے۔

۱۔ یہاں اولوالامر کا مفہوم کیا ہے؟

۲۔ اس مقام میں اولوالامر سے کون مراد ہیں۔

۳۔ اگر یہاں دوستوں کے مقتضی کے موافق اولوالامر سے مراد ”ائمہ اثنا عشر“

ہوں تو کیا یہ معنی درست ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

یہ چند چیزیں قابل تفصیل ہیں۔ ذیل میں ان کی بعد ضرورت تفصیلات عرض

کی جاتی ہیں۔

۱۔ پہلی گزارش یہ ہے کہ لفظ اولو جمع من غیر لفظ ذوقی ہے۔ مگر میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اولو العلم، اولو الفضل اور "اولات" جمع مؤنث کے لیے مستعمل ہے اور یہ جمع بھی من غیر لفظ ہے۔ جب ذات کی جمع لانے کی ضرورت ہو تو اولات لایا کرتے ہیں جیسے "اولات الاحمال" (مختار الصحاح) اور امر کے معنی شئی اور حکم کے ہوتے ہیں اولو الامر یعنی حکم والا صاحب حکم۔

۲۔ دوسری چیز یہ ہے کہ آیت انہ اہل اولو الامر سے مراد جمہور اہل سنت کے نزدیک مسلمان حکام و مسلمان امراء ہیں اور اسلام کی شرط لفظ منکر سے خوب واضح ہے۔ بعض اہل العلم کے نزدیک علماء دین بھی اس سے مراد ہو سکتے ہیں جیسا کہ اسی سورت کے گیارہویں رکوع میں بڑے بڑے اہل علم صحابہ پر اولو الامر کا اطلاق پایا گیا ہے۔

وَاذْأَجَاءَ هُمُ امْرُؤٌ مِنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اذْ لَعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ
اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلَى اُولٰٓئِ الْمَرْسُوْلِيْنَ لَعَلِمَ الَّذِيْنَ يَسْتَبْطُوْنَہٗ مِنْہٗ
(سورۃ نساء رکوع ۱۱ پارہ ۵)

یعنی ان لوگوں کو کسی بات کی خبر پہنچی ہے خواہ امن کی ہو یا خوف کی تو اس کو مشورہ کر دیتے ہیں اگر یہ لوگ اس کو رسول کی طرف لوٹا دیتے اور ان لوگوں کی طرف جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں تو اس کو وہ پہچان ہی لیتے جو ان میں اس کی تحقیق کر لیا کرتے ہیں۔

ہر کیف مسلمان حکام و امراء ہوں یا علماء دین ہوں ان کی تعداد مقررہ نہیں ہے اور کسی خاص قبیلہ و خاندان کے لوگ مراد ہیں۔ جو بھی مسلمان امراء ہوں یا علماء ہوں۔ ان کی اطاعت کتاب و سنت کی روشنی میں لازم ہے اور یہ مضمون حدیث

شریف میں بھی وارد ہے فرمایا کہ:

ومن اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصا امیری فقد عصانی (مسلم)
و علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل بھی عوام میں بہت مشہور ہے۔

یعنی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

دوسری جگہ ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔
یعنی جس کی قدر و منزلت اور ان کا مقام قوم میں وہی ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کا تھا۔
اب قرآن و حدیث کی اس تعلیم میں حضور علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار اور
آپ کی اولاد سب شامل ہے۔ آپ کے اقارب یا اولاد میں کوئی حاکم یا امیر جن ور
میں ہو اس کی تابعداری لازم ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان شریف
کے علماء دین کی فرمانبرداری بھی لازم ہے جیسا کہ ان کے ماسوا علماء و احکام کی اتباع
واجب ہے۔ مگر مسلمان حاکم اور عالم دین کی اس اتباع کے ساتھ یہ شرط ہمیشہ
محفوظ ہے کہ ان کی اطاعت میں کتاب و سنت کی نافرمانی نہ پائی جائے جیسا کہ حد
میں وارد ہے کہ:

لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق، و انما الطاعة في المعروف

یعنی مخلوق کی اس چیز میں اطاعت نہ کی جائے جس میں خالق کی نافرمانی ہوتی ہو
اور تابعداری صرف بہتر کام میں جائز ہے۔ ان کے ہر کام کی چیز مشروط اتباع ہرگز
نہ کی جائے گی۔

مشاہیر علماء اور مصنفین نے اپنی تصانیف میں اس شرط کو بطور قاعدہ کے

مندرج کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

(۱) ثم ان وجوب الطاعة لهم ماداموا على الحق فلا يجب طاعتهم

(روح المعانی صفحہ ۶۶ جلد ۵)

فيما خالف الشرع۔

(۲) وَكَذَلِكَ حُكِمَ لَهُمْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي لَزُومِ اتِّبَاعِهِمْ
وِطَاعَتِهِمْ مَا لَمْ يَكُنْ مَعْصِيَةً۔

(احکام القرآن صفحہ ۲۵۸ جلد ۲ تحت باب فی طاعتہ اولی الامر)

حاصل یہ ہے کہ حکام جب تک حق پر رہیں ان کی تابعداری لازم ہے۔ جس بات میں وہ خلاف شرع کر ڈالیں اس میں ان کی کچھ اطاعت واجب نہیں۔ نیز قرآن مجید کی اس آیت میں غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اولوالامر کی اطاعت اور اللہ و رسول کی اطاعت میں فرق ہے اس لیے کہ اللہ و رسول کی اطاعت کے لیے اطیعوا کا صیغہ مستقل طور پر الگ الگ دلو دفعہ لایا گیا ہے اور اولوالامر کی اطاعت کو عطف کے ذریعہ رسول کی اطاعت کے ضمن میں درج کیا گیا ہے۔ ان کے لیے اطیعوا کا صیغہ باوجود دوسرے منبر پر الگ لائے جانے کے یہاں تیسری دفعہ الگ نہیں لایا گیا۔ اس اسلوب سے معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کی اطاعت اور اولوالامر کی طاعت میں بین فرق ہے۔

۳۔ تیسری یہ چیز ہے کہ شیعہ احباب کا گمان ہے کہ اولوالامر سے مراد ائمہ اثن عشر ہیں ان کی مشہور تفسیر مجمع البیان ابو علی طبرسی میں آیت اہل بیت کے تحت مندرج ہے کہ :-

و اما اصحابنا فانهم ردوا عن الباقر والصادق ان اولی الامرهم

الائمة من الائمہ واجب الله طاعتهم بالاطلاق كما اوجب طاعته

وطاعة رسوله (مجمع البیان طبرسی صفحہ ۲۶۹ تحت الایۃ اولی الامر)

یعنی ہمارے علمائے امام باقر اور جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ تحقیق

”اولوالامر“ یہی آل محمد کے ائمہ ہیں۔ ان کی اطاعت اللہ نے مطلقاً واجب کر دی ہے

جیسے اس نے اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی واجب کی ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس صورت میں آیت مندرجہ کا معنی صحیح ہے یا نہیں ؟

آیت ہذا میں تدبیر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطالب ہرگز درست نہیں۔

(۱)

اول بات تو یہ ہے کہ شیعہ دوست "اولوالامر" سے حضرت علی المرتضیٰؑ مراد لیتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے واحد امام ہیں پھر ان کے بعد امام حسنؑ بن علی المرتضیٰؑ اپنے زمانہ کے واحد امام بنیں پھر ان کے بعد امام حسینؑ زمانہ میں واحد امام ہیں لہذا آخر تک۔ اور اولوالامر جمع کا صیغہ ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ محل الجمع علی الفرد خلاف النظائر یعنی جمع کے کلمہ کو واحد پر عمل کرنا (اگر کوئی قرینہ صارفہ موجود نہ ہو تو) ظاہر کے خلاف ہے لہذا اس عبارت سے مراد ایک شخص ہے تو جمع کے صیغہ کے بجائے واحد کا صیغہ کے استعمال ہونا چاہیے۔ اس وجہ سے ان کا معنی تجویز کردہ صحیح نہیں ہے۔

۱۔ احکام القرآن جصاص صفحہ ۲۵۸ ج ۲ تحت الآیۃ۔ اولی الامر
۲۔ تفسیر کبیر رازی صفحہ ۳۵۹ جلد ۳ تحت آیت۔ اولی الامر

(۲)

دوم یہ چیز ہے کہ اگر آیت ہذا میں "اولوالامر" سے مراد امام معصوم مفترض الطاعتہ مراد لیا جائے تو یہ مفہوم نسق آیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے بالکل درست نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آیت میں فرمایا گیا ہے اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں تنازعہ ہو جائے تو اس کے فیصلہ کی صورت یہ ہے کہ اس معاملہ کو صرف اللہ اور رسولؐ کی طرف لوٹا دو۔ یہ نہیں فرمایا کہ اس تنازعہ فیہ معاملہ کو امام کی طرف بھی لوٹایا جائے۔ اگر یہاں اولوالامر سے مراد امام معصوم، مفترض الطاعتہ (جس کی تابعداری واجب ہو) تو عند التنازع فرودہ الی الامام یا فرودہ الی اولی الامر کی تصریح چاہیے تھی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اولی الامر سے ائمہ اثناعشر مراد لینا ہرگز درست نہیں ہے۔ (احکام القرآن جصاص و تفسیر کبیر، ہی تحت آیت ہذا)

(۳)

سوم یہ عرض ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں اولوالامر کی تابعداری کے لیے لوگ مامور تھے اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ان ایام میں حضرت علیؓ امام نہیں تھے تو یقیناً معلوم ہوا کہ اس عہد نبوت کے دور میں اولوالامر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء تھے جن کی اطاعت و تابعداری لوگوں پر واجب تھی بشرطیکہ وہ کسی معصیت کا حکم نہ دیں۔
(احکام القرآن جصاص تحت الآیۃ)

(۴)

چہارم یہاں سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے۔ اولوالامر معصوم نہیں ہوں گے وجہ یہ ہے کہ کسی "معصوم شخصیت" کا خلاف کرنا اور اس سے کسی معاملہ میں تنازع کرنا بالکل روا نہیں جیسے پیغمبر اور رسول کی ذات کے ساتھ خلاف و تنازع ناجائز ہے یہاں بھی اسی طرح ہوتا لیکن یہاں تو ارشاد ہے

یعنی اولوالامر اور تمہارا کسی بات میں تنازعہ ہو جائے تو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی طرف رجوع کیا جائے۔

معلوم ہوا کہ ان سے کسی مرحلہ پر تنازعہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر اولوالامر معصوم علی الاطلاق اور واجب الطاعت ہوتے تو ان کے ساتھ تنازعہ اور خلاف کرنے کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا۔

ان چیزوں میں غور و فکر کرنے سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ آیت ہذا کا معنی اور مفہوم وہی صحیح ہے جو اہل السنۃ والجماعۃ نے پیش کیا ہے اور جو شیعہ دوستوں نے یہاں بارہ امام معصوم واجب الطاعت مراد لے رکھے ہیں۔ یہ کبھی صورت میں درست نہیں۔

سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال

ذیل میں چند احادیث اس مسئلہ کی خاطر بطور استدلال پیش کی جا رہی ہیں ان میں کتاب و سنت کی اطاعت و تابعداری کا مفہوم بالتصریح موجود ہے۔ ضمناً و استطرافاً نہیں۔ اب ان احادیث کو درج کیا جاتا ہے۔

روایت اول مؤطا امام مالک متنوفی ۷۹۱ھ

قال مالك انه بلغه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
تمسكت فيكم امرين لن تفلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله
وسنة نبيه۔

(۱) مؤطا مالک صفحہ ۳۶۳ باب البنی عن القول فی القدر طبع مجتبائی
(۲) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم الظاہری صفحہ ۱۰۷۵ الجزء الثامن الفصل الاول
طبع جدید مصری

یعنی مالک کو یہ بات پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان دونوں کو پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب ہے دوسری اس کے نبی کی سنت ہے۔
فائدہ ۵: یہاں یہ ذکر کرنا منافعت سے خالی نہیں ہے کہ روایت مذکورہ مرسل ہے اور ”مرسلات“ و ”بلاغیات“ مالک مقبول ہیں۔

۱۔ امام مالک کے متعلق ترمذی کتاب العلل صفحہ ۲۳۹ میں سدرج ہے کہ:

قال علي بن عبد الله قلت ليجيئ مرسلات مالك؟ قال هي

احب اليّ ثم قال يعني ليس في القوم احد اصح حديثاً من مالك۔

یعنی علی بن عبد اللہ کہتا ہے کہ میں نے یحییٰ سے مالک کی مرسل روایات

۱۔ کے متعلق گفتگو کی۔ یحییٰ نے کہا کہ یہ میرے نزدیک پسندیدہ ہیں۔ اور قوم میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو مالک سے زیادہ صحیح حدیث رکھتا ہو۔

۲۔ اور حنفیہ کے ہاں مرسل روایات نیز معتبر ہیں چنانچہ ”توضیح وتلویح“ (المرکن الثانی فصل فی الانقطاع) میں لکھا ہے کہ:

فمرسل الصحابی مقبول بالاجماع ومرسل القرن الثانی والثالث یقبل عندنا وعند مالک۔

یعنی صحابی کی مرسل روایات تو بالاجماع مقبول ہے اور تابعین و تبع تابعین کی مرسل روایات حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مقبول ہیں۔

تنبیہ: حافظ ابن عبدالبر نے اپنی تصنیف ”تجريد التمهيد“ میں موطا کی حدیث مندرجہ بالا کے متعلق یہ تحقیق لکھی ہے کہ:

هذا حديث محفوظ مشهور عن النبي صلى الله عليه

وسلم عند اهل العلم مشهور يكاد يستغنى بها عن

الاستاد وقد ذكرناه مسنداً في كتاب التمهيد۔

(تجريد التمهيد لابن عبدالبر صفحہ ۲۵۱ طبع مصر)

یعنی اہل علم کے نزدیک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث محفوظ و مشہور

چلی آرہی ہے اور اتنی قدر اس کو شہرت حاصل ہے کہ اسناد کے ذکر سے مستغنی ہونے کے قریب ہو گئی ہے۔

اب ناظرین کرام کے افادہ کے لیے حافظ ابن عبدالبر کی اصل کتاب (التمهيد۔

دعوى) سے دو عدد روایات نقل کی جاتی ہیں جن کا اسناد اصل کتاب میں موجود ہے

یہاں اختصار کے پیش نظر صرف متن درج کیا جاتا ہے امام مالک کی مرسل روایت

کی تائید میں ابن عبدالبر نے دو عدد مرفوع روایات اس مقام میں نقل کی ہیں وہ

پیش خدمت ہیں۔

اَوَّلُ... عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم اني قد خلفت نبيكم
اثنيتين لم تفضلوا بعد هذا كتاب الله وسنتي۔

{ کتاب التمهيد لما في الموطا من المعاني والا سانيه ص ۴۵ ج ۶
(قلمی) پیر جھنڈا سندھ لاین عبدالبر تحت البلاغیات۔ }

یعنی ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں
نے دو چیزیں تم میں پیچھے چھوڑی ہیں۔ ان کے (تمسک کے) بعد تم ہرگز نہ گمراہ ہو گے۔
وہ اللہ کی کتاب اور میری سنت ہے۔

دوم... عن كثير بن عبد الله بن عمرو بن عوف عن ابيه
عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما
كتاب الله وسنة نبيه (صلى الله عليه وسلم)

{ کتاب التمهيد لما في الموطا من المعاني والا سانيه ص ۴۵ ج ۶۔
(قلمی) پیر جھنڈا سندھ تختی کلاں تحت بلاغات امام مالک۔ }

یعنی عمرو بن عوف صحابی کہتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میں نے تم میں دو (چیزیں) چھوڑی ہیں۔ جب تک تم ان کے ساتھ تمسک کرو گے
تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

روایت دوم (سیرۃ ابن ہشام متوفی ۲۱۸ھ)

عن ابي سعيد الخدري قال قال النبي صلى الله عليه وسلم
فاعقلوا ايها الناس قولي فاني قد لغت وقد تركت
فيكم ما ان اعصمتم به قلن تفضلوا ابدًا امرًا بيننا

کتاب اللہ وسنت نبیہؐ (سیرۃ ابن ہشام خطبہ حمۃ الوداع)
 ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ
 حمۃ الوداع میں فرمایا کہ اسے لوگو میری بات کو سمجھو تحقیق میں نے دین کی تبلیغ کی
 اور میں نے تم لوگوں میں وہ واضح روشن چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کو اخذ کرو گے
 تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی کتاب ہے اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

روایت سوم

(ابن ابی الدنیا متوفی ۲۸۱ھ)

”اخرج ابن ابی الدنیا عن ابی سعید الخدری قال خرج علینا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ
 وغی فی صلاۃ الغداۃ فقال انی ترکت فیکم کتاب اللہ عز وجل
 وسنتی فاستنطقوا القرآن یبغی فانه لن تعی ابصارکم
 ولن تزل اقدمکم ولن تقصرا یدیکم ما اخذتہ بہما۔“

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس مرض میں فوت ہوئے
 ہیں۔ اس میں ہمارے پاس شریف لائے ہم صبح کی نماز میں تھے۔ فرمایا کہ میں
 نے تمہارے درمیان اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑی ہے پس قرآن کی تشریح
 میری سنت کے ذریعے کرو تمہاری آنکھیں اندھی نہ ہوں گی اور تمہارے قدم نہ
 پھسلیں گے اور تمہارے ہاتھ کوتاہی نہ کریں گے جب تک تم لوگ کتاب و سنت
 کو اخذ نہ رکھو گے۔

۱۔ {الصواعق المحرقة لابن حجر فضائل علی المرتضیٰ الفصل الثانی تحت حدیث البعین} ص ۵۵ بحوالہ ابن ابی الدنیا

۲۔ {روایت نذرا خطیب بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ ”کتاب الفقہ والمتفقہ“ صفحہ ۹۴ پر
 جلد اول طبع سعودی عرب میں تحت ”ذکر الخیر بان السنۃ الاتفارق الکتاب تفصیل درج کیا ہے}

روایت چہارم (ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ)

طبری نے ابن ابی نیجیح سے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ:

..... ایہا الناس اسمعوا قولي فاني قد بلغت وتركت
فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تصلوا ابداً کتاب اللہ
وسنة نبیہ

”اے لوگو! میری بات سنو۔ تحقیق میں نے تبلیغ کی اور میں نے تم میں وہ
چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کے ساتھ تسک کرو گے۔ ہرگز گمراہ نہ ہو گے وہ اللہ کی
کتاب ہے اور نبی کی سنت ہے“

(تاریخ الامم والملوک لابن جریر طبری خطبہ حجۃ الوداع صفحہ ۱۶۹ جلد ۱)

روایت پنجم (الدارقطنی متوفی ۳۸۵ھ)

مشہور محدث دارقطنی نے اپنے مکمل اسناد کے ساتھ السنن للدارقطنی میں
اس کو درج کیا ہے:

..... عن ابی ہریرۃ رآ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خلقت فیکم شئیین لن تصلوا بعدہما
کتاب اللہ وسنتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے تم میں دو چیزیں اپنے بعد چھوڑی ہیں
ان کو اخذ کرنے کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ کی کتاب اور میری سنت اور
یہ دونوں ایک دوسرے سے نہ جدا ہوں گی۔ جیسے کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں۔

- ۱۔ (السنن للدارقطنی صفحہ ۵۲۹ مطبع انصاری دہلی)
 ۲۔ (روایت ابن ابی کثیر بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفقیہ المتفقہ صفحہ ۹۴)
 جلد اول پر تحت ذکر الخیر بان السنۃ لا تفرق الكتاب میں تفصیل درج کیا ہے

روایت ششم (مستدرک حاکم متوفی ۴۰۵ھ)

”عن ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب الناس في حجة الوداع فقال يئس الشيطان بان يعبد بارضكم ولكنه رضى ان يطاع في ما سوا ذلك مما تهاقرون من اعمالكم فاحذروا ايها الناس اني قد تركت فيكم ما ان اعصمتموه فلو تفضلوا ابدا الكتاب الله وسنته تسبته“
 ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیا۔ فرمایا کہ اس بات سے تو شیطان ناامید ہو چکا ہے کہ تمہاری زمین میں اس کی پرستش کی جائے لیکن وہ پسند کرتا ہے کہ اس عبادت کے بغیر تمہارے اعمال کو حقیر جانتے کی صورت میں اس کی اطاعت کی جائے۔ لوگو! خوف کرنا میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑتا ہوں اگر اس کے ساتھ اخذ اور ترک کرو گے تو کبھی بھی گمراہ نہ ہو گے وہ چیز اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کے نبی کی سنت ہے۔

- ۱۔ (مستدرک حاکم جلد اول صفحہ ۹۳ طبع دکن باب کتاب العلم)
 ۲۔ (کتاب السنۃ محمد بن نصر المروزی صفحہ ۲۱ مطبوعہ الریاض (سعودیہ عربیہ))
 ۳۔ (احکام الاحکام لابن حزم جلد سادس باب ۳۶ صفحہ ۸۰۹ تا ۸۱۰)

روایت ہفتم

... عن انس بن مالك عن رسول الله صلى الله عليه

وسلم قال قد تركت فيكم بعد ما ان اخذتم من تضرعوا
كتاب الله وسنة نبيكم۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بعد
میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے اگر اس کو تم اخذ کرو تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ وہ اللہ
کی کتاب ہے اور تمہارے نبی کی سنت ہے۔

(اخبار اصفہان لابن نعیم اصفہانی جلد اول صفحہ ۱۰۲ تحت تذکرہ احمد بن حنبل)

روایت ششم

(ابو النصر السجری متوفی ۴۴۴ھ)

... کتاب الله وسنتي لن يتفرقا حتى يردا على الخوض
كثير العمال كلان جلد اول صفحہ ۴۸ بحوالہ ابی النصر السجری فی البابۃ عن ابی ہریرۃ {
رضی اللہ عنہ طبع حیدرآباد دکن

روایت ہفتم

(بیہقی متوفی ۵۰۸ھ)

... عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
خطب الناس في حجة الوداع فقال يا ايها الناس اني تركت
فيكم ما ان اعتمدتم به فلن تضلوا ابدا كتاب الله و
سنة نبيه۔

(سنن الکبریٰ بیہقی جلد عاشر صفحہ ۱۱ طبع دکن)
رب، الاعتقاد علی مذہب السلف البیہقی ص ۱۱۲ طبع قاہرہ۔ مصر

روایت دہم

(بیہقی متوفی ۵۰۸ھ)

... عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم اني قد خلقت فيكم ما لن تضلوا به ما اخذتم

بہما او عملتہ بہما کتاب اللہ وسنتی ولن تفرقا حتی یرداعلیٰ

المحوض - (۱) السنن الکبریٰ جلدعاشرہ ص ۱۱۴ طبع دکن

(۲) روایت ہذا کو خطیب بغدادی نے اپنے اسناد کے ساتھ کتاب الفقہ والمتفقہ

ص ۶۴ ج ۱ اول پر تحت ذکر الخبر بان السنۃ لا تعارق الکتاب میں بہ تفصیل درج کیا ہے۔

روایت یازدہم (ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ)

..... حدثناکثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی عن ابيه عن

جده عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ترکک فیکم امرین

لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ وسنت رسولہ -

(جامع بیان العلم وفضلہ باب فساد التقلید ونقیہ الخ

ص ۱۱۰ طبع مصر لابن عبدالبر اندلسی)

روایت دوازدہم (مندرک حاکم)

..... عن ابی صالح عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلم انی قد ترکک فیکم الشیخین لن تضلوا بعد ہما کتاب اللہ وسنتی

ولن یتفرقا حتی یرداعلیٰ المحوض -

(۱) مندرک حاکم کتاب العلم جلد اول ص ۹۳

(۲) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم الظاہری ص ۸۱۰ باب ۳۶

فی البطلان التقلید - الجزء السادس)

مندرج بالا روایات میں ہشتم سے لے کر دوازدہم تک ترجمہ ذکر نہیں کیا گیا اس لیے

کہ سابق تراجم کے موافق یہ ترجمہ ہے کوئی الگ چیز نہیں۔

ان احادیث کے اندراج کے بعد چند ایک مروضات پیش کی جاتی ہیں جو متبادل

الثقات ہیں :

(۱)

ایک چیز تو یہ ہے کہ اثبات مدعی کے لیے یہ روایات اپنی جگہ خوب واضح ہیں مگر غریبی تشریح کی محتاج نہیں ہیں۔ مقصود یہی ہے کہ صرف کتاب و سنت کی تابعداری بالاستقلال واجب ہے۔ مستقل اور کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ ان روایات مندرجہ نے اس مطلب کو صاف صاف بیان کر دیا ہے کوئی خفا باقی نہیں رکھا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں چیزوں (کتاب و سنت) کے ساتھ اعتصام کرو گے اور تمکک کرو گے ان دونوں کو اخذ کرو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اگر بالفرض اہل بیت و عترت کے ساتھ اسی درجہ میں تمکک کرنا واجب ہے تو ان دونوں چیزوں کے ساتھ تیسرا اہل بیت کا تذکرہ ایک ضروری امر تھا جو یہاں بالکل مفقود ہے۔ معلوم ہوا کہ اصل دو بھاری (ثقلین) چیزیں یہی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی اطاعت کے بغیر دین مکمل نہیں ہو سکتا صحیح روایات میں انہی دو چیزوں کو امر بن اور شیعین اور "انہیں" کے مختلف عنوانات سے تعبیر کیا گیا ہے اور چونکہ ان دو چیزوں کے ساتھ تمکک کرنا اور ان پر عمل نہ کرنا بھاری اور ثقلین امر ہے اس وجہ سے ان کو بعض مقامات میں "ثقلین" کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے حق میں یہی مشہور وصیت ہے جس کو تاکید کے ساتھ بار بار فرمایا گیا ہے۔

(۲)

دوسری یہ چیز یہاں قابل وضاحت ہے کہ بعض روایات میں جو صرف کتاب اللہ کے ساتھ تمکک کرنے اور اخذ کرنے کا مضمون وارد ہے۔ وہاں سنت کا تذکرہ موجود نہیں ہے تو اس کا مطلب علماء نے ایک تو بیان کیا ہے کہ چونکہ سنت نبویؐ کتاب اللہ کے مضامین و مطالب کی بیان کنندہ ہے اس بنا پر کہ کتاب اللہ کے ذکر نے سنت کے ذکر سے مستغنی کر دیا ہے کتاب صواعق محرقہ الباب الحادی عشر فی فضائل اہل البیت میں یہی مطلب عبارت ذیل میں مندرج ہے۔ فی روایتہ کتاب اللہ و سنتی ہی المراد من الاحادیث المقتضیۃ علی الکتاب لان السنۃ صبیۃ لہ فاعنی ذکرہ

عن ذکرها۔

(صواعق محرقة ص ۸۹)

بیزان روایات میں صرف کتاب اللہ کا ذکر ہونا اس وجہ سے بھی ہے کہ کتاب اللہ کا مفہوم عمل بالسنن پر مشتمل ہے جیسے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اور ما اتکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانہوہ عنہ فخذوا سے یہ چیز واضح ہے پس عمل بالکتاب سے عمل بالسنن لازماً حاصل ہو گا۔ کتاب عون المعبود شرح ابی داؤد جلد دوم ص ۱۲۸ اور تبدل المجمود جلد سوم ص ۵۵ کتاب الحج میں یہ توضیح منقول ہے : انما اقتصر علی الكتاب لانه مشتمل علی العمل بالسنن لقوله تعالیٰ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول وقوله ما اتکم الرسول فخذوه و ما نہاکم عنہ فانہوہ عنہ فخذوا فیلزم من العمل بالکتاب العمل بالسنن۔ ان توضیحات کے پیش نظر وہ روایات جن میں صرف کتاب اللہ پر عمل درآمد کا حکم دیا گیا ہے۔ ان مندرجہ بالا روایات سے مفہوماً مختلف نہیں ہیں مقصد کے اعتبار سے یہ تمام روایات متحد و متفق ہیں۔

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ وہ روایات جن میں کتاب اللہ کی اطاعت اور اس پر عمل درآمد کا ذکر پایا گیا ہے۔ ہم ان کا ایک اجمالی خاکہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

اولے

قال طلحة البیاضی سألت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ هل اوحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ! فقلت لہما امرنا بالوحیة ولعل یوصی؟ قال اوحی بکتاب اللہ عز وجل۔

(مسند ابی داؤد طیبی ص ۱۱۰ مسند عبد اللہ بن ابی اوفیٰ طبع دار المعرفۃ)

دوم

انی تارک فیکہ کتاب اللہ هو حیل اللہ من اتبعہ کانت علیہ
الہدی ومن ترکہ کان علی الضلالة۔

(کنز العمال جلد اول ص ۴۴ بحوالہ ابن شیبہ)

عن زید بن ارسلم،

سوم

وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده ان اعتصمتم
 به كتاب الله -
 البداية لابن كثير ص ۱۷۰ ج ۵
 احمد عن جابر بن عبد الله

چهارم

وقد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده ان اعتصمتم به كتاب
 الله -
 صحيح مسلم ص ۳۹۷ ج ۱ باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم
 عليه وسلم عن جابر بن عبد الله - طبع دہلی

پنجم

..... وانی قد تركت فيكم ما لن تضلوا بعده ان
 اعتصمتم به كتاب الله
 (البوداؤد باب صفت حجة النبي صلى الله عليه وسلم
 ج ۱۷۰ ص ۲۷۰ عن جابر بن عبد الله)

ششم

قد تركت فيكم ما لن تضلوا ان اعتصمتم به كتاب الله
 ابن ماجه باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم عن جابر بن عبد الله

هفتم

عن جبير بن مطعم قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في المحفة
 قال اليس تشهدون ان لا اله الا الله واني رسول الله وان القرآن
 قد جاء من عند الله قلنا بلى قال فابشروا فان هذا القرآن طرفة
 بيد الله وطرفه بأيديكم فتمكوا به فانكم لن تهلکوا ولن
 تضلوا بعده ابدا (رواه ابن ماجة) الترغيب والترهيب للشريفي باب
 اتباع الكتاب والسنة

ہشتم

.... عن ابی الشریح الخزاعی قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابشروا وبشروا ایس تشهدون ان لا اله الا اللہ والی رسول اللہ قالوا نعم قال فان هذا القرآن سبب طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فتمکوا به فانکم لن تضلوا ولن تهلكوا بعدہ ابداً - (صحیح ابن حبان جلد اول طبع مصر ص ۲۴۴ ذکر فی الضلال عن الاخذ بالقرآن)

نہم

.... عن زید بن ارقم قال (یزید بن حیان) دخنا علیہ فقتلناہ لقد رأیت خیراً صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصليت خلفہ فقال لحد وانہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبنا فقال انی تارک فیکم کتاب اللہ هو حب اللہ من اتبعہ کان علی الصلۃ ومن ترکہ کان علی الضلالۃ -

(صحیح ابن حبان ص ۲۸۴ ج اول ذکر اثبات البی من اتبع القرآن)

دہم

.... عن ابی شریح الخزاعی قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ایس تشهدون ان لا اله الا اللہ والی رسول اللہ قالوا بلی قال هذا القرآن طرفہ بید اللہ وطرفہ بایدیکم فتمکوا به فانکم لن تضلوا ولن تهلكوا ابداً -

(رواہ الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد سیبستھی جلد اول ص ۱۶۹ ج ۱)

یازدہم

.... انی اوشک ان ادعی فاجیب وانی تارک فیکم ما لن تضلوا بعدہ کتاب اللہ - (طبرانی فی الکبیر عن زید بن ارقم فی خبر العمال کلاں)

(جلد اول ص ۲۸)

دوازدهم

... والی قدر کت نیکم مالن تضاوا بعدہ ان اعتصمتم

(النن الکبریٰ للبیہقی جلد فامس ص ۸)

بہ کتاب اللہ

طبع دائرة المعارف دکن عن جابر بن عبد اللہ

حاصل مقصد

مندرجہ بالا روایات کا ماسل مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو بطور وصیت ارشاد فرمایا ہے۔ میں نے تم میں اللہ کی کتاب چھوڑی ہے میرے بعد اس کے ساتھ تنک کر دو گے۔ اس کو مضبوط پکڑو گے تو تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ جو کتاب اللہ کی اطاعت کرے گا، وہ ہدایت پر رہے گا۔ جو اس کی پیروی کو چھوڑ دے گا وہ گمراہی میں پاپڑے گا۔ قرآن مجید ایک رسی کی مثال ہے۔ اس کی ایک جانب تمہارے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف دست قدرت میں ہے۔ اس رسی کو خوب تقام رکھو گے تو ہلاکت نہ آئے گی۔

ان تمام روایات میں سرت کتاب اللہ کی اطاعت اور اس کے ساتھ اخذ و تک کا بیان وارد ہے اور "سنت نبوی" کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ضمن میں آجاتی ہے اور ان تمام مندرجہ روایات میں کسی ایک جگہ بھی "عترت و اہل بیت" کی اطاعت کا مذکور نہ ہونا اس چیز کا زیروست نشان ہے کہ اصل اطاعت کتاب و سنت کی ہی امت پر واجب ہے۔ کتاب و سنت کی اطاعت کے درجہ میں کسی اور کی اطاعت واجب نہیں۔ خواہ حکام مسلمان ہوں یا اہل بیت و عترت، ہوں یا علماء دین ہوں۔

ایک فائدہ

مندرجہ روایات میں پانچ عدد حدیثیں جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہیں اور مختلف محدثین نے ان کو اپنے اپنے اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بات شیعہ احباب

کے لیے ثابت فرحت بخش واقع ہوئی ہے کہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرنے والے امام محمد باقر ہیں اور محمد باقر سے روایت کرنے والے امام جعفر صادق ہیں پھر جعفر صادق سے مختلف تلامذہ نے روایت نقل کی ہے۔ ان تمام مواضع میں کتاب اللہ کا تذکرہ ان ائمہ کرام نے کیا ہے اور عمل یا کتاب کے ضمن میں عمل یا سنت دوسرے دلائل قطعیہ کے پیش نظر لازمی طور پر آجاتا ہے لیکن اہل بیت و حضرت کا ذکر کہیں ایک جگہ بھی نہیں کیا گیا اور مقام ذکر میں ایک چیز کا نہ ذکر کیا جانا اس کے غیر ضروری ہونے کی دلیل ہوتا ہے پس ائمہ کرام کی روایات سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ کتاب و سنت کے درجہ میں اہل بیت کی اطاعت واجب نہیں ہے اور نہ ہی ضروری ہے۔ ورنہ ان جمیع مواضع میں کتاب و سنت کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی اطاعت کا ذکر خیر بھی ضرور کیا جاتا۔

ایک اشتباہ

کتاب اللہ و سنتی کے عنوان سے متعدد روایات اور اسی طرح صرف کتاب اللہ کے مضمون کی بھی متعدد روایات درج کی گئی ہیں مگر ان کی صحت اسناد کی طرف التفات نہیں کیا گیا۔ حالانکہ کتاب اللہ و عترتی اہل بیٹی کے الفاظ سے جس قدر اسناد روایات میسر ہوئی ہیں تین چار روایات کے سوا البقیہ روایات کے حق میں صحت سند کے اعتبار سے جرح و قدح کی گئی ہے اور ان کو مجروح ثابت کیا گیا ہے۔

الازالتہ

اس کا مختصر جواب یہ عرض ہے کہ جس روایت کا مفہوم و مضمون نص قرآنی میں موجود ہے۔ اس میں اسناد کی بحث نہ بھی کی جائے تو بھی وہ روایت قابل قبول ہوتی ہے۔ وہاں تحقیق اسناد کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ یہاں بھی ان روایات کا مضمون چونکہ نص قرآنی میں موجود ہے اس لیے یہاں صحت اسناد کی طرف

التفات کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ بخلاف ان روایات کے جو حدیث اول میں درج ہوئی ہیں کہ ان کا مضمون انصاف قرآنی میں صریحاً موجود نہیں ہے اس وجہ سے ان کی صحت اسناد کی طرف تو صحت کا خلاف قاعدہ نہیں ہے۔

تنبیہ :

روایت ”کتاب اللہ وسنتی“ ہم نے متعدد باسند کتب سے درج کی ہے۔ اس پر بعض لوگوں کو یہ دہم پیدا ہوا کہ ”کتاب اللہ وسنتی“ کی پیش کردہ سب روایات ضعیف اور متروک ہیں بلکہ بعض مؤرخین ہیں۔ حالانکہ یہ بات درست نہیں اور علماء کے بیان کردہ قواعد کے خلاف ہے۔ مزید یہ کہ ہم نے اس ایڈیشن میں ”کتاب اللہ وسنتی“ کی مزید سات عدد روایات تلاش کر کے سابقہ روایات کے ساتھ اضافہ کر دیا ہے مثلاً ابن حزم الطاہری سے ایک باسند روایت۔ علامہ ابن عبد البر سے دو عدد باسند روایات۔ خطیب بغدادی سے تین عدد باسند روایات اور شیخ المروزی سے ایک عدد باسند روایت نقل کر کے پیش کر دی ہے۔ اب سابقہ علماء کرام اور مذکورہ بالا حضرات کی روایات کو ملا کر نظر کی جائے تو اس آیت کے نقل کرنے والے کبار علماء کا ایک جم غفیر ہے جو اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت مذکورہ کو اپنی تصانیف میں درج کر رہا ہے۔

فلذا یہ حدیث کبار علماء میں درج شہرت کو پہنچ چکی ہے اور اسناد کے طلب کیے جانے سے مستغنی ہو گئی ہے۔ جیسا کہ ابن عبد البر صاحب نے اپنی کتاب ”تخریج المستمید“ کے ص ۲۵۱ پر اس چیز کو درج کیا ہے اور ہم اس قول کو سابقہ درج کر چکے ہیں۔

① نیز اہل علم بطور قاعدہ اور ضابطہ کے فرمایا کرتے ہیں کہ جس روایت کو اہمیت کی تلقی بالقبول حاصل ہو تو اس کے صدق کے ساتھ یقین کیا جاتا ہے۔ اور وہ روایت اہمیت کی تلقی کے بعد طلب اسناد کی محتاج نہیں رہتی خطیب بغدادی نے اس مسئلہ کو ذیل مقام میں تحریر کیا ہے :

اكتفاء الفقہ والمنطق ص ۴۶ ج ۱ تحت باب القول فی السنۃ المسمرۃ

من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ

۲۔ کتاب الفقہ والمنقہ ص ۱۸۶ ج ۱، ص ۱۹۰ ج ۱ باب القول فی الاحتجاج
لصیح القیاس وزدوم العمل بہ۔

(۲) — اور ابو بکر البصام الحنفیؒ نے اس چیز کو صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ
ایک روایت آحاد کے طریق سے سردی ہے اور لوگوں نے اس روایت کو قبول کیا ہے
یعنی اس کو تلقی بالقبول ماسل ہے، وہ ہمارے نزدیک متواتر کے معنی میں شمار ہوتی ہے۔
... لا تقاتلوا الناس بالقبول من اخبار الآحاد فصوص عندنا
فی معنی المتواتر۔

احکام القرآن للبصام الحنفی جلد اول ص ۴۵۶ طبع اول سری

تحت الطلاق مرتان بحث ذکر الاختلاف فی الطلاق بالرجال

(۳) — علامہ ابن الہمام حنفیؒ نے فتح القدیر شرح ہدایہ کے متعدد مقامات میں اس
مسئلہ کو لکھا ہے۔ ایک مقام میں روایت طلاق الامتہ ثنتان وعدتها حیضتان کی بحث کے
تحت امام مالک کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: وقال مالك شهرة الحديث بالمدينة
تفنی عن صححة سندہ: فتح القدیر ص ۴۳ ج ۳ تحت رواية طلاق الامتہ ثنتان۔
یعنی امام مالک فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں (دو بار اول میں) جو حدیث مشہور (عند العلماء)
ہو جائے وہ صحت سند سے مستغنی ہو جاتی ہے۔

(۴) — علامہ البوطیؒ نے تدریب الراوی (شرح تفریب) میں صحت حدیث کی
بحث میں مسئلہ ہذا کے لیے الاستدکار سے ابن عبد البر کے اقوال نقل کیے ہیں وہاں فرماتے
ہیں کہ علماء کی طرف سے تلقی بالقبول حاصل ہونے سے روایت صحیح سمجھی جاتی ہے۔
پھر اس فن کے مشہور عالم استاذ الراوی الیٰ الخ الاسفرائینی کا فرمان نقل کیا ہے قال الاستاذ
ابواسحق الاسفرائینی تعرف صححة الحديث اذا اشتهر عند ائمة الحديث
بغير تكبير منهم۔

یعنی استاذ اسفرائین الراوی فرماتے ہیں کہ حدیث کے اماموں کے نزدیک جب

ایک حدیث مشہور ہو جائے اسے بغیر انکار کے ائمہ قبول فرمائیں تو یہ اس حدیث کی صحت کی علامت ہے اور اسکے صحیح ہونے کا نشان ہے۔

(تدریب الراوی ص ۲۴، ۲۵ بحث صحاح الحدیث تحت التنبیہ الخامس)

ان معروضات کے بعد روز روشن کی طرح یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ جس حدیث کو تمغی امت حاصل ہو جائے اور علماء فن اس کو قبول کر لیں اور اس پر زکیر ذکریں تو وہ روایت درست ہے۔ تو روایت کتاب اللہ و سنتی "بھی علماء و محدثین میں درجہ شہرت رکھتی ہے اور اس پر علماء کبار کی طرف سے انکار نہیں پایا گیا۔ بنا بریں وہ طلب اسناد سے مستغنی کے درجہ میں ہے اور عند العلماء مقبول ہے۔

اب اس کے بعض اسانید پر اگر جرح دستیاب ہو جائے تب بھی اس کی قبولیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ اُمت کے نزدیک مقبول ہوگی۔

فلذا بعض لوگ جو "کتاب اللہ و سنتی" والی حدیث کے رد کرنے کے درپے ہوئے ہیں ان کی تحقیق صحیح نہیں مذکورہ بالا قواعد کے خلاف ہے۔ اور اللہ ان کو ہدایت بخشنے اور نقص سے نجات دلائے۔

شیعی مسلمات سے اصل مقصد کی تائید

ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ ہم نے اصل مسئلہ کے اثبات کے لیے آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش کر دی ہیں۔ ان سے ہمارا مدعی واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے اور کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہا۔

اب ہم شیعہ احباب کی کتابوں سے بھی بطور الزام اس مضمون کی تائید و تاکید کے لیے اثنا عشر یہ حوالہ جات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان حوالہ جات میں کتاب و سنت پر علماء آمد کھنے اور ان کو قائم رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اور صرف کتاب و سنت سے دین آموز کھنے کے لیے ارشاد فرمایا گیا ہے اور ان دونوں (کتاب و سنت) کو ہر خیر اور مرقول کے رد و تہوں کا معیار قرار دیا گیا ہے اور ان دونوں چراغوں کے روشن اور درخشندہ رکھنے کے متعلق فرامناس

وصایا فرمائی گئی ہیں۔ یہاں کسی مقام میں بھی کتاب و سنت کے ساتھ اہل بیت و عترت کو نہیں ملا یا گیا۔

یہاں سے صاف طور پر اس چیز کا ثبوت ملتا ہے کہ شریعت میں صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کو وہ اہمیت و ضرورت حاصل ہے جو دوسری کسی چیز کو نہیں اور ”حجۃ شرعی“ اسلام میں صرف کتاب و سنت ہے۔ اہل بیت و عترت کے لیے ان دونوں کے درجہ میں الطاعت لازم نہیں ہے اور نہ ہی اہل بیت بالا استقلال حجۃ شرعی میں۔ اب ہم ذیل میں چند حوالہ جات، اثنا عشری دستوں کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں۔ ان کے شیخی علماء و مجتہدین کے یہ اقوال نہیں ہیں بلکہ ائمہ معصومین کے فرامین ہیں جن کے محبت، اناد میں ان کے ہاں کوئی اشتباہ نہیں ہے یہ بالکل ائمہ کے صحیح ارشادات ہیں جو کتب معتبرہ مسئلہ تلخیص البلاغۃ۔ اصول کافی۔ اختیاج طبری وغیرہ میں وارد ہیں۔

اولے

.... و لکم علینا العمل بکتاب اللہ تعالیٰ و سیرۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و القیام بحقہ و النفض لسنۃ

{ درنج البلاغۃ ص ۳۱۷ ج اول طبع مصر
من خطبۃ لہ علیہ السلام عند میسر صحابہ لاجل البصرۃ
یعنی حضرت علیؑ نے فرمایا تمہاری رہنمائی کے لیے ہمارے دستہ ہے کتاب اللہ اور
سیرت رسول اللہؐ کے ساتھ عمل کرنا اس کی کتاب کے حق کو قائم رکھنا اور انکی سنت کو بلند رکھنا۔

دوم

و قال علیہ السلام من اخذ دینہ من کتاب اللہ و سنت نبیہ ذالت
الجمال قبل ان یزول و من اخذ دینہ من افواء الرجال روتہ الرجال۔

(اسول کافی خطبہ کتاب ردہ طبع کھنور)

یعنی امام نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے دین کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ پہلا اپنی جگہ سے دُور ہو سکے میں مگر یہ اپنے دین سے دُور نہیں ہوگا اور جس شخص نے افواہ رجال یعنی لوگوں کے اقوال سے اپنا دین حاصل کیا ہے اس کو دوسرے لوگ اپنے دین سے پھیر سکتے ہیں (الصافی شرح اصول کافی از عیال قزوینی)

ان ہر دو ارشادات میں صرف کتاب اللہ و سنت رسول و سیرۃ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل درآمد کرنے کی ترغیب پائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ دین کا حاصل کرنا اور نہ ہمسواخذ کرنا صرف کتاب و سنت سے ہے۔ ان مواضع میں کتاب و سنت کے ماسوا کسی تفسیری چیز کی طرف توجہ نہیں دلائی گئی۔ اگر کتاب و سنت کے پایہ کی کوئی اور چیز ہے جس سے حصول دین ہو سکے اور دین حق اخذ کیا جاسکے تو اس کا یہاں ذکر لانا لازمی امر تھا۔

سوم

قال جعفر الصادق علیہ السلام کل شیئی مردود الی الکتاب و السنۃ۔
امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ہر چیز کو کتاب و سنت کی طرف لوٹایا جائے گا۔
(اصول کافی، ۳۹ باب الاخذ بالسنۃ لجمع نول کشور)

چہارم

.... فالر دالی اللہ لاخذ بمعکم کتابہ والودالی الرسول لاخذ بسنۃ
المجامعۃ غیر المعرفۃ۔ (منج البلاغۃ ص ۲۴ ج ۲)
یعنی حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ شیئی کو اللہ تعالیٰ کی طرف رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے محکمات، کے ساتھ تنسک کرنا اور چیز کو رسول کی جانب رد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی سنت کو اخذ کرنا۔ (منج البلاغۃ ص ۲۴ ج ۲) ایک طویل مہد ہے جو اشترنجی کو حضرت علیؑ کی طرف سے لکھا گیا اس کے وسط میں یہ مضمون درج ہے۔

پنجیم

ومن كلام له عليه السلام في التحكيم... قال الله سبحانه
فان تنازعتم في شئ فرددوه الى الله والرسول فرددوه الى الله ان حكم
بكتابه وردة الى الرسول ان نأخذ لسنته۔

یعنی حضرت علیؑ نے آیت قرآنی کی تشریح اس طرح فرمائی ہے عند التنازع کسی چیز کو اللہ تعالیٰ
کی طرف لوٹانے کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کے ساتھ حکم چلانا اور اس پر عمل کرنا اور کسی چیز
کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب رد کرنے کا مقصود یہ ہے کہ ان کی سنت پر عمل کرنا۔
(مجمع البیان ج ۲ ص ۲۴۰ ج اول)

ان ہر سہ حوالہ جات کا حاصل یہ ہے کہ جب بھی کوئی تنازعہ کا معاملہ پیش آئے تو صرف
کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی تلقین اللہ کی جانب سے کی جا رہی ہے جیسا کہ آیت قرآنی
میں ارشاد ہے اسی کے سن موافق اللہ معصومین نے بھی تشریح کر دی ہے۔

اس سے صاف ظہور ہوا کہ نص قرآنی اور ائمہ کرام دونوں نے ضرورت کے وقت صرف
کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کی رہنمائی کی ہے۔ لوگوں میں تنازعہ کا واحد حل صرف
کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنا اور تمسک کرنا ہے اور بس، کسی تیسری شخصیت کی جانب
توجہ کرنے کی حاجت ہی نہیں۔

ششم

بہ بفر صا دق سے ان کا ایک مخلص شاگرد روایت کے رد و قبول کے متعلق تفصیل
دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ :

فان كان المخبران عنكما مشهورين قد دروا هما الثقات عنكم
تلا ينظر فما وافق حكمه حكم الكتاب والسنة وخالف العامة
فدخذه ويترك ما خالف حكمه حكم الكتاب والسنة ووافق
العامة (اصول کافی ص ۳۹ طبع نزل کشور کهنر، باب اختلاف الحديث)

مطلب یہ ہے کہ سائل عرض کرتا ہے کہ جناب سے مشورہ روایتیں ثقہ لوگ ذکر کرتے ہیں ان کو قبول کر لیا جائے؟ تو امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ کتاب و سنت کے موافق ہیں کا حکم ہو اور وہ عامہ (سنیوں) کے خلاف ہو اس کو اخذ کر لیا جائے اور جن کا کتاب و سنت کے برعکس حکم ہو اور سنیوں کے موافق ہو اس کو ترک کر دیا جائے۔

ہفتم

امام محمد باقرؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حجتہ الوداع میں خطبہ ارشاد ہوا ہے نقل فرمایا ہے اس میں ذیل کا فرمان بھی موجود ہے۔

فَاذْكُرُوا كَيْفَ أَخَذْتُكُمْ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّتِي
فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي فَخُذُوا بِهِ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ وَ

سُنَّتِي فَلَا تَأْخُذُوا بِهِ (اختیار طبری ص ۲۲۶ خطبہ حجتہ الوداع)

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی حدیث تمہارے پاس پہنچے تو اس کو اللہ کی کتاب اور میری سنت پر پیش کر دو۔ جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہو، اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے برخلاف ہو اس کو امت تسلیم کرو۔

ہشتم

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں :

”فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَقْتُلُوا عَيْنًا مَا خَلَقَ قَوْلَ رَبِّنا تَعَالَى وَسُنَّةَ نَبِيِّنا مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ۝“ (رجال کشی تذکرہ مغیر بن سعید ص ۱۳۶)

یعنی اللہ سے ڈرو اور جو قول کتاب اللہ و سنت نبی و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکٹھے ہوں اس کو ہماری طرف منسوب کر کے سنت قبول کرو۔

نہم

عن هشام بن الحكم انه سمع ابا عبد الله (ع) يقول لا تقبلوا عينا حديثنا

اماوافق القرائت والسنۃ

(تشیخ المقال مناقبی ص ۱۴۲ ج ۱ اول ص ۲۳۴ ج ۳)

بشام نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے سنا ہے کہ ہماری جانب منسوب کر کے کوئی حدیث نہ کرواؤ کہ وہ قرآن و سنت کے موافق ہو۔ صرف وہی قبول کرو۔

دھم

عن ابن ابی عمیر عن بعض اصحابہ قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام
يقول من خالف کتاب اللہ وسنتہ محمد فقد کفر۔

(اصول کافی ص ۳۹ - ۴۰ باب الاخذ بالسنتہ)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس نے کتاب اللہ و سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وہ کافر ہو گیا۔

ان آخری پانچ روایات کا حاصل یہ ہے کہ کسی خبر اور کسی روایت کی صداقت و بطلان معلوم کرنے کا معیار صرف کتاب و سنت اور رد و قبول کا فیصلہ کرنے کے لیے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہی کافی ہے۔ اگر وہ چیز ان دونوں کے موافق اور مطابق ہے تو وہ قابل اعتماد و لائق اقتدار ہے اور اخذ کرنے و نمک کرنے کے مناسب ہے اگر وہ چیز ان دونوں (کتاب و سنت) کے مخالف ہے تو قابل اقتدار نہیں ہے۔ اس کے ساتھ نمک کرنا درست نہیں ہے پس اس موقع پر حق و باطل کی تیز کے لیے اور رد و قبول کو جانچنے کے لیے صرف کتاب و سنت کو ہی اصل قرار دیا گیا ہے کسی تیسری چیز پر ملامت نہیں رکھی گئی۔ یہ چیز کتاب و سنت کے معیار ہونے اور حجتہ شرعی ہونے کی واضح علامت ہے اور اہل بیت و عزت و کرام ہر دو کے ساتھ ساتھ حق و باطل کا معیار نہیں قرار دیا گیا اور رد و قبول کا مدار نہیں تجویز کیا گیا فلہذا ان کے ساتھ کتاب و سنت کی طرح نمک کرنا غیر ضروری اور غیر لازم ہے۔

یازدھم

ومن کلام له عليه السلام قبل موته واما وصيتي فثلاث

تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّةَ أَقِيمُوا هَذِينَ
الْعَبُودِينَ وَادْقِدُوا هَذِينَ الْمَصِيحِينَ وَخَلَاكُمْ ذَمَّ مَا لَمْ تَشْرِكُوا ۝

(منہج البلاغہ ص ۲۶۸ ج ۱)

حاصل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی وفات سے قبل فرماتے ہیں۔ میری وصیت یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اس کی توحید کو قائم رکھنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ کی سنت کو امت ضائع کرنا۔ ان دونوں ستونوں کے کتاب و سنت رسول اللہ کو
قائم رکھنا اور ان دونوں چراغوں (توحید و سنت یا کتاب و سنت) کو روشن کیے رکھنا اور ہر
برائی تم سے دور رہے گی تا وقتیکہ تم جماعت سے علیحدہ نہ ہو۔ (منہج البلاغہ ص ۲۶۸ ج ۱)

دوازدهم

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

وَصِيَّتِي لَكُمْ أَنْ لَا تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَا
تُضَيِّعُوا سُنَّةَ وَخَلَاكُمْ ذَمَّكُمْ - (منہج البلاغہ ص ۲۱ ج ۲ من

کلام له عليه السلام قبيل موته على سبيل الوصية لما ضرب ابن ملجم ،
مطلب یہ ہے کہ سیدنا علیؑ کی آخری وصیت یہی ہے کہ لوگو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو امت
شریک کرنا یعنی اس کی توحید اور اس کی کتاب کو ضائع نہ ہونے دینا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو امت کھو دینا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھنا۔ ہر برائی تم سے دور
رہے گی۔

ناظرین کرام پر واضح ہو کہ یہ حوالہ جات حضرت علیؑ کی وفات سے کچھ ہی پہلے کی وصیتیں
ہیں۔ اس دار فانی سے انتقال بالکل قریب ہے۔ ان قیمتی اور مبارک گھڑیوں کی کلام میں
یہ وصایا بھی شامل ہیں۔ ارشاد ہو رہا ہے کہ اسلام کے ان دو ستونوں کو دانا قائم رکھا جائے۔
دین کے ان دو چراغوں (کتاب و سنت) کو گل نہ ہونے دیا جائے۔ اور مسلمانوں کی جماعت سے
گروہ گروہ بنا کر علیحدگی اور تفرق و تفرق نہ اختیار کیا جائے۔

یہاں غور و فکر کرنے سے ایک چیز تو یہ حاصل ہو رہی ہے کہ آخری ساعات میں ائمہ معصومین کی جانب سے صرف "توحید و سنت اور کتاب و سنت" کے احیاء و بقا کی صیبت تو ہو رہی ہے لیکن اہل بیت و عزت کی جمیعت اور وجوب اطاعت کا حکم نہیں صادر ہو رہا۔ معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کے پایہ اور درجہ میں ان کی اہمیت اسلام میں نہیں ہے اور اگر اہل بیت کے واجب الاتباع اور واجب التمسک ہونے کی کچھ اصیبت ہوتی تو اس آخری وصیت میں اس کا اندراج ضرور ہوتا۔ دوسری یہ چیز ثابت ہو رہی ہے کہ امامت کا عقیدہ ضروریات دین میں سے نہیں ورنہ مذکورہ آخری وصایا میں اس کا ذکر کرنا لازمی امر تھا بغیر یہ چیز معلوم ہوتی ہے کہ جماعت سے علیحدہ ہو کر الگ الگ گروہ قائم کر لینا ائمہ کرام کی آخری وصایا کو یسی پشت ڈالنے اور ان کی نافرمانی کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشنے اور آپس میں تفرقہ سے بچا کر اتفاق و اتحاد کی نعمت عطا فرمائے

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و ازواجہ
و بناتہ و اصحابہ و اہل بیتہ اجمعین -

ناچیز

محمد تافع بن مولانا عبد الغفور بن مولانا عبد الرحمن

عفا اللہ عنہم

از قریب محمدی ڈاکخانہ جامعہ محمدی شریف ضلع جہنگ

پنجاب (پاکستان)

ہماری مطبوعات

○ اسلام میں غلامی کی حقیقت : مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب
○ اسلام کا قانون شہادت : مولانا سید محمد متین ہاشمی کے قلم سے ایک اہم
○ قانونی دستاویز

○ سیرت نبوی قرآنی : مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے گہر بار قلم سے قرآن عزیز
○ کی روشنی میں سیرت رسول کی جھلکیاں -

○ سلطان ماحمد : سیرت رسول پر مرحوم عبدالماجد کے سیرتی مقالات کا حسین گلدستہ
○ حدیث الثقلین : محقق عصر مولانا محمد نافع کے قلم سے حجیت حدیث اور امامت
○ کے خود ساختہ نظریہ کا بے لاگ جائزہ -

○ قرآن سے ایک انٹرویو : قرآنی موضوعات پر حوالہ کی شاہکار کتاب -

○ حضرت ابوسفیانؓ : محقق عصر مولانا محمد نافع کے قلم سے

○ حضرت اویس قرنیؓ : سید اقمین کی زندگی کے شب و روز -

○ آخری سورتوں کی تفسیر : نماز میں پڑھی جانے والی مختصر سورتوں کی ضروری

○ تشریح مع خواص -

○ تفسیر سورہ لیس : قلب قرآن، لیس کی تشریحات مولانا سید محمد متین ہاشمی کے قلم سے

○ اصول وراثت و ترکہ : وراثت و ترکہ کے اہم موضوع پر سہل ترین کتاب

○ اصطلاحات صوفیا : دنیا زاد اصطلاحات کا انسائیکلو پیڈیا

○ عجائبات فرنگ : اردو کا پہلا نہایت دلچسپ اور سہرنگ سفر نامہ - لندن،

○ پیرس، مصر، پرتگال اور ہندوستان کی تہذیبی معاشرت کا بہترین نظارہ

○ شیعیت کیا ہے ؟ : قرآن و سنت اور شعبی ائمہ کی روشنی میں مولانا محمد ناظم ندوی

○ سابق شیخ الیامہ اسلامی یونیورسٹی بہاولپور کے قلم سے جماعت رفص کے

○ متعلق عجیب و غریب اور شیرازگشتاںات عظیم مصنف کا عظیم شاہکار -

○ غلامان رسول : عبد اللہ قریشی - شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پڑانوں کا بیسٹ افروز

○ تذکرہ جنہوں نے ناموس رسالت پر سب کچھ قربان کر دیا - جذبات کی

○ دنیا میں پھیل چکے دینے والے حالات و واقعات -

○ مکہ مکرمہ ۵ بخشی سیرت متصل چوک اردو بازار لاہور

بناتِ اربعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

یعنی سردارِ دو جہاں (صلی اللہ علیہ وسلم) کی چار صاحبزادیاں

تصنیف: حضرت مولانا محمد نافع مظاہر العالی

اس کتاب میں سردارِ دو عالم کی چار صاحبزادیوں کے حالاتِ زندگی اور ان کی فضیلتیں اور عظمتیں بڑی وضاحت اور تفصیل سے درج کی گئی ہیں۔ حالاتِ زندگی کے کھوج میں ذہنیت کی معتبر کتابوں سے بڑی خوبی سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب ہذا کے ایمان افزہ مندرجات ملاحظہ کرنے سے اولادِ نبوی کے ساتھ صحیح اور سچی عقیدت اور محبت کو فروغ ملے گا اور اس دور میں بعض اطراف سے ان پاکیزہ اور مقدس طاہرات کے خلاف جو شبہات قوم میں پھیل چکے ہیں، ان کا مدلل اور کثرت جواب بھی کتاب میں فراہم ہے۔

بناتِ رسولؐ پر یہ اپنی نوعیت کی بے مثال کتاب ہے جس کے بغیر کوئی مجلسِ بزرگی مکمل نہیں کہلا سکتی۔

مسلمانوں کے سائنسی کارنامے

تالیف: پروفیسر طیفیل ہاشمی شعبہ علوم اسلامیہ علامہ اقبال یونیورسٹی - اسلام آباد
اسے بات کی شدید ضرورت تھی کہ مسلمانوں کے سائنسی کارناموں کو اجاگر کیا جائے اور ان کی واقعی خدمات پر پڑے ہوئے دھول کے دیزیرکوں کو جٹا کر تاریخ کا حقیقی چہرہ قارئین کے سامنے رکھا جائے۔ چنانچہ پروفیسر طیفیل ہاشمی نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے یہ مسرکہ الکار کتاب تالیف کی جس میں طب، ہیئت، ریاضی، کیمیا، طبیعیات، نباتات و زراعت اور میناوی میں اُنڈس کے مسلمان سائنسدانوں کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور یورپ کی علمی بددیانتیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے یہ بتایا ہے کہ مسلمانوں کی کون کونسی ایجادات کا سہرا انہوں نے اپنے سر باندھ لیا تھا۔ الغرض یہ کتاب سائنسدانوں، محققین، ہدویفروں - تاریخ سائنس کے ماہرین - ائمہ اے علوم اسلامیہ کے طلبہ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے دیگر قارئین کے لیے بے نظیر تحفہ ہے۔
مکہ مکس سے کو فخر ہے کہ اتنی بند پایہ علمی کتاب کی اشاعت اس کے حصہ میں آئی۔



(رحم دل ہیں آپس میں)

رُحَمَاءِ بَيْنَهُمْ

اسلامی تاریخ کے اہم ترین موضوع پر مستند ترین کتاب

اہل بیت اور خلفائے ثلاثہ کے درمیان محبت اور مودت سے بھرپور تعلقات کا مکمل تفصیل اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اور وہ ساری غلط فہمیاں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انہی اصحاب بزرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں پھیل چکی ہیں جاتھیں اور سمجھ بڑھانے کا دلائل ازالہ کر دیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر رُحَمَاءِ بَيْنَهُمْ تحقیق اور متوازن انداز نظر کا ایک شاہکار ہے۔

اس کتاب کے بغیر آپ کو لاتبریری کی ناسمجھی ہے۔

مسئلہ اقربا نوازی

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر طعنہ ”اقربا پروری“ کا مدلل جواب پہلے مرتبہ آپ کو خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ نادر شیعہ نسخہ کتب سے حوالہ جات کا منجھڑ۔ برہنہ برسر کہ عرقہ ریزی اور تحقیق کے بعد انتہائی نادر پیش کش جو اہل علم اور عوام الناس میں یکساں مقبول ہوگی۔

حصہ علمی — (زیر طبع)



مکے بکس، پنجٹی سٹریٹ، یرون ٹوی گیٹ لاہور